



Atlantis
Publications

وسرا پیراں

Uploaded By Muhammad Nadeem

اشتیاق احمد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

محمود ، فاروق ، فرزانہ اور بیکٹر جمشید سیرینز

دوسرے بیڑاں

اشتیاق الحمد

Uploaded By Nadem Muhammad

اثانٹس
پالکیشنز

دوباتیں

السلام علیکم!

دوسرا جیوال سے ملے... جی ہاں... دوسرے جیوال سے مل کر آپ کو بہت خوش ہوگی۔ جیوال کا منسوب کے بعد جیوال کی مقبولیت میں بے حد اضافہ ہو گیا تھا۔ قارئین کا اصرار تھا کہ جیوال ہی پر ناول لکھتا چلا جاؤ۔ آخر جیوال پر کام شروع ہوا اور دوسرا جیوال تیار ہوا۔ یوں تو اس کا نام جیوال تھا اور اب فاروق احمد صاحب اپنے ہاں اسے شاک کرنے لگے تو ان دوسرے جیوال کر دیا۔ گویا نام رکھنے میں بھی مجھ سے دو ہاتھ آگے نکل گئے۔ اللہ کا شکر ہے صرف دو ہاتھ آگے نکلے۔ اگر کہیں تین ہاتھ آگے نکل جاتے تو اس ناول کا نام اپنیں تیرا جیوال رکھنا پڑتا اور آپ کہہ اٹھتے کہ یہ کیا۔ یہ تیرا جیوال کہاں سے پکڑا۔ دوسرے کی حد تک تو چلو ایک بات بھی ہے اور تھیک بھی ہے۔

اس طرح آپ تیرا جیوال سے بال بال بچے۔ اس میں تک نہیں یہ صاحب نام رکھنے میں اپنا نام پیدا کرتے جا رہے ہیں اور میرے کان کا نئے جا رہے ہیں حقیقت ہی ہے کہ میں کچھ اونچائتے کا ہوں۔ اگر حال بھی رہا تو آپ خود سوچئے۔ بات کہاں سے کہاں جا پہنچی۔ اللہ وہ وقت نہ لائے آئیں۔

ایک مشکل یہ ہے کہ فاروق صاحب چاہتے ہیں میں پرانے نادلوں کی نئی دو باتیں ذرا بھی لکھا کروں۔ یہ ایک نیا کام ہے۔ پرانے نادلوں کی پرانی دو باتیں کیا کم تھیں کتاب نئی دو باتیں لکھتا پڑ رہی ہیں۔ ہے ناوجھن کا کام۔ ایسی اجھنوں سے دو چار ہوتا اب اپناروز کا کام ہو چلا ہے۔ اس لئے کیسے کیا گا۔ اچھا اللہ حافظ!

شکر

بے ہوشِ ادمی

پیغمبیر کی آنکھیں مارے حرثت کے پھیل گئیں۔ پورے آسمان پر صرف ایک ستارہ، وہ بھی آگ کی طرح روشن۔ ایسا نظارہ اس نے زندگی بھر نہیں دیکھا تھا۔

اُس رات زبردست ابر تھا۔ آسمان گھرے سیاہ بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ ایسے میں چاند اور ستارے بھلا کہاں نظر آتے۔ دُور دُور تک تلاش کے باوجود اسے کوئی ستارہ نظر نہیں آ سکا تھا، لیکن پھر اچانک صرف اور صرف ایک ستارہ چمکا، آگ کا شعلہ سا لگا۔ وہ جیزان رہ گئی۔ اس کی نظریں اس پر جنم گئیں۔ پھر کھبرا کر اس نے جلدی سے ایک نظر ادھر ادھر آسمان پر ڈالی، لیکن نہ چاند نظر آیا نہ دُوسرے ستارے۔ بس پورے آسمان پر دیکھا تھا۔

لیکن اس قدر تحرخ ستارہ۔ آگ جسا ستارہ، اس نے

آج تک نہیں دیکھا تھا، ابھی وہ حیرت کے سمندر میں ڈیکھا
کھاری تھی کہ اچانک ایک اور حیرت کا غوطہ اسے سمندر
کی تر کی طرف لے گی۔ ستارہ بلا کی رفتار سے نیچے رہا
رہا تھا:

”ارے! یہ۔ یہ تو نیچے آ رہا ہے۔ شاید ٹوٹ گی
ہے۔ ہاں ستارے ٹوٹتے تھی تو رہتے ہیں، لیکن یہ اس
قدر سُرخ کیوں ہے۔ کیا اس ستارے کو آگ لگ گئی جے
بہت انوکھا خیال تھا۔ ستارے کو آگ۔ وہ مکرا دی
اسے ستاروں میں بہت دلچسپی تھی۔ ہر روز رات کو چھت
پر چڑھ کر بہت دیر تک ستاروں کو دیکھنا اس کا مشتمل
تھا۔ اور اس کے ڈیڈی میں اس کے اس شوق کے لامتحب
بہت تنگ تھے۔ بہت بھتایا کرتے تھے، پس وہ بھی
اس شوق کے لامتحوں مجبور تھی۔

اچانک اس کی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ خوف جلا
شامل ہو گی۔ خوف اس لیے کہ ستارہ جوں جوں نیچے
آ رہا تھا، اس کا جنم بڑھتا جا رہا تھا اور اب وہ
ستارہ کم اور آگ کا ایک بڑا سا تحال زیادہ لگ رہا تھا:
آئے۔ کیا چیز ہے؟ وہ بڑا بڑا، پھر پونک کر خود

”اوہ۔ میں کیوں نہ دید کو بلا لاوں۔ مم۔ مگر نہیں:
اس دوران اگر یہ زمین پر آ رہا تو مجھے پتا نہیں چل
سکے گا کہ کہاں گرا ہے۔ میں یہیں ٹھہروں گی:

”آگ کا تحال بڑا ہوتا گی۔ اور بڑا ہوتا گی۔
یہاں تک کہ اسے یوں لگا جیسے نیچے آنے تک وہ کئی کو ٹھیک

کو اپنی پیٹ میں لے لے گا۔ اب وہ گھبرا گئی۔
تحال مسلسل نیچے آ رہا تھا۔ اور اب یہ بات یقینی نظر آ
رہی تھی کہ وہ زمین پر ضرور گرے گا۔

”اور اگر یہ زمین پر گرا تو کئی کو ٹھیکوں میں آگ لگ جائے
گی۔ اب تو اس میں آگ کے شعلے تک نظر آ رہے ہیں۔
اس نے اپنے آپ سے کہا۔

”پھر۔ میں کیا کروں۔ میں کیا کر سکتی ہوں۔ اب تو دید
کو جھکانا، یہ ہو گا۔

ابھی اس نے یہ سوچا، یہ تھا کہ تحال زمین پر آ گرا اور
پہنچنے اور جگہ چھت کی وجہ سے اسی نے صاف دیکھا کہ وہ بہت
ڈود۔ ڈود بہت دور کھیتوں میں گرا تھا اور کھیت جلنے
لے تھے۔ اب وہ اور نہ ٹھہر سکی۔ نیچے کی طرف دوڑی
اور دید کے کمرے میں جا کر دم یا۔ ڈید گھری نیند میں
تھا۔ ممی بھی نیند کے مزے لے رہی تھی۔ اس نے

پچھے آتا گی۔ بڑا ہوتا گی اور پچھے گرتے وقت وہ بست بڑا ہو پکا تھا اور اس کو آگ لگ گئی تھی۔

”گہ تو دیا۔ شہاب شاقب ہو گا۔“

”شہاب شاقب اس قدر گول نہیں ہو سکتا۔ باصل تراش جوا گول تھا۔ آپ اور چل کر ایک نظر دیکھ تو میں۔ پیزز ڈیڈ۔“

”اچھا بابا۔ تم نہیں مانو گی۔ یہکن ٹھہر د۔ ہمیں اور جانے کی شرودت نہیں۔ میں رسدگاہ والوں سے پوچھتا ہوں۔ انھوں نے بھی تو اس کو دیکھا ہو گا۔“

”اوہ ہاں! یہ صحیح رہے گا۔“ پومی نے خوش ہو کر کہا۔ اس کا ڈیڈ اشارجہ کا وزیر خارجہ تھا۔ اس نے فدا ایک بیٹن دبایا اور بولا:

”رسدگاہ سے ملاو۔“

چند سینکڑ بعد رسدگاہ کے اضافج کی آواز سنائی دی:

”یس سر۔ کیا حکم ہے؟“

”نا ہے، آسمان سے کوئی شہاب شاقب گاہے؟“

”یہی سر۔ وہ شہاب شاقب نہیں ہے۔ ہمارے کامی“

”اک طرف جا پکے ہیں۔ ایک گھنٹے تک ہم کچھ بتا سکیں گے۔“

”اوہ پاچھا۔ خیر۔ جونہی اس کے بارے میں معلوم ہو،“

ڈیڈ کو جھنجور ڈالا:

”ڈیڈ آٹھیے۔ غصب ہو گی۔“

”لگ۔ کیا ہو گی؟“ ڈیڈ نے نیند کے عالم میں کہا۔

”غصب۔“

”غصب۔ رات کے وقت یکے ہو گی۔ سو جاؤ۔“

”کرد پومی۔“

”اوہ ہو ڈیڈ۔ آپ بات بھی تو سُنیے۔“

”اچھا ساؤ۔ یہکن بذری جلدی۔ مجھے نیند نے تایا ہوا ہے۔“

”پچھلی رات صدر کے ساقی میٹنگ تھی۔ سو نہیں کا تھا۔“

”یہن ڈیڈ! میں جانتی ہوں، یہکن آپ یہ بات نہیں جانتے۔“

آسمان سے کوئی پیزز گری ہے۔ آگ کے ایک بہت بڑے

تحال کی طرح اور اس کے گرتے ہی گھیتوں کو ہاگ لگ

گئی ہے۔“

”بس اتنی سی بات۔ ہزار بار کہا ہے۔ ستاروں کو“

”لکا کرد۔ یہ بھی کوئی شوق ہے۔ ارے بھئی۔ وہ کوئی“

”شہاب شاقب ہو گا۔ جاؤ سو جاؤ۔“

”اوہ ہو ڈیڈ۔ آپ سُنیے بھی تو سُھی۔ پورے آسمان پر“

”گرا ابر ہے۔ نہ چاند ہے، نہ ستارے۔ ایسے میں ایک“

”باصل سرخ ستارہ میں نے پچھے گرتے دیکھا۔ جوں جوں وہ“

مجھے اطلاع دینا۔ ”

”یہ سر۔“

اب وہ پوی کی طرف مڑا :

”ایک لمحتے بعد معلوم ہو جاتے گا۔ کروہ کیا چیز ہے۔“

اب تم سو جاؤ۔“

”نہیں دیڈ۔ میں اس طرف جاؤں گی۔ جن طرف دوہ

گرا ہے۔“

”پاگل تو نہیں ہو گئی ہو۔“

”ہاں دیڈ۔ میں ایسی چیزوں کے لیے پاگل ہو جاتی ہو۔“

”آپ بھی جانتے ہیں۔ آپ گاڑی نکالیے اور مجھے اس

طرف لے چلیے۔“

”یکن ہم راتا کیے طے کریں گے۔“

”کھیتوں تک پہنچا آمدلا

کام نہیں ہے۔ اس طرف رسگاہ والے تو ہیلی کاپٹر برد

گئے ہوں گے۔“

”تو آپ کے لیے ہیلی کاپٹر کیا مشکل ہے۔ آپ بھی پہلی

کاپٹر منگوا لیں۔“

”یکن بھی اس کی ضرورت کیا ہے؟ سوال تو یہ ہے۔“

”ضرورت ہے۔“

”آپ نے شُن یا۔“

”د شہاب شاقب نہیں ہے۔“

”تو پتا چل جائے گا۔ کروہ کیا چیز ہے۔“

”نہیں دیڈ۔ ہم بھی ہیلی کاپٹر پر جاتیں گے۔“

”اچھا بابا۔ تم نہیں مانوگی۔“ دیڈ نے جھلک کر کہا۔

اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کے لیے فون کیا۔ جلد ہی

دونوں اس طرف اڈے جا رہے تھے۔ جہاں وہ تحال

گرا تھا۔ چند منٹ بعد وہ وہاں اترے۔ رسگاہ والوں

کا ہیلی کاپٹر بھی وہاں موجود تھا۔ وزیر خارجہ کو دیکھ کر

وہ ان کی طرف پیک پڑے۔

”سر! آپ کو آنے کی کیا ضرورت تھی۔“ ایک نے ہیلان

ہو کر کہا۔

”ہے میری پاگل بچی۔ اس نے جھلک کر کہا۔“

”آپ دوگ اب تک کیا معلوم کر سکے؟ پوی بولی۔“

”آگ بہت شدید ہے۔ فی الحال ہم نزدیک جاتے کے

قابل نہیں ہیں۔ فائر بریگیڈ والے بس آئے والے ہیں۔“

”آپ کے خیال میں یہ کیا ہے؟“

”ابھی لکھ نہیں کہا جا سکتا۔ شاید یہ کوئی اڑن طشتی ہے۔“

”کیا۔ اڑن طشتی؟“ وزیر خارجہ اور پوی ایک ساتھ چلاتے۔

”یہ سر۔ آثار بھی کہ رہے ہیں۔“ ویسے ابھی یقین سے

لکھ کہا بھی نہیں جا سکتا۔“

خیر۔ دیکھتے ہیں۔ اس نے کندھے آچکاتے۔

اور پھر وہاں فائر بریگڈ پہنچ گیا۔ انہوں نے نہایت تیزی سے کام شروع کر دیا۔ آدھے گھنٹے بعد آگ بجھ گئی۔

وہ آگے بڑھتے۔ پولی سب سے آگے تھی۔

”انھیں روکیے سر۔ آگے خطرہ بھی ہو سکتا ہے۔“

”پولی۔ سب سے آگے نہ جاؤ۔“

”کچھ نہیں ہو گا ڈیڈ۔“

ڈیڈ منہ بننا کر رہ گیا۔ سب لوگ آگے بڑھتے چلے گئے۔ نزدیک پہنچ کر انہوں نے دیکھا۔ وہ واقعی اڑلن طشتی جیسی کوئی پیغام تھی۔ لیکن جل چکی تھی۔ البتہ اس کا دروازہ بند تھا۔

”اس کا دروازہ کھلوایے۔“ پولی پر جوش انداز میں بولی۔

”ہاں! یہ تو خیراب کرنا ہو گا۔“

انہوں نے دروازہ کھولنے کی کوشش شروع کی۔ اس کام میں پندرہ منت لگ گئے۔ اس دوران پولی کا مارے بے چینی کے بُرا حال تھا۔ پھر جونہی دروازہ کھلا۔ اس نے اندر داخل ہونے کی کوشش کی۔ اسے بڑی مشکل سے روکا گیا۔ اوز رسدگاہ کے دو آدمی اندر داخل ہو گئے۔ اچانک ان دونوں کی چیخ سنائی دی۔

”کیا بات ہے۔ خیر تو ہے؟“

”اندر ایک انسان موجود ہے۔ بے ہوش انسان۔“

”اوہ۔ تو پھر اسے جلدی سے باہر نکالو۔“ پولی نے چلا کر کہا۔

اب ان سب کی حیرت بہت بڑھ چکی تھی۔ پولی کا تو مادرے حیرت کے بہت بُرا حال تھا۔

”اب۔ اب کیا، ہو گا؟“ پولی چلتی۔

”کچھ نہیں ہو گا۔ آرام سے کھڑی رہو۔“ ڈیڈ نے اسے داشا اور وہ منہ بننا کر رہ گئی۔

بے ہوش آدمی کو باہر نکالا گی۔ اس کے چہرے برہمیٹ کی قسم کی ٹوپی تھی، اس پلے چہرہ نظر نہیں آر لتا تھا۔ اس ٹوپی کو آتا را گیا۔ وہ پلے پلے سانس لے رہا تھا۔ اس کے جسم پر شاید فائر پروفت بس تھا اور اڑلن طشتی اندر سے فائر پروفت تھی۔ ورنہ آگ کا اثر اندر بھی آتا اور وہ جل جاتا، لیکن اس کے جسم اور پکڑوں پر جعلے کا کوئی نشان نہیں تھا۔

”یہ تو بالکل ہم جیسا لگتا ہے۔ جیسے اشارجہ کا لی پاشنہ ہو۔“ دزیر خارجہ نے کہا۔

”میں مطر کاظم۔ ایسا ہی لگتا ہے، لیکن، ہمارے“

ملک میں اس قسم کی اٹلی طشتیاں کہاں ملتی ہیں جہلا۔

” یہ تو اب ہوش میں آنے پر بتائے گا۔ میرا نیال
ہے۔ اسے ہسپتال پنچا دینا پایا ہے۔“

” یہ ٹھیک رہے گا۔“

اوہ چھر اسے ہسپتال لے جایا گی۔ خاص تنگانی والے
دارڈ میں اسے رکھا گی۔ فوری طور پر کئی محکموں کو
اطلاعات دی گئیں۔ ان میں محمد سراجیانی کو بھی فرا
کیا گی، تاکہ وہ اپنی تحقیقات شروع کر دے۔ ادھر
اسے ہوش میں لانے کی سرتوڑ کوشش کر رہے تھے۔
پوی کا بُرا حال تھا۔ وہ چاہتی تھی۔ بے ہوش آدمی
جلد از جلد ہوش میں آ جائے، لیکن ڈاکٹروں کی پوری ٹیم
ابھی تک کامیاب نہیں ہو سکی تھی۔

” دیکھ! آخر یہ کب ہوش میں آئے گا؟“ پوی سے
بے چین ہو کر پوچھا۔
” مجھے کیا پتا؟“ اس نے جمل کر کہا۔

اُسی وقت محمد سراجیانی کا عمدہ دہان پہنچ گی۔ اس ٹیم
نے فوری طور پر بے ہوش آدمی کو دیکھنے کی خواہش
ظاہر کی۔ انھیں اندر لایا گیا۔ پوی اوہ کاش اندر
ہی موجود تھے۔

ٹیم کی نظری بے ہوش آدمی پر جگئیں۔ پھر وہ سب کے
سب بُری طرح آپھے۔
ان کی انھیں مادے حیرت کے پھیل گئیں۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے مسٹر جیرال تو واقعی مرچکے ہیں، اس بات کی مکمل طور پر تصدیق ہو چکی ہے۔“ کاشن نے کہا۔

”جی ہاں! تب پھر ہو سکتا ہے یہ ان کا کوئی ہم شکل

”ہم شکل اس اڑونٹشتری میں آخر یہ چکر کیا ہے؟“

”آپ لوگ یہیں ٹھہریں ہم مسٹر جیرال کی فائل لے کر آتے ہیں۔“

”ہاں ایسے ٹھیک رہے گا۔“ کاشن نے پر جوش انداز میں کہا۔

ٹھوڑی دیر بعد جیرال کی مکمل فائل وہاں موجود تھی، اس میں

جیرال کی ان ٹھیکنے کی تصاویر بھی تھیں ان تمام تصاویر کو اور

بے ہوش آدمی کو پورے غور سے ٹھنکی باندھ باندھ کر دیکھا گیا

جیرال کی تصاویر میں اور بے ہوش آدمی میں ایک ذرہ برابر بھی

ترن تھیں تھا اجھا یہ تھی کہ بے ہوش آدمی کے باسیں کان سے بیچے

ایک سیاہ تل دیکھا گیا جیرال کی تصاویر میں بھی وہ تل باسیں کان

سے بیچے موجود تھا۔

”اب ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں یہ مسٹر جیرال ہیں ان کے ہم

ٹھنکل نہیں ہیں۔“ محمد نصر اختر سانی کے ایک ماہر نے کہا۔

”لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے مسٹر جیرال پاک لینڈ کے

پول جشید اور انپکٹر کامران مرزا وغیرہ کے ہاتھوں مارے گئے تھے،

چھلی بائی

”کیا بات ہے۔ خیر تو ہے۔ آپ لوگ اسے دیکھ کر اس

قدر زد سے کیوں چونکے؟“ کاشن نے جراں ہو کر پوچھا۔

”یہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ان میں سے ایک سے بد حواسی کے عالم میں کہا۔

”کیا کیسے ہو سکتا ہے؟“

”یہ زندہ کیسے ہو سکتے ہیں۔“ ایک نے کہا۔

”کون زندہ کیسے ہو سکتے ہیں۔“ کاشن نے منہ بنایا۔

”یہ جنہیں ہم دیکھ دہبے ہیں۔“ مدت ہوئی یہ بچکے ہیں۔

”یہ آپ کی کہ دہبے ہیں۔ آپ کن کی بات کر رہے ہیں؟“ کاشن نے کہا۔

”جیرال کی۔“

”کیا کہا۔ جیرال کی۔ یہ یہ مسٹر جیرال ہیں۔“

”باکل سونی صد جیرال۔“

کیا ॥ اُدہ سب ایک ساتھ چلائے۔
ری خجال اب تک ان کے ذہنوں میں نہیں آیا تھا۔ پوی
کے جملے نے اپس ہلاکر دکھ دیا۔

”بلیں واضحی۔ اس بات کا امکان ہے۔“
”بلیں۔ میکن۔ بالکل جرال کی شکل کا انسان دوسرے
جی سیارے پر۔“ کاظم نے کہا۔

یہ بات ناممکن نہیں سڑا۔ ایک آفیسر نے کہا۔
اُت - یہ کیا ہو رہا ہے - کیا کسی دوسرے یادے
خلوق ان اڑن طشتیوں کے ذریعے ہم پر حملہ آور ہونے
لگے ہے:

"ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ فی الحال زبان کا مسئلہ حل کرنا
و سکا۔ کاشن نے کہا۔

اوہ ڈالاں ؟
زیان کے ماہرین ڈالاں پہلاتے گئے۔ ان کی ڈیوٹی نکالنے کا وہ جلد اس شخص کو انگریزی بولنے اور سمجھنے قابل بنائیں۔ انہوں نے ایک ہفتے کی مدت مانگی۔
نہیں دے دی گئی۔ کاٹن کی ہدایات کے مطابق اس

ایک ہفتے بعد اس شخص کو کامن کے سامنے پیش کی گئی۔

اس بات کی تصدیق پروری طرح کر لی گئی تھی اور اس میں یہ
فی صد بھی شک کی کوئی ٹھنڈائش نہیں ہے۔

یہ بھی تو بتائیں۔

"اس کا حل صرف یہ ہے کہ اس سے ہوش میں لا یا جائے
یہ خود بتائے گا کہ یہ کون ہے اور اس اڈن مٹھری میں یہ کہلا
سے آ رہا ہے۔"

ٹھیک ہے۔ اب پورا نور اسے ہوش میں لانے کے لئے

ڈاکٹر اور بھی زور شود سے حرکت میں آگئے۔ آخر تین گھنٹے کے سر توڑ کوشش کے بعد اس شخص نے آنکھیں کھو ل دیں:

"ادے! آپ ہوش میں آگئے۔ یہ کس قدر خوشی کی بات ہے۔ آپ کون ہیں؟ اپنے بارے میں کچھ بتائیں گے؟"

پوں چاشی۔ اس کے ہونٹ ہے۔
پوں چاشی۔ آپ نے اپنا نام بتایا؟ کاش بولا۔
شے ما گاشی۔ وہ بھر بولا۔

"اوہ۔ آپ کی زبان اور ہے۔ یہ تو مشکل پیدا ہو گئی۔"
ان نے کہا۔

”تب بھر۔ یہ کسی دوسرے سیارے کی مخلوق ہے۔“ پوچھا
چلنا کر کہا۔

اس نے آگ پکڑ لی اور میں یہاں آپ کے ہاں آگئا۔ ”یہاں
بیک کو کروہ خاموش ہو گیا۔

”آپ اپنے سیارے کو کیا کہتے ہیں؟“
”چلی باتی۔“

”بہت خوب! آپ چلی باتی سے آئے ہیں؟“

”کیا مطلب? — کیا یہ نام آپ کو معلوم ہے؟“
”نہیں۔ — یہاں شاید ہم چل باتی کو کسی اور نام سے پہنچاتے
ہوں گے۔ خیر اس بات کو چھوڑ دیں۔ آپ آپ کا پروگرام
کیا ہے؟“

”افوس! آپ میں اپنے سیارے پر واپس نہیں جا سکتا،
اُس کے لیے صرف اور صرف وہ اُن طشتی میرے کام
کرنے لگتی تھی۔“

”تب آپ یہاں ہمارے ساتھ رہ سکتے ہیں؟“

”میں اور کوہی کیا سکتا ہوں؟“

”ہم آپ کو ایک حرمت انگریز چیز دکھانا چاہتے ہیں، تاکہ
دوسرے سیارے سے آیا ہوں۔ — اس سیارے پر آبادی

”ہم آپ کو بتا سکیں کہ آپ ہمارے لیے کیا ہیں؟“

”کیا مطلب? — میں سمجھا نہیں۔ اس نے جیلان ہو کر کہا۔“

”ہم ابھی اپنا مطلب واضح کرتے ہیں۔“

”اور پھر اس کے سامنے جیوال کی فائل رکھ دی گئی۔“

”اب اس کی کیا پوزیشن ہے؟“

”اس قابل ہو گئے ہیں کہ ہماری بات سمجھ سکیں اور اپنی
سمجا سکیں۔ — ویسے یہ بہت ذہین ہیں۔ — درجنہ ایک ہفتے میں
اُس قدر زبان سیکھ جانا قریب قریب ناممکن ہے۔“

”ہوں ٹھیک ہے۔ — اب ہم ان سے بات چیت کرتے ہیں۔
باتی ماہرین اور دوسرے بڑے آفیسرز جیسی اس کارروائی میں
 حصہ لیں گے، لہذا ان حضرت کو ایوان صدر نے جایا جائے۔
کاشن نے حکم دیا۔“

ایک گھنٹے بعد تمام ذمے دار لوگ ایوان صدر میں موجود
تھے۔ — ہمان ان کے درمیان میں موجود تھا۔ — سب کی
نظریں اس پر جھی تھیں۔

”آپ اپنے بادے میں کیا بتانا پسند کریں گے؟“

”میں۔ — آپ کے اس سیارے کا انسان نہیں ہوں، ایک
دوسرے سیارے سے آیا ہوں۔ — اس سیارے پر آبادی
حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے، لہذا میری حکومت نے میرے
ذمے یہ کام لگایا کہ میں اپنے سیارے سے باہر نکل کر
دوسرے سیاروں کا پتا چلانے کی کوشش کروں۔ — تاکہ
ہم اپنے سیارے کی آبادی کو کسی اور سیارے پر منتقل
کر سکیں، یہاں بھری اُن طشتی میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی۔“

جُونی اس میں موجود تصاویر پر اس کی نظر پڑی۔ وہ زور سے آچھلا:

"یہ میری تصاویر آپ نے کب آتیں؟"

"یہ آپ کی تصاویر نہیں ہیں؛ کائٹ نے کما۔"

"تب پھر۔ یہ کس کی تصاویر ہیں؟"

"ہمادے ملک۔ بلکہ اس پوری دُنیا کے ایک بستہ

آدمی کی تصاویر ہیں یہ۔ اس کا نام جیزال تھا۔"

کیا کما۔ جیزال تھا۔ کیا یہ صاحب اب زندہ نہیں ہیں۔

ایک اور فلم دیکھیے:

"ہاں! یہی بات ہے۔ ہم آپ کو جیزال کی کہانی سن-

گے۔ بلکہ جیزال کی زندگی کی فلمیں آپ کو دکھائیں ہیں۔

پھر آپ کو ساری بات سمجھے میں آئے گی۔ ہم درست

آپ کو اپنے لیئے جیزال بنانا چاہتے ہیں۔"

یکن کس لیئے؟ اس کے لئے میں حیرت تھی۔

"یہ بات بھی پوری طرح آپ کو معلوم ہو جائے گا اور شوڈیو میں لے چلیں۔

وہ آپ کو سوچ دیں۔ وہاں آپ پہلے فلم مارے چرخت پڑیں اور وہ تڑے سے گرا اور

دیکھ دیں۔"

وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ کئی روز تک جیزال کی فلمیں دیکھ دیں۔

دکھائی گئیں۔ وہ دیکھ دیکھ کر جیران ہوتا رہا۔ بار بار کہ اٹھتا۔ وہ ہوش میں آ کا کا:

"یہ تو بالکل میں ہوں۔ مجھے میں اور ان میں تو آپ کو کیا ہوا تھا؟ کائٹ نے پریشان آواز میں پوچھا۔

بال۔ برابر بھی فرق نہیں۔ یہ تو نہ تھے بھی بالکل میری طرح ہیں۔ آپ کو دراصل معلوم نہیں۔ میں اپنے ملک کی اشیٰ جنس کا چیخت ہوں۔ اور اپنے ملک کا سب سے بہترین نشانے پاڑ، لڑا کا۔ اور لڑائی کی ہر قسم کا ماہر ترین انسان۔ یکن جس دیکھ رہا ہوں۔ جیزال بھی بالکل میری طرح ہی تھا۔ حیرت ہے۔ حیرت ہے۔

"ابھی تم آپ کو اور بستہ کچھ دکھانا چاہتے ہیں۔ اب

کیا کما۔ جیزال تھا۔ کیا یہ صاحب اب زندہ نہیں ہیں۔

اس بار اسے جو فلم دکھائی گئی۔ وہ انپکٹر جسٹیس، انپکٹر

کامران مرتا اور شوکی برادرز کی فلم تھی۔ اور اس میں جیزال

پھر آپ کو کو ان سے مکارتے دکھایا گیا تھا۔ یہ فلم اس جیزال کو دکھانے

کے لیے۔ ان یعنوں پارٹیوں سے پوری طرح روشناس کرنے

کے لیے بنائی گئی تھیں۔ انپکٹر جسٹیس پارٹی، انپکٹر کامران مرتا

اور شوکی برادرز کو دیکھ کر اس کا جسم تن گیا۔ اس کی آنکھیں

آئتے آپ کو شوڈیو میں لے چلیں۔ وہاں آپ پہلے فلم

مارے چرخت پڑیں اور وہ تڑے سے گرا اور

دیکھ دیں۔"

وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ کئی روز تک جیزال کی فلمیں دیکھ دیں۔

دکھائی گئیں۔ وہ دیکھ دیکھ کر جیران ہوتا رہا۔ بار بار کہ اٹھتا۔ وہ ہوش میں آ کا کا:

"یہ تو بالکل میں ہوں۔ مجھے میں اور ان میں تو آپ کو کیا ہوا تھا؟ کائٹ نے پریشان آواز میں پوچھا۔

ٹھیک ہے۔ اب جب کہ مجھے یہاں رہنا ہو گا۔ تو میں
اپ لوگوں کے لیے کام کروں گا۔

”یکا آپ کے سیارے پر بھی اسلام اور دوسرے مذہبوں
کا کوئی چکر ہے؟“ کاش نے سرسری انداز میں پوچھا۔

”اوہ نہیں تو کیا۔ یہ تو سب سے بڑا رونا ہے۔“
مسلمان لوگ کسی کو آرام سے بینے نہیں دیتے۔ ان سے تمام
دوسرے مذہب والوں کو دھڑکا لگا رہتا ہے۔“

”اوہ! تب تو اور آسانی سے سمجھ جائیں گے آپ مسٹر جیرال۔“
”یہ کیا۔ آپ نے میرا نام بھی جیرال رکھ دیا؟“
”ماں! اور ہم کیا کر سکتے ہیں۔ آپ کا نام صرف اور
صرف جیرال ہو سکتا ہے۔“

”خیر۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔“

”اب آئے گا مزا۔ تقدت نے ہمیں ایک بار پھر جیرال
سے دیا ہے۔“

”اور جب مسٹر جیرال انپکٹر جمیش وغیرہ کے سامنے جائیں گے
تو ان کا کیا حال ہو گا۔ ذرا سوچیں۔“ پوچھی پر جوش انداز میں بولی۔
یہکی میری ایک شرط ہے۔ ایسے میں جیرال کی آواز گھونجی۔
”شرط۔ وہ کیا؟“

”لوگی اسی ستم جسی میرے ساتھ رہیں گی۔“

”یہ ان لوگوں کو نہیکھ کر بے ہوش ہو گیا تھا۔ میرے
سیارے پر بالکل ایسے ہی لوگر موجود ہیں۔“
”کیا ایسا وہ سب کے سب چلا آئے۔“

”ہاں! یکن افسوس۔ یہ آپ کو اس بات کا کوئی حق
نہیں دے سکتا۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میرے ساتھ
بچھ ہو گا تو میں بھی آپ لوگوں کے لیے تفصیل لے کر
اس نے پریشان ہو کر کہا۔“

”خیر کوئی بات نہیں، آپ پریشان نہ ہوں۔ ہمیں سہ
کی بات پر سونی صدقہ یقین ہے۔ اگر اس سیارے
آپ ہو سکتے ہیں تو وہ لوگ یکوں نہیں ہو سکتے۔ آپ
 بتائیں۔ کیا دہاں آپ کا ان لوگوں سے مقابلہ ہوتا رہے۔“

”نہیں۔ ایسی کوئی فوبت نہیں آئی۔ یکن ایسا نظر
رہا تھا کہ میرا ان سے کوئی بہت زبردست مقابلہ ہو گا۔“

”تب پھر یہ مقابلہ اب اس زمین پر ہو گا۔ کاش! بولا۔“
”لگ۔ کیا مطلب؟“

”ہم آپ کو بتائیں گے پوری تفصیلات۔ ہر بات۔ آپ
نکر نہ کریں۔ جب تمام تو بتائیں آئینے کی طرح آپ کو
ذہن میں صاف ہو جائیں گی، اس وقت آپ کو ہم پر
بھیجا جائے گا۔“

یک بڑی پویا اچھل پڑی۔ اس کی آنکھیں چکنے لگیں۔

”یہ نہیں ہو سکتا ہے مژہ جیوال۔“ بچی ہے۔ ایسی محنت کے قابل نہیں۔

”آپ فکر نہ کریں۔ آنکھیں لٹانا بھرتنا نہیں پڑے گا۔“

”لیکن آپ اسے کیوں ساختہ رکھنا چاہتے ہیں۔“

”بس۔“ بچے بہت اچھی لگتی ہیں۔ اور دیکھا جائے تو مجھے گرتے ہوئے سب سے پہلے اخنوں نے ہی دیکھا تھا۔

”ذمہ! میں مژہ جیوال کے ساختہ رہوں گی۔“

”پوی۔“ بہت مشکل ہے۔ کاشن نے گھبرا کر کہا۔

”مشکل نہیں۔ بہت آسان ہے۔“ کیوں پوی؟ جیوال ہرست، مژہ کوں تک کا نقشہ ذہن نہیں کر ادا گیا تھا۔

”بالکل صحیک۔“ پوی نے تالی بجا دی۔

”بھینے کے لیے۔“

”آپ فکر نہ کریں۔“

”لیکن ممکن ہے؟ سوال یہ ہے۔“

”اس کی تفصیلات تو ہم اب آپ کو بتائیں گے۔ آئے۔“

”خوب کمرے میں چلیں۔“ وہاں صرف تم تین بول گئے۔ کاشن

نے اُنھیں ہونے کا۔

”تمھاری دیر بعد وہ ایک الگ کمرے میں بیٹھے تھے۔“

کاشن جیوال کو ساری بات بمحابا رکھتا۔

”اسی کے بعد قریباً ایک ماہ۔“ کاشن جیوال کو تمام تر معلومات ملا کی گئی۔ تب کہیں جا کر وہ سم بہ جانے کے لیے مدد ہو سکا۔

”دوسرے دن صبح سورے دہ اور پوی میک آپ میں ایک ٹھٹے سے گھر سے نکل رہے تھے۔“ ایک ٹیکسی کے ذریعے تو مجھے گرتے ہوئے سب سے پہلے اخنوں نے ہی دیکھا تھا۔ اور پوٹ پر پہنچے۔ انھیں انشاد جو سے پاک یونیورسٹی کے اڑ پر سواد ہونا تھا۔

”آن کی ستم کا آغاز ہو چکا تھا۔“ جیوال کو پاک یونیورسٹی کے دارالحکومت

”مژہ کمرے میں۔“ بہت آسان ہے۔ کیوں پوی؟ جیوال ہرست، مژہ کوں تک کا نقشہ ذہن نہیں کر ادا گیا تھا۔

”گیارہ گھنٹوں کے سفر کے بعد اعلان تھیا تھی۔“

”خیر۔“ جیسے تھاری مرضی۔ دیے سیدadel نیس چاہتا تھا۔“

”ہم پاک یونیورسٹی کے دارالحکومت آڑ رہے ہیں۔“

”اس کا مطلب ہے، جب تک تم اپنی آنکھیں بند نہیں رہتیں، اس وقت تک تمہارے کان کام نہیں کرتے۔“ فاروق نے چرخاں ہو کر کہا۔

”کان نہ کھاؤ۔“ فرزانہ نے جملہ کر کہا۔

”تمہارے کان ہیں کس کھیت کی مولی۔“ تین ہیں نہ ہیں۔“ فاروق چلا اٹھا۔

”لائیں۔“ یہ تو دہی بات ہوئی۔ اونٹ نہ جانے آئیں۔“ محمود نے ہنس کر کہا۔

”دماغ تو نہیں چل گیا۔“ کیا الٹ پلٹ بو لے چلے جائیں میں کچھڑی تو نہیں پک گئی۔“ فرزانہ نے بوکھلاتے ائے انداز میں کہا۔

”یکوں۔“ یکوں کیا ہوا؟“ محمود گھبرا گی۔

”جب خطرے کی گھنٹیاں دن میں بھتی ہیں۔“ فاروق نے کہا۔“ بدشود سنجیدہ لجھے میں کہا۔

”یادِ دماغ نہ چاٹو۔“ یہیں تو دور دُور تک کوئی پتہ نہیں۔ بھئی اب تعلق کوں تلاش کرے۔ ہم کوئی ان کی گھنٹی مسانی نہیں دے دیں، یکوں فرزانہ؟“ محمود کوں دوں کے ملازم ہیں۔“ محمود نے منہ بنایا۔

”اوہ۔“ یاد آ گیا۔“ فاروق چونکا۔

”ٹھہرو! پسلے میں سُننے کی کوشش کروں۔“ یہ کہ کر فرزانہ کیا یاد آ گیا؟“

”آنکھیں بند کر لیں۔“

خطرہ بے لو

”میری آنکھوں میں آج صح سے خطرے کی گھنٹیاں ٹیڑھا۔“ محمود نے ہنس کر کہا۔

”یکوں۔“ تمہارے کافوں کو کیا ہو گیا ہے؟“ فرزانہ ہے ہو گیا ہے؟“

”وہ آج کل چھٹی پر ہیں۔“ فاروق نے منہ بنایا۔“ اوند وہ چھٹی پر کب نہیں ہوتے؟“ محمود ہنسنا۔

”جب خطرے کی گھنٹیاں دن میں بھتی ہیں۔“ فاروق نے کہا۔“ بدشود سنجیدہ لجھے میں کہا۔

”یادِ دماغ نہ چاٹو۔“ یہیں تو دور دُور تک کوئی پتہ نہیں۔ بھئی اب تعلق کوں تلاش کرے۔ ہم کوئی ان کی گھنٹی مسانی نہیں دے دیں، یکوں فرزانہ؟“ محمود کوں دوں کے ملازم ہیں۔“ محمود نے منہ بنایا۔“ کی طرف مُڑا۔

”ٹھہرو! پسلے میں سُننے کی کوشش کروں۔“ یہ کہ کر فرزانہ کیا یاد آ گیا؟“

"کہ محاورہ ہے۔ ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا۔"

"اوہ ہاں۔ حد ہو گئی۔ میں بھی ناچ سے اونٹ پر گی۔ دہی بات ہو گئی۔ اونٹ دے اونٹ تیری کرنے کی سیدھی۔"

"میرا خیال ہے۔ آج ہم کرید کر محاورے رہے ہیں۔ فاروق، بولا۔"

"لیا کرید کرید کر؟ فرزانہ نے اسے گھوڑا۔"

"دماغ اور کیا۔ اور ہمارے پاس کریدنے کے دکھا، ہی کیا ہے؟ فاروق، بولا۔"

"ادے نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ فرزانہ کے بلا کی چرت تھی۔"

"لیا کیسے ہو سکتا ہے؟"

"ابھی تھوڑی در پہلے محمود نے کہا تھا۔ میرے کان چھپی پر ہیں۔ پھر محمود تم سن کیسے دہے ہو؟"

"اوہ ادے نہیں۔ یہ تو میں بھول رہی گی۔"

"لیکن بھول گئے؟ فرزانہ کے لئے میں چرت تھی۔"

"کہ میرے کان آج چھپی پر ہیں۔"

"حد ہو گئی۔ بھئی تم بھول گئے۔ لیکن کان تو بھول جائے۔ باوجود چھپی پر ہیں۔ پھر آخر تم کیسے سن رہے ہو؟ فارود

نے جھٹا کر کہا۔

"پتا نہیں یاد۔ اب میں کی بتاؤ۔ بس کچھ پوچھو۔" میں بھئے تو میں کچھ بتانے کے قابل نہیں۔ یا پھر یہ خیال کرو کہ تم کچھ سننے کے قابل نہیں رہے۔ اور یہ کہ ہم اس وقت بالکل۔ اونگی، وونگی بتائیں کر دے رہے ہیں۔ کچھ تراہم کی بات کر نہیں۔ محور رکے بغیر کتنا پلا گی۔

"حد ہو گئی۔ آج تو تم فاروق کے بھی کان کاٹ گئے۔" نہ۔ نہیں تو؟ فاروق نے گھبرا کر کافون کو ہاتھ لگایا۔ پھر کان اپنی جگہ پا کر بولا:

"خدا کا شکر ہے۔ یہ کہے نہیں۔"

"ادے ہاں۔ وہ فاروق کی آنکھوں میں خطرے کی گھٹیاں نج دہی تھیں۔"

"بیکھنے درد۔ ہمارا کی جاتا ہے۔ کافون میں بھیں تو یہ بات بھی تھی۔" محمود نے من بنا دیا۔

"بعضی تصویر کے بعد رُخ ہوتے ہیں۔" فرزانہ بولی۔

"تو پھر اسی سے لیا ہوتا ہے۔ ہوتے ہوں گے، ہمیں کی۔" لوبھ۔ عقل کو ہاتھ مارد، بات کو سمجھنے کی کوشش کرو، انگارے نے چھاؤ۔ اگر فاروق کی آنکھیں نج دہی ہیں تو اس کو تصویر کا دوسرا رُخ خیال کرو۔ فرزانہ نے تملانے ہوتے

ادا ز میں کہا۔

"اوہ! تو تم یہ کہنا چاہتی ہو؟"

ترادہ تھارا کیا خیال تھا۔ میں تمھیں الجرے کے سوال سمجھا دیتی تھی۔ فرزانہ نے آنکھیں نکالیں۔

"اوہ تو خیر تم سمجھا بھی نہیں سکتیں۔ الجرا، میں تو وہ مضمون ہے۔ جس سے تم گھبرا تی ہو تو"

"یہ غلط ہے۔ میں الجرے سے نہیں گھبرا تی۔ میں الجرا ضرور مجھ سے گھبڑا ہے۔ فرزانہ مسکرانی۔"

"میں کہتا ہوں۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ خرد راء ہو جاؤ۔ اب میری آنکھیں اور زیادہ گھنٹیاں۔ بلکہ اب تو خطرے کے

گھنٹے کش دہی ہیں۔ فاروق نے پر شان ہو کر کہا۔

"اللہ اتنا رحم فرماتے۔ گھنٹیوں کی جگہ گھنٹوں نے لے لی۔"

فرزانہ گھبرا گئی۔

"ایسی کیا ہے۔ آگے آگے دیکھنا گھنٹوں کی جگہ گھٹریاں لیں گے اور گھٹریاں کی جگہ... " محمود کہتے کہتے دک گی، اس نے گھبرا کر فرزانہ کی طرف دیکھا اور پھر بولا:

"اوہ۔ گھٹریاں سے سے بڑی چیز کی ہوتی ہے؟"

"بس بس۔ گھٹریاں سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو۔

"درد میری آنکھوں کے پر دے چھٹ جائیں گے"

"وہ اس لیے کہ کافنوں کے پر دے پڑے ہی چھٹ پکھے ہیں۔"

میں اسی وقت دروازے کی گھنٹی بھی:

"اوہ۔ اوہ۔ آگی خطرہ۔ فاروق گھبرا گی۔

"لماں۔ یہ گھنٹی خطرے نے بجائی ہے۔ فرزانہ کے لجھے میں جھرت تھی۔"

"ہاں بالکل۔ اس گھنٹی سے بچو۔"

گھنٹی سے یا خطرے سے؟ محمود فرد بولا۔

"اوہ ہو۔ دونوں سے یکوں نہیں بچ جاتے۔"

"یکن دروازہ تو کھولنا ہو گا۔ محمود بولا۔"

"فاروق کو دہم ہوا ہے۔ آخر میرے بھی کام ہیں۔ آنکھوں

لماں، ناک ہے۔ میں نے اب تک خطرے کی تو یکوں محبوس

نہیں کی۔ لہذا جاؤ اور دروازہ کھول دو۔"

"ہو سکتا ہے۔ یہ خطرہ یہ بُو ہو۔ فاروق مسکرا یا۔"

مودود نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھوڑا اور دروازے

طرف بڑھا:

کون؟

"میں ہوں۔ ایک راکی کی آواز سنائی دی۔"

نہیں کون؟

"ایک راکی۔ ساتھ میں میرے انکل ہیں۔"

"مشودے کا شکریہ۔ دروازے پر چلو اور تم بھی اس کی آواز سنو، میں دیکھنا چاہتا ہوں، تم دوفون کو جھٹکا لگاتے ہے یا نہیں؟"

"اچھی بات ہے۔ ابھی تجھے ہو جاتا ہے۔ فرزانہ بولی۔ اب وہ دوفون بھی دروازے پر آئے۔ اسی وقت دستک ایک بار پھر ہوتی:

"اپ پہلے اپنا تعاون کرائیں، پھر دروازہ لکھنے لگا۔ محمود نے خود کو پُر سکون رکھتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ سنو برخوددار۔ میں جو بال ہوں۔"

فرزانہ اور فاروق کو زبردست جھٹکا لگا، گرتے گرتے بچے، پھر دوفون کے منہ سے ایک ساقہ نکلا:

"یہ۔ یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

"ہم نہیں جانتے، یہ کیسے ہو سکتا ہے، یہکن یہ ہو رہا ہے۔ آخر دروازہ کب لکھنے لگا۔ اب تو میں اپنا نام بھی بتا چکا ہوں:

"یہی تو مشکل ہے۔ محمود بولا۔

"یہی مشکل ہے۔ ہمیں تو یہاں دور دور دستک کوئی مشکل نظر نہیں آتی۔"

"اپ کی نظریں اور کافوں کا قصور ہے، بلکہ ناکوں

"تو یون کیسے نا۔ ایک انکل آتے ہیں۔ جن کے ساتھ یہک دلک ہے۔ محمود نے مز بنا لایا۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے: دلکی بولی۔

"اپ کے انکل گونگے ہیں کیا ہے؟"

"نہیں۔ برخوددار۔ میں بول سکتا ہوں۔"

محمود کو ایک جھٹکا لگا۔ وہ فرزانہ مڑا، فاروق اور فرانز کے پاس آیا اور دبی آواز میں بولا:

"بامہر جو شخص موجود ہے۔ اس کی آواز سن کر مجھے ایک زبردست جھٹکا لگا ہے۔"

"لک۔ یہ اس کی آواز میں کرنٹ تھا۔ فاروق تھبرا گیا۔

"نہیں یہ۔ بات کو سمجھنے کی کوشش کیا کرو۔

"تو تم بھی تو سمجھانے کی کوشش کیا کرو۔ آخر تھیں جھٹکا کیوں لگا؟ وہ جھلٹا آئا۔

"یہی تو مصیبت ہے۔ محمود نے مز بنا لایا۔

"یہاں ہے مصیبت۔ کیا مصیبت ہے۔ کسی مصیبت ہے۔ کہاں ہے مصیبت؟"

"بات یہ ہے کہ میں خود بھی نہیں جانا۔ جھٹکا کیوں لگا ہے؟"

"تو جھٹکے سے پوچھ یلتے۔ فرزانہ جل گئی۔"

کی آنکھیں ہارے چیرت کے پھیل گئیں۔

"اب کیا ہوا ہ کہتے کہتے دک کیوں گئے بخوردار"

"آپ کی آواز ہی میک آپ میں نہیں ہے۔ جب کہ آپ خود میک آپ میں ہیں۔" محمود مکرا یا۔

"اوہ! تو تم نے یہ بات بھی تحسوس کر لی۔"

"جی ہاں بالکل۔ اس لیے کہ ہم باتوں کو بہت جلد کھوئی کر لینے کے ماہر ہیں۔ اور باشیں بے چاری ہمارے آگے پانی بھرتی ہیں۔"

ضرور پانی بھرتی ہوں گی۔ مجھے سونی صدیقیں ہے۔ وہ مسکرا یا۔

"یوں بات نہیں بننے گی انکل۔ آپ پہنے میک آپ آتا دیں۔"

"بھتی اندر چل کر بٹھا تو دو۔ پھر میک آپ بھی آتا دوں گا۔" دیے تھارے والد نظر نہیں آ رہے۔ اڑے ہاں۔ پانچ بخنسے میں کچھ منٹ باقی ہیں۔

"تو آپ یہ بھی جانتے ہیں۔"

"یہ پوچھو۔ میں کیا نہیں جانتا۔"

"پہلے پھر بتا دیں، آپ، کیا نہیں جانتے؟"

"میں۔ بس۔ یہی تو مشکل ہے۔" وہ بولتا۔

"یہ مشکل ہے۔ اب ہمیں دو دو تک کوئی مشکل نظر میں آ رہی۔"

کا بھی۔" فاروق نے من بنایا۔

"کیا کتنا چاہتے ہو بھائی؟" باہر سے تنگ ہ کر کہا گی۔

"یا تو آپ اپنی اصلی آواز میں بات کریں، یا پھر دروازہ کھول کے لیے نہ کہیں اور پہلے پھر تے نظر آئیں۔"

"پہلے پھر تے نظر کیسے آ سکتے ہیں۔ جب کہ دروازہ بند ہے۔" باہر سے ہنس کر کہا گی۔

"ہم چھت پر جا کر دیکھ لیں گے۔"

"اچھا تو پھر میں خود دروازہ کھول رہا ہوں۔" یونکہ اب آتے ہیں تو ملے بغیر تو جائیں گے نہیں۔ باہر سے کہا گیا۔

"اور دروازہ آپ کیسے کھوں گے؟"

"میرے بائیں ٹھہر کا کھیل ہے۔"

"اچھا ٹھہری۔ دروازہ تڑوا کر بھی کیا فائدہ ہو گا۔"

یہ کہ کر محمود نے دروازہ کھول دیا۔ باہر کھڑے مرد اور زاری پر نظریں ڈالتے، سی ٹوہہ ہیرت زدہ رہ گئے۔

"آخر یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" محمود نے کھوتے کھونے انداز میں کہا۔

"کیا کیسے ہو سکتا ہے؟"

"یہ کہ آپ کی آواز تو بالکل ہمارے ایک انکل جسی

سے۔ یہیں مشکل۔ اوہ۔" محمود کہتے کہتے رک گیا۔ اس

"یہ کہ کوئی ابھی بات نہیں ہے۔ جو میں تم لوگوں کے پارے
میں نہ جانتا ہوں۔"

"اوہ! تو باتیں مالے سکھنے پہنچی ہوئی ہے۔" محمود بولا۔

"ان بالوں میں بس یہی تو بُری بات ہے کہ یہ بہت دور
تک پہنچ جاتی ہیں۔ اور ان کو واپس لانا پڑتا ہے۔"

"خیر ہو گا۔ اب آپ خود تمارا بھائی دو د کر دیں۔"

"بھائی۔ کیا بیٹھنے کو نہیں کوئے گے۔ آخر میں تمہارا پرانا
نکل ہوں۔"

"آپ اس وقت ہمیں ال دین کے وہ چھانٹر آ رہے ہیں
جو جادوگر تھا۔"

"ہم شاید۔ کچھ ایسا ہی معاملہ ہے۔ خیر تم نہیں لکھتے تو
میں خود اندر جا کر صحن میں بیٹھ جاتا ہوں۔ مجھے ایڈز ہے۔
تمہاری اتنی بھے ناشا بھی کرامیں گی۔"

"آپ کا مطلب ہے۔ شام کا ناشا۔"

"میں اس چکر میں بھی نہیں پڑتا۔"

"آئیے۔ آپ کو ناشا بھی ملے گا اور رات کا کھانا بھی۔
خیر اتنی ریڑ کنے کا ارادہ نہیں لکھتا۔"

"یہ آپ کے ساتھ جو بڑی صاحب ہیں۔ گھوٹی ہیں کیا؟"

"نہیں تو۔ پہنچ تو یہی بولی تھیں۔"

"اوہ! میں ابھی بول سکتی ہوں۔ لیکن میں آپ لوگوں
کی حرمت انگریز نگتوں سے رہی ہوں۔"

"اسی میں حرمت انگریز کہاں سے آگئی؟"

"پپ۔ پتا نہیں۔ لیکن مجھے یہ ساری بات چیز حضرت انگریز
ہی لگ رہی ہے۔"

"اچھا خیر۔ اب بڑھ کر باش ہوں گے۔"

"جوئی وہ صحن میں آ کر بیٹھے، ان کی والدہ نے باورچی
خانے سے کہا:

"فریڈریکوں کی پچھڑ بھرا پاؤں کا نشان تو نظر نہیں آ رہا،
وہ اپنی اتنی کی بات سُ کر جیران ہوتے بغیر نہ دو
کے، یکونکہ وہ اس دوران باورچی خانے میں رہی تھیں اور
صحن کی طرف لکھنے والی باورچی خانے کی کھڑکی بدستور بند
رہی تھی۔ باورچی خانے کا دروازہ بھی بند تھا۔ لہذا وہ
صحن کی طرف دیکھ نہیں سکتی تھیں تو پھر انھیں صحن میں
کی پچھڑ بھرے پیر کے نشان کا نیال کی طرح آ گی
لہا۔ حضرت ندوہ ہو کر انھوں نے صحن کے خریں کی طرف دیکھی،
اوہ نیال کی پچھڑ بھرایک نشان موجود تھا۔ اب تو ان کی
حرمت اور بڑھ گئی:

"آپ کا خیال بالکل صحیح ہے اتنی باتان۔"

"بہت خوب! تب پھر میرا اندازہ غلط نہیں ہو سکتا۔"
اور آپ کا اندازہ کیا ہے امی جان؟ فرزان نے بے کام
انداز میں کہا۔

"یہ کہ، ہمارے گھر میں اسی وقت...؟"
ان کے الفاظ دہیان میں رہ گئے، اسی وقت دروازہ
کی گھنٹی بجی تھی:

"انپکٹر جمیل آگئے۔" جو بال نے فروٹ کہا۔
آپ کا اندازہ درست ہے۔ اور ہمیں اس پر یحرب
ہے۔ محمود نے کہا "میر فروٹ دروازے کی طرف چلا گیا۔
جونہی اس نے دروازہ کھولा۔ انپکٹر جمیل نے السلام علیک
کہا اور ساتھ ہی بولے:

"یہ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

ان کے پھرول پر یحرب دوڑ گئی۔ خود جو بال اور اس کے
ساتھ موجود رٹکی کے چڑوں پر بھی یحربت، ہی یحربت نظر آئی:
"یہی بات ہم نے کسی تھی ابا جان۔" محمود مسکرا یا۔
"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ یہ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"
مال تھیک ہے، انضوں نے کہا اور صحن میں آگئے، چند
لمحے تک وہ آنے والے دوسرے افراد کو پاری پاری دیکھتے رہے،
آخر بولے:

"آپ میک آپ میں ہیں۔ اور میک آپ کے نیچے جیرال
کا چھرو میں صاف دیکھ سکتا ہوں، لیکن یہ نہیں ہو سکتا؛
لیکن نہیں ہو سکتا؛ جیرال مسکرا یا۔"

"یہ کہ آپ جیرال ہوں۔ اس کا مطلب ہے۔ آپ میک آپ
میک آپ میں ہیں۔" وہ بولے۔

اب اس میک آپ کا کوئی فائدہ نہیں دتا۔ یعنی میک آپ اتار دیتا ہوں:

ان الفاظ کے ساتھ ہی جیرال نے میک آپ اتار دیا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کے چہرے کو دیکھنے لگے۔ انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

اوپر والے میک آپ سے پہلے ہم یہ خال کر رہے تھے کہ آپ دوہرے میک آپ میں ہیں، لیکن اب ہمیں آپیا کے چہرے پر میک آپ نظر نہیں آ رہا، لیکن اس کے باوجود آپ ہیں میک آپ میں۔ اس لیے کہ جیرال ہمارے ہاتھوں ملا جا چکا ہے۔

اگر آپ میرے چہرے پر میک آپ ثابت کر دیں تو میں آپ کو اپنا اسٹاد مان لوں گا۔ آپ بے شک ماہرین کو بلے لیں۔ دُنیا کے بڑے سے بڑے ماہر کو بلے لیں:

ہاں! تو اب کرنا ہو گا۔ اس لیے کہ ہم شدید الجھن کا شکار ہو گئے ہیں۔ مسلمان انسان کے اس دنیا میں دوبارہ آنے کو نہیں مانتا۔ یہ ہندوؤں کا عقیدہ ہے۔ کوئی اور مذہب بھی اس بات تو نہیں مانتا۔

ایک امکان یہ ہے کہ آپ جیرال کے ہم شکل ہیں، لیکن اس حد تک شکلوں کا ایک ہونا بھی ذہن میں نہیں آتا۔

لہذا ہم پہلے چیک کرائیں گے:

یہ کہ کہ اپنکہ جمیل فون کی طرف بڑھ گئے:

ضرور چیک کرائیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ جیرال مسکایا۔

اڑے ہاں! اس روٹکی کے چہرے سے تو ہم نے میک آپ آگاہی نہیں۔ فرزانہ۔ یہ کام تم کر ڈالو!

جی۔ بہت بہتر!

نہیں۔ ایسا نہ کریں۔ جیرال نے فوراً کہا۔

کیا مطلب۔ ہم کیا نہ کریں؟ وہ جیران رہ گئے۔

اس روٹکی کے چہرے سے میک آپ نہ اتاریں:

لیکن کیوں؟

بس! میں اس بات کو پسند نہیں کروں گا:

ادو! میں سمجھ گیا۔ اپنکہ جمیل فون کرنا جھوٹ گئے اور لک کی طرف متھے۔

یہ کہ سمجھ گئے آپ؟ جیرال نے پوچک کر کہا۔

یہ کہ اس صورت میں ہم سازش کے رُخ کو سمجھیں گے:

شاید یہی بات ہے۔

تب پھر، ہم اس روٹکی کا میک آپ ضرور اتاریں گے:

اس صورت میں جیرال آپ لوگوں کے راستے کی دیوار

بن جائے گا۔ جیزال سرد آواز میں بول۔

"دیواریں گرانا، ہم جانتے ہیں۔"

"میں جیزال ہوں۔" جیزال نے کھنکھناتی آواز منہ سے نکالی۔

"اٹ خدا۔ یہ تو بالکل مژہ جیزال ہیں۔"

"ہوں گے۔ ہم جیزال کو اخی انھوں سے موت کے نہیں بیکم۔ یہ جیزال نہیں، اس لیے کہ اسے ہم نے اپنے

گھاٹ آئا پچکے ہیں۔"

انھوں سے ختم کیا تھا۔

"تب پھر میں کس طرح آپ لوگوں کے سامنے موجود ہوں۔" تب پھر یہ میک اپ میں ہے۔"

"اک کا جواب ہم اپنی نقیش کے بعد دیں گے۔" محمود بولے۔ یہ، ہم ابھی چیک کریں گے۔ یہ کہ اپنکا جیڑ جمیڈ اچانک

ادھر اپنکا جیڑ کسی کو فون کر رہے تھے۔ وہ سوپری۔ مک پہنچ گئے۔ یہ دیکھ کر جیزال ایک جھٹکے سے اٹھ

اوز بولے:

"ماہرین جلد یہاں آ جائیں گے۔ اس سے پہلے مژہ جیزال کا دیر سے شروع ہونے کی ایسے ہے۔ وہ ابھی شروع

آپ، میں اس پنجی کا میک اپ آتا نے دیں۔"

"ہرگز نہیں۔ یہ ہو، ہی نہیں سکتا۔"

یعنی اس لمحے بیگم جمیڈ نے باورچی خانے کی کھڑکی کھولو۔

ڈال۔ انھوں نے دیکھا۔ صحن میں ایک جانا پہچانا آدمی

بیٹھا تھا۔

اوہ بہت لمبا چورا تھا۔ خوف ناک شکل صورت والا۔

آنکھیں اگرچہ چھوٹی تھیں، مگر ان میں بلا کی چمک تھی۔ ہونٹ

غیر طبقیش کیے دیتا ہوں۔" یہ کہتے ہوئے جیزال بھر پور

بھدے، سیاہ اور موٹے تھے۔ سر کے بال گھرے سیاہ

اور بہت گھنے تھے۔ انھوں کی پشت اور بازوؤں پر بھی

بال ہی بال تھے۔ غرض پہلی نظر میں تو وہ خوف ناک لگتا

ہی تھا۔ بغور دیکھتے پر بھی جسم میں سننی کی لہر پیدا ہوتی تھی:

"ہوں گے۔ ہم جیزال کو اخی انھوں سے موت کے نہیں بیکم۔ یہ جیزال نہیں، اس لیے کہ اسے ہم نے اپنے

گھاٹ آئا پچکے ہیں۔"

تب پھر میں کس طرح آپ لوگوں کے سامنے موجود ہوں۔

"اک کا جواب ہم اپنی نقیش کے بعد دیں گے۔" محمود بولے۔ یہ، ہم ابھی چیک کریں گے۔ یہ کہ اپنکا جیڑ جمیڈ اچانک

ادھر اپنکا جیڑ کسی کو فون کر رہے تھے۔ وہ سوپری۔ مک پہنچ گئے۔ یہ دیکھ کر جیزال ایک جھٹکے سے اٹھ

اوز بولے:

"ماہرین جلد یہاں آ جائیں گے۔ اس سے پہلے مژہ جیزال کا دیر سے شروع ہونے کی ایسے ہے۔ وہ ابھی شروع

آپ، میں اس پنجی کا میک اپ آتا نے دیں۔"

"ہرگز نہیں۔ یہ ہو، ہی نہیں سکتا۔"

یعنی اس لمحے بیگم جمیڈ نے باورچی خانے کی کھڑکی کھولو۔

ڈال۔ انھوں نے دیکھا۔ صحن میں ایک جانا پہچانا آدمی

بیٹھا تھا۔

اوہ بہت لمبا چورا تھا۔ خوف ناک شکل صورت والا۔

آنکھیں اگرچہ چھوٹی تھیں، مگر ان میں بلا کی چمک تھی۔ ہونٹ

غیر طبقیش کیے دیتا ہوں۔" یہ کہتے ہوئے جیزال بھر پور

بھدے، سیاہ اور موٹے تھے۔ سر کے بال گھرے سیاہ

Uploaded By Muhammad Nadeem

انداز میں مسکایا۔

اور وہ کیا؟ ان کے مذ میں ایک ساتھ نکلا۔

یہ کہ — میں اپنا بخہ پیش کرتا ہوں — آپ بھی اپنا بخہ نکال لیں — دونوں زور آزمائی کر لیتے ہیں — اگر میں جیت تو آپ بچی کا میک آپ اتنا نے کا خیال دل سے نکال دیں گے — درد میں آپ کرنیں رکون گا — اس طرح رواں بھڑائی سے اپنے آپ کو بچالیں گے:

بالکل صحیک — مجھے یہ بات بہت پسند آئی ہے۔ انپکٹر جمیڈ مسکاتے۔

دونوں نے انگلیاں پھٹائیں اور اپنی طرف زور لگانے لگے — دونوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دالا، لیکن کوئی تجھی دوسرے کا لامف نہ جھلا سکا۔ یہاں تک کہ دونوں کے جسم پسند پسند ہو گئے — دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اس خر جیوال نے کہا:

”کیا خیال ہے — یہ مقابلہ برابر نہ چھوڑ دیں۔“

”مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ انپکٹر جمیڈ ہو لے۔“

”تو پھر یہ مقابلہ برابر رہا۔“

دونوں نے لامف الگ کر لیے۔

اب یہ فیصلہ کیے ہو کہ اس لڑکی کے چہرے سے میک بعد وہ ٹکرے سے نکلے تو ان کے چہرے پر ایک پُر امرار

آپ اترے گا یا نہیں۔“ فاروق نے مذ بنایا۔

”فیصلہ ہونیں سکا۔ لہذا صورت حال جوں کی ہوں ہے، یعنی میں میک آپ اتنا کی اجازت نہیں دے سکتا۔“ فی الحال میں بھی جھگڑا نہیں چاہتا۔ کیونکہ نہ چانے آپ کوں ہیں اور کیا منصوبہ لے کر آئے ہیں۔ پہلے ہم آپ دونوں کے پارے میں اپنا اطمینان کریں گے، پھر کوئی فیصلہ کریں گے۔ یوں میں چاہوں تو اپنی عقل کے ذریعے بھی اس لڑکی کا نام جان سکتا ہوں۔“

”میرے خیال میں یہ ممکن نہیں۔“ جیوال مسکایا۔

اچھی بات ہے۔ کیا آپ مجھے چند منٹ کے لیے اپنی لہبری میں جانے کی اجازت دیں گے؟ انپکٹر جمیڈ ہو لے۔ ”ضرور یکوں نہیں۔“

انپکٹر جمیڈ نے تینوں کو وہیں ٹھہر نے کا اشارہ کیا، پھر

لہبری کی طرف بڑھے۔ ساتھ ہی بولے:

”بیکم مہماںوں کے لیے کچھ تیار کیا یا نہیں؟“

”بہت کچھ تیار ہے: ان کی آواز سنائی دی۔“

”تو پھر تو میک محمد کو تھا دی نا۔“

یہ کہ کروہ کمرے میں داخل ہو گئے — پانچ منٹ

اپنے فیصلہ کیے ہو کہ اس لڑکی کے چہرے سے میک بعد وہ ٹکرے سے نکلے تو ان کے چہرے پر ایک پُر امرار

”انھوں پر یقین نہیں آ رہا۔“

”لیکن ان کا کہنا ہے کہ یہ بالکل اصل جیوال ہیں۔“
”اصل جیوال کے تو ہم نے مکٹے اڑادیے تھے۔“ پروفیر
داود بولے۔

”یہ باتیں تو خیر بعد میں ہوں گی۔“ پہلے تو یہ بتائیں۔
خان رحمان آپ کے ساتھ یکے آ گئے۔“

”میں انھیں لے آیا ہوں۔“ نہ جانے کیوں میرا جی چاہا اور
میں نے اپنی گاڑی کا رُخ ان کے گھر کی طرف موڑ دیا۔
سُن لیا مشر جیوال ہے۔“

”ہاں بُس لیا۔“ اب معاملے کی بات ہو جائے۔“

”ایں جمیش۔“ تم بھی انھیں جیوال کو رہے ہو۔“

”فی الحال ہم انھیں اور کیا کو سکتے ہیں۔“ پروفیر صاحب آپ
میک آپ صاف کرنے کی چیزیں لے آئے ہوں گے۔ مہربانی
فرماگر اپنا کام شروع کریں۔“

”اور آپ ان صاحبِ کام کا نام بتا رہے تھے۔“

”اوہ ہاں! یہ بات تو رہی جاتی ہے۔“ پروفیر صاحب اور
خان رحمان آپ ذرا اس بھی کو خود سے دکھیں۔ یہ میک آپ
مل ہے۔ کیا آپ بتاسکتے ہیں کہ یہ دراصل کون ہے؟“

”بھلا ہم یہ بات کس طرح بتاسکتے ہیں۔“ ہاں ایسی تھیں۔

”مکراہٹ ناپچ رہی تھی۔“ ادھر مہمان کھانے پینے میں مصروف
تھے۔ ان کے قدموں کی چاپ سُن کر انھوں نے سر اٹھائے۔
”میں نے اس بھی کے بارے میں ایک اندازہ قائم کیا
ہے۔ کیا آپ سننا پسند کریں گے؟“

”ضرور کیوں نہیں؟“ وہ بولا۔

”میں اس وقت دروازے کی گھنٹی بھی۔“

”آہ۔“ پروفیر انکل آئے ہیں۔“

”ساتھ ہی ایک بار پھر گھنٹی بھی۔“

”اوے! انکل خان رحمان بھی ساتھ ہی۔“ اور یہ انھوں نے
اپنے حصے کی گھنٹی بھائی ہے۔ فرزانہ چکی۔

”پروفیر داؤڈ کو تو آپ نے میک آپ چک کرانے کے
لیے بُلایا ہو گا، لیکن آپ نے خان رحمان کو کیوں بُلایا۔
کیا آپ میرے خلاف یہاں طاقت جمع کر رہے ہیں؟“ جیوال
نے چونکر کہا۔

”ابھی دونوں اندر آ جاتے ہیں۔“ تو خود ہی پوچھ لیجئے

گا۔ اسپکٹر جمیش مکراہٹ۔ اتنے میں محمود نے دروازہ کھوٹ
دیا۔ وہ دونوں اندر آئے اور پھر ان کی نظریں جیوال پر
جم گئیں۔

”کمال ہے۔“ اس قدر زبردست ہم شکل۔“ خان رحمان بولے۔

تم ضرور بتا دیتے ہو۔ لہذا بتاؤ۔ یہ کون ہے؟

"پہلے معاملہ سن لیں، کیا ہے۔" یہ بچی مسٹر جیرال کے سامنے آئی ہے۔ جیرال بھی اس وقت میک اپ میں تھے، لیکن ہم نے پہچان یا۔ انھوں نے اپنا میک اپ آتا دیا۔ چاہتے ہیں کہ ان کے چہرے کو چیک کیا جائے۔ لہذا آپ بلانا پڑتا۔ اور ماہرین بھی آ رہے ہیں۔ ایسے میں ہم اس بچی کا میک اپ آتا چاہا، لیکن مسٹر جیرال اٹگئے۔ آخر یہ شرط طے پائی کہ ہم بچہ آزمائی کر لیتے ہیں۔ ہم نے بچہ آزمائی کی تو۔ انکے جیشید کرنے کے لئے دک گئے۔

"تو کیا جیشید؟ خان رحمان پریشان ہو گئے۔

"ہم نے ایڑی چوٹی کا زور دگایا، لیکن دونوں ایک دوسرے کو شکست نہیں دے سکے۔"

"کیا! وہ ایک ساتھ چلاتے۔

"ہاں؛ بالکل یہی بات ہے۔ اس کے بعد میں نے ان سے کہ کہ اگر میں اپنی عقل کے ذریعے یہ بات معلوم کر لوں کہ بچی کون ہے تو اس صورت میں تو انھیں کوئی انتہا نہیں ہو گا۔" مسٹر جیرال نے کہا کہ جلا اس صورت میں یہ کیا اعتراض کر سکتے ہیں۔ اس پر میں نے اپنی لا بیربری میں پانچ منٹ کے قریب دقت لگایا۔ اور میں نے جان لیا کہ

بچی کون ہے۔"

"کیا کہا۔ تم نے جان لیا؟ خان رحمان بولے۔

"ہاں! میں جان چکا ہوں۔"

"تو پھر بتاؤ نا۔ یہ کون ہے؟"

"یہ اشارجہ کے ذیر خادجہ کی بیٹی پوی ہے۔"

"کیا!!!"

جیرال بہت زور سے اچھا۔ اس کی آنکھیں چھیل گئیں، لیکن اس کے ساتھ محمود، فاروق، فرزانہ، خان رحمان اور بروفسر داؤڈ بھی اچھلے تھے۔

ہے۔ اور اس کا مطلب ہے۔ ہمیں ہوشیار ہو جانا چاہیے،

پروفیسر صاحب آپ اپنا کام شروع کریں۔"

پروفیسر داؤڈ آگے بڑھے، ہی تھے کہ ایک بار پھر گھنٹی بھی:
" یہ دوسرے ماہرین ہوں گے۔ جاد محمد، انھیں بھی
لے آؤ۔"

محمد ماہریں کو لے آیا۔ یہ تعداد میں سُل کل نہ تھے۔ یہ
پروفیسر داؤڈ کے ساتھ مل کر جیرال کے چہرے پر کام کرنے
لگے۔ ایک گھنٹے کی سر توڑ کوشش کے بعد انھوں نے فیصلہ دیا:
" یہ صاحب میک آپ میں نہیں ہیں۔ دنیا کا کوئی ماہر انھیں
میک آپ میں ثابت نہیں کر سکتا۔"

" افت ناک۔ جیرال کو تو ہم نے بالکل ختم کر دیا تھا۔
اس بات کا پوری طرح اطمینان کر لیا گیا تھا کہ جیرال
پھنسوڑتے ہوئے۔ یعنی انتارجہ کا وزیر خارجہ اپنی بیٹی کو بجا
ان کے ساتھ کیوں بھیجنے لگا اور اس کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے
قابل نہیں رہا۔ یعنی یہ تو ایک بار پھر سامنے ہیں، اب
بھئی اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ پہلی بڑی ہم کی کریں؟"

کہ مسٹر جیرال اس مرتبہ انتارجہ کے لیے کام کر رہے
ہیں۔ اور دوسری یہ کہ ممکن اس قدر خاص ہے کہ انتارجہ، عمارتے گھر آنے کا ان کا مقصد کیا ہے؟ فرزانہ بولی۔

بالکل صحیک۔ مسٹر جیرال! فی الحال، ہم مان لیتے ہیں کہ
اب آپ میک آپ میں نہیں ہیں اور آپ اصلی جیرال ہیں۔

پھٹا وار

" یہ کسے ہو سکتا ہے؟" ہمان رحمان، بولے۔

" ہونے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا۔ انپکٹر جمشید
نے مسکا کر کہا۔"

" یہ جملہ آپ نے کہا ہے آبا جان؟"

" ہاں کیوں۔ کیا یہ صرف تم کہ سکتے ہو؟"

لیکن یہ بات پتے نہیں پڑی۔ مسٹر جیرال انتارجہ کے
لیے کام کر سکتے ہیں۔ یہ اصلی ہیں یا نقلی، اس بات کو
پھنسوڑتے ہوئے۔ یعنی انتارجہ کا وزیر خارجہ اپنی بیٹی کو بجا
ان کے ساتھ کیوں بھیجنے لگا اور اس کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے
قابل نہیں رہا۔ یعنی یہ تو ایک بار پھر سامنے ہیں، اب
بھئی اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ پہلی بڑی ہم کی کریں؟"

کہ مسٹر جیرال اس مرتبہ انتارجہ کے لیے کام کر رہے
ہیں۔ اور دوسری یہ کہ ممکن اس قدر خاص ہے کہ انتارجہ، عمارتے گھر آنے کا ان کا مقصد کیا ہے؟ فرزانہ بولی۔
کہ وزیر خارجہ نے اپنی بیٹی تک کو ممکن میں جھونک دیا

۔

د ہوں۔ — لیکن یہ بھی دوسرے جیوال۔ — وہ جیوال نہیں۔
آپ کا مطلب ہے۔ — ہم شکل جیوال! محمود نے کہا۔
ہاں! یہ بات بھی کہی جا سکتی ہے، لیکن ہو سکتا ہے کہ
بات کوئی اور ہو۔

شکریہ انپکٹر جمیڈ۔ — بہت جلد ہماری ملاقات ہو گی۔
اور دوسری ملاقات آپ کو بہت عرصہ تک یاد رہے گی۔
ہم جا رہے ہیں۔

دونوں اللہ کر دروازے کی طرف چلے۔ — میں اس وقت
اعلان کر دیا ہوں۔ — آپ اپنا بجاو کر سکتے ہیں تو کر لیں۔
میں وار کر دیں گا۔ — اور جیوال نا وار کوئی عام وار نہیں
گا۔ اس نے کہا۔

دیکھ لیتے ہیں۔ انپکٹر جمیڈ یہ کہ کر خود آگے بڑھے۔
انھوں نے دروازہ کھولا۔ — باہر ان کے ملک کے وزیر
فادجہ عابد جیلانی تھرے تھے۔ — وہ انھیں دیکھ کر چرت زدہ
وہ گئے:

مر آپ۔ — خیر ہے۔ — آپ مجھے بلا لیتے:

نہیں۔ — مجھے آنا پڑا۔ — بہت اہم معاملہ ہے۔
ایک منٹ سر۔ — پہلے میں ان دو مہالوں کو رخصت
کر دوں۔ — آپ اندر تشریف لے چلیے۔ — بھی پروفیسر صاحب
جلالی صاحب کو بھائیتے:

ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ آپ کس لیے آئے ہیں؟
”ہیں اور پدمی جا رہے ہیں۔ — فی الحال آپ کو صرف اور صرف
یہ بتانے آئے تھے کہ ہم یہاں آگئے ہیں۔ — اپنا بجاو کر
سکتے ہیں تو کر لیں۔

”بجاو۔ — آپ سے ہم انپکٹر جمیڈ بولے۔

”ہاں! مجھ سے۔ — میں پھری پھرے وار کرنے کا عادی نہیں
ہوں۔ — یہ بات آپ جانتے ہیں۔ — لہذا جان لیں۔ — میں
اعلان کر دیا ہوں۔ — آپ اپنا بجاو کر سکتے ہیں تو کر لیں۔
میں وار کر دیں گا۔ — اور جیوال نا وار کوئی عام وار نہیں
گا۔ اس نے کہا۔

”اچھی بات ہے مٹر جیوال۔ — آپ کی ہماری ادب آپ کے
با اصول بونے کو ہم پہلے ہی سب جانتے ہیں۔ — اور ہم اپنا
بجاو کریں گے:

”شکریہ! یہ کہ کر جیوال اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”یہ آپ انھیں جانے دیں گے؟

”ہاں! اس لیے کہ یہ ہمارے ہاں سماں ہیں۔ — دوسرے
یہ کہ ابھی انھوں نے کوئی جرم بھی نہیں کیا۔ — جس جیوال
نے جرم کیے تھے۔ — ہمارے ملک کو نقصان پہنچانے
تھے۔ — اسے ہم ختم کر چکے ہیں۔ — چاہے میک آپ میں

"آئیے سر۔ پروفیسر فونا بولے۔

"ادھو۔ پروفیسر داؤد صاحب۔ آپ بسا، موجود ہیں۔"

"جی ہاں! ابھی تھوڑی دیر پہلے آیا ہوں۔ اور یہ میرے ساتھ خان رحمان بھی آئے ہیں۔"

"ادھو۔ ارسے۔ یہ کون لوگ ہیں؟ آئیے میں جیلانی کی نظر جیوال اور پومی پر پڑی۔

"کیا آپ انھیں پہچانتے ہیں سر؟

"میں اس بوٹکی کو تو نہیں جانتا۔ لیکن یہ حضرت جیوال لگتے ہیں۔ لیکن جیوال تو آپ لوگوں کے انھوں

جا چکا ہے۔"

"جی ہاں! اس میں کیا شک ہے۔ لیکن اس میں بھی کہا جیوال لگتے ہیں۔ اچانک انھیں فرش پر ایک رومال پڑا

نظر آیا۔ وہ تیزی سے جھکے۔ رومال اٹھایا۔ جلدی سے

شک نہیں کر یہ حضرت بالکل جیوال نظر آتے ہیں۔"

"سر! کیا یہ آپ کا نہیں ہے؟"

"اور آپ انھیں رخصت کر رہے ہیں۔ گرفتار یکوں نہیں کرتے۔ ذیر خارج بولے۔"

"ابھی انھوں نے کوئی جرم نہیں کیا۔"

"لیکن کرتے ہیں۔"

"جم سے پہلے میں کسی کو گرفتار کرنے کا قابل نہیں۔ اور

جب تک جرم ثابت نہ ہو جائے۔ اس وقت تک بھی

گرفتار کرنے کا قابل نہیں ہوں۔"

"لیکن یہ شخص ملک اور قوم کو نعمان پہنچا سکتا ہے۔"

"اگر ان صاحب نے ایسی کوئی حرکت کی تو ہم بھی بے خبر

نہیں ہیں۔"

"خیر۔ یہ آپ کا کام ہے۔ میں کی کہ سکتا ہوں۔"

اسی وقت جیوال اور پومی باہر نکل گئے۔ مُڑ کر انھوں

نے رخصتی انداز میں ہاتھ ہلاتے اور مسکرا کے بھی۔ دروازہ

بند کر کے انپکٹر جیشید داپس بوٹے تو ذیر خارج ڈرائیکٹر دم

میں داخل ہو چکے تھے اور ان کے چھپے باقی لوگ بھی اندر

داخل ہو رہے تھے۔ اچانک انھیں فرش پر ایک رومال پڑا

نظر آیا۔ وہ تیزی سے جھکے۔ رومال اٹھایا۔ جلدی سے

شک نہیں کر یہ حضرت بالکل جیوال نظر آتے ہیں۔"

"سر! کیا یہ آپ کا نہیں ہے؟"

"رومال۔ نہیں تو۔"

"تب پھر یہ ضرور جیوال کا ہو گا۔" یہ کہ کردہ فہردا باہر کی

ٹفت بھاگے۔

"اوہو۔ ایک رومال کے لیے اس قدر پریشان ہونے کی

کیا ضرورت ہے۔" جیلانی صاحب نے جیزان ہو کر کہا۔

باقی لوگ مسکرا دیے۔ وہ انپکٹر جیشید کو اپھی طرح جانتے

تھے۔ ان میں یہ بھاگ دوڑ بلاؤ جو نہیں ہو سکتی تھی۔

لے کر تجربہ گاہ کی طرف جاؤ۔ بلکہ خان رحمن تم اپنے گھر جاؤ۔
خود دست پڑی تو تھیں ملا لیں گے۔ جلدی کرو۔ اثر پیانا حکم فرمائے۔
انھوں نے باہر کی طرف دوڑ لگادی۔

”اہا ! اب آپ فرمائیں۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟“
”میں پہنچ روز سے اپنے گھر میں بہت پُرسا راوی نقل و
حرکت محسوس کر رہا ہوں۔ کوئی رات کے وقت پُردی کوٹھی میں
گھومتا پھرتا ہے۔“

”آپ نے اسے پکڑنے کی کوشش نہیں کی؟“

”بہت کوشش کر پکھے ہیں۔ لیکن وہ اتحاد نہیں آتا۔ چھلاؤ
ہے چھلاؤ۔ اسی وقت تک یہ ریرے تین ملازم بری طرح نہ خیہ ہو
پکھے ہیں۔“

”لیکن آپ کی کوٹھی کے باہر پویس نہیں ہوتی؟“

”ہوتی یکوں نہیں۔ لیکن پویس بھی اسے نہیں پکڑ سکی۔ اور
اس کی بے خوبی کا یہ عالم ہے کہ وہ برابر کوٹھی میں چلتا پھرتا
نظر آتا ہے۔“

”خیر۔ ہم اسے دیکھ لیں گے۔ آج رات یہی اور دیرے
بنجے آپ کی کوٹھی میں گزاریں گے۔“

”بہت خوب ! یہ ہوئی نابات۔ تو پھر اب میں چلتا ہوں۔
اہا ! آپ بے نظر رہیں۔“

انپکٹر جمیش دوڑاڑے پر پہنچے، لیکن جیوال کا دور دور تک
پتا نہیں تھا۔ اب انھوں نے رومال کا بغور جائزہ لی۔
اور بُری طرح اچھلے۔ فودا والپس پلٹے۔ اور ڈرائیور میں

میں داخل ہوتے ہوئے انھوں نے پُردی فیر داد دے کے
”اس رومال کو دیکھیے ذرا۔ جلدی سے۔“

”جونہی پُردی فیر داد نے رومال لے کر دیکھا، زور سے
اچھلے۔ نہ صرف اچھلے، بلکہ باہر کی طرف دوڑ لگا دی تو
پھر دروازہ کھول کر باہر نکل گئے۔“

”حد بوجھی۔ انپکٹر جمیش کی بھاگ دوڑ لیکم تھی کہ اب پرقدار
صاحب بھی درڈ پڑے۔“

سب ان کا انتظار کرتے رہے، لیکن جب پانچ منٹ
تک بھی پُردی فیر صاحب کی واپسی نہ ہوئی تو مارے جیرت
کے ان کا ٹبرنا حال ہو گی۔ اب تو وہ سب باہر نکل سکتے
لیکن دروازے کے باہر پُردی فیر داد کا دور دور تک پتا نہیں تھا۔
”اس کا مطلب ہے۔ کھل شروع ہو گیا ہے۔ اور جیوال
اپنا پہلا وار کر گیا ہے۔“ انپکٹر جمیش بڑھتا ہے، پھر بولے

”آؤ۔ ہم بھی تجربہ گاہ کی طرف چلتے ہیں۔“

”اور میں جو کچھ بات کرنے آیا تھا۔“ وزیر خارجہ بولے۔
”اوہ ہاں۔ اچھا تم یعنوں اپنے انگل خان رحمن کو ساخت

اب ان کی کار ہوا سے باتیں کر رہی تھیں۔ وہ یہ بات بھی جھوٹ پکھے تھے کہ پروفیسر داؤڈ اور باقی سب لوگ بھجوہ گاہ کی طرف دوڑ لگا پکھے تھے۔ اس وقت وہ صرف اور صرف اس عورت کے بارے میں سوچ رہے تھے۔ اس لیے کہ اس کی آواز میں گھبراہٹ تھی۔

مادل کالونی میں ۹۶ جی ایل تلاش کرنے میں انھیں چند منٹ لگے۔ یہ ایک چھوٹی سی خوب صورت کوٹھی تھی۔ دروازے پر نام کی تختی پر صولت بیگ روزنامہ قوم لکھا تھا۔ کوٹھی کا گیٹ کھلا پڑا تھا۔ وہ فوراً کار اندر لے گئے۔ کار سے اُتر کر اندر دنی دروازے کی طرف پکے۔ دروازے پر لاتھ لگایا، ہی تھا کہ وہ کھل گیا۔ پھر بھی انھوں نے پہلے گھنٹی بجا لی۔ جلدی جلدی تین بار گھنٹی بجانے کے بعد آخر وہ اندر داخل ہو گئے اور پھر دھک سے رہ گئے۔

فرش پر ہر طرف خون، ہی خون پھیلا تھا۔ گھر کی تمام چیزیں الٹ پلٹ پڑی تھیں۔ یون لگتا تھا جیسے زبردست پشکامہ ہوا ہے۔ الماریاں اور سیف وغیرہ سے تمام چیزوں نکال نکال کر ڈھیر کر دی گئی تھیں۔ گویا جملہ آور دل کو کسی چیز کی تلاش بھی تھی۔ گھر میں کوئی نہیں تھا۔

وہ انھیں مرضت کرنے دروازے تک آئے۔ ان کے جانے کے بعد دروازہ بند کیا، ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بھی:

”علوم ہوتا ہے۔“ جیسا اب ہمیں سانس نہیں لیتے ہیں، یہ کہ انھوں نے فون کا رسید آٹھا لیا۔ دوسری طرف سے کوئی عورت گھرائی ہوئی آواز میں کہ رہی تھی:

”ہیلو۔“ انپکٹر جمیڈ کا گھر ہے نا؟“

”جی ہاں! انپکٹر جمیڈ بات کر رہا ہوں۔“

”شکریہ انپکٹر صاحب۔ آپ فوراً یہاں آ جائیں۔“

بہت خراب...“

اسی وقت الفاظ کا سلسلہ رک گی۔ اور فون بند ہو گیا۔ انپکٹر جمیڈ نے فوراً ایکس چینگ مکے نمبر ڈائل کیے اور بولے:

”انپکٹر جمیڈ بات کر رہا ہوں۔“ ابھی ابھی میرے نمبر پر کس نمبر سے بات ہو رہی تھی۔ میں وہ نمبر اور اس کا پتا جانا چاہتا ہوں۔“

”او کے صر۔“ ابھی بتاتا ہوں۔“

”اُنک منٹ بعد فون کی گھنٹی بھی۔“

”آپ کو فون ۳۶۵۴۷۲ سے بیکاری ہے۔“ پتا نوٹ کر میں ۹۶۰ جی ایل مادل کالونی۔“

”شکریہ! انھوں نے کہا اور باہر کی طرف دوڑ لگا دی۔“

بھی نہیں جانتا ہوں گا، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟
شکریہ؟ تو پھر بتائیے۔ آپ کے پڑوسی کون ہیں۔
لیکر تھے ہیں؟

یہ بات تو ان کی نیم پلیٹ سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اور
چھر آپ براو راست ان سے کیوں نہیں پوچھ رہتے؟ ادھیر عمر
نے تاخوش گوار افواز میں کہا۔

اس لیے کہ وہ گھر میں نہیں ہیں۔

تو ان کی بیوی تو گھر میں ہو گی تا۔

جی نہیں۔ وہ بھی نہیں ہیں۔

اوہ ہو اچھا۔ خیر۔ آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں اور کیوں؟
متر صولت نے تصوڑی دیر پہلے مجھے فون کیا تھا، لیکن
قدما، ہی کسی نے فون کے تار کاٹ دیے۔

اسے ہدایات دیں اور پھر ساتھ والی کوٹھی کے دروازے
پر پہنچے۔ اس وقت سورج غروب ہوئے کے ترتیب

اب میں یہاں پہنچا ہوں تو گھر کا دروازہ کھلا پڑا ہے اور
خدا۔ دشک کے جواب میں ایک ادھیر عمر آدمی باہر نکلا:

جی فرمائیے۔ کیا خدمت کر سکتا ہوں؟
آپ اپنے دائیں طرف والے پڑوسی کے بارے میں کچھ
بنتے ہیں؟

آئیے میں آپ کو دکھا دیتا ہوں۔
نہ نہیں۔ میں نہیں جاؤں گا۔ یوں تو مجھے دھرم دیں۔

اب انہوں نے باہر نکل کر فرش کا جائزہ لیا۔ ایک کار
کے تازہ نشانات موجود تھے اور دو آدمیوں کے گھیٹے جانے
کے نشانات بھی موجود تھے۔ گویا گھر کے افراد کو گھیٹ
کر باہر لیا گیا تھا اور پھر انہیں کار میں ڈال کر یہاں پر
لے جایا گیا تھا۔

ایک بار پھر وہ اندر گئے۔ فون کے تار کاٹ دیے
گئے تھے۔ ساری بات ان کے ذہن میں واضح ہو گئی۔
گھر کے افراد نے مدد کے لیے انہیں فون کیا، لیکن فون
کے تار کاٹ دیے گئے، اس کے بعد وہ انہیں اغوا کر کے
لے گئے۔ سوال یہ تھا کہ حملہ آور گھر کے افراد سے کہ
چاہتے تھے۔

کوٹھی سے باہر نکل کر انہوں نے اکرام کو فون کیا،
اسے ہدایات دیں اور پھر ساتھ والی کوٹھی کے دروازے
پر پہنچے۔ اس وقت سورج غروب ہوئے کے ترتیب
خدا۔ دشک کے جواب میں ایک ادھیر عمر آدمی باہر نکلا:
جی فرمائیے۔ کیا خدمت کر سکتا ہوں؟

آپ اپنے دائیں طرف والے پڑوسی کے بارے میں کچھ
بنتے ہیں؟

جی کیا مطلب۔ بھلا ساتھ والے پڑوسی کے بارے میں

” نہیں۔ پولیس آپ کو گرفتار نہیں کرے گی۔ آپ پریشان ہوں گے وائے سے اس قدر نرم بھی کی امید نہیں کی جا سکتی۔“
 ” نہ ہوں۔ بس مجھے صولت بیگ کے بارے میں بتائیں۔“ اور جب وہ اکرام کے ساتھ اندر داخل ہو گئے تو اوپر اعلیٰ
 ” وہ بہت اچھے آدمی ہیں۔ صحافی ہیں۔“ سنابے رونما پڑوں نے ایک کامپیوٹر کے پاس جا کر پوچھا:
 ” قوم کے چین ایڈیٹر ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ نہ تو بکنے والے ہیں جو سادہ بہاس وائے آفیسر اندر گئے ہیں۔ ان کا
 ہیں، نہ جھکنے والے۔“ بڑے بڑوں کے خلاف لکھتے رہے۔ یہ نام ہے؟“
 ” ہی۔ اخیں انپکٹر جمیڈ کہتے ہیں۔“
 ” کرتا نظر آ جاتا ہے، اسی کے خلاف اپنے اخبار میں چھڑا۔“ یکا ۱۹۸۳ء اس کے منہ سے مادرے چرت کے نکلا۔
 ” دیتے ہیں۔ اس طرح انھوں نے اپنے نبے شمار دشمن بنا۔ انپکٹر جمیڈ اکرام کے ساتھ اندر آئے تو اکرام بھی دھک
 پیلے ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی کوئی دشمن آج یہاں سے رہ گیا، پھر اس کے منہ سے نکلا۔“
 ” آگیا ہو۔ یہیں مجھے کچھ معلوم نہیں ہے:“ اس نے جلدی ” اُف مالک! یہ کیا ہوا؟“
 ” جلدی کہا۔“
 ” ٹھیک ہے۔ آپ کا شکر یہ۔“

” وہ دلائی سے پہلے، ہی تھے کہ اکرام کی جیپ آتی بہت کم ہوتے ہیں۔“
 ” نظر آئی۔“ اس کے پیچے پولیس بھی تھی۔ پڑوں نے بھی ” اوہ!“ تب وہ پڑوں کی ٹھیک ہی کہ رہا تھا۔ خیر۔ تم کیا
 ” پولیس کی گاڑیوں کو آتے دیکھا تو دروازے پر، ہی رکھتا سکتے ہوئے۔“
 ” گیا۔“ پھر جو اکرام نے جیپ سے اتر کر انپکٹر جمیڈ کا ” ملک دشمن عاصم کے خلاف لکھنا صولت بیگ کا روز کا
 سلوٹ کیا اور دوسرا سے پولیس وائے بھی سلوٹ مارتے نظر آئی۔“ یہ شخص نہ کسی سے ڈرتا ہے، نہ کسی کے رعب
 آئے تو وہ چرال ہوتے۔ بغیر نہ رہ سکا۔ یہ کونک وہ اس میں آتا ہے۔ بس اپنا کام کرتا رہتا ہے۔ اور یہی وجہ
 سے اس قدر نرم آواز میں بتائیں کرتے رہے تھے کہ اس کے بے شمار دشمن ہیں؟“ اس نے بتایا۔

۶۵

اکرام کے ماتحت اپنا کام شروع کر چکے تھے۔ انھوں نے اگر کیک سادہ بیان دالا دوڑتا ہوا آیا۔ اس کے پڑھے پر سے بھی نشانات یہے گئے۔ حمل آور دل نے لاحقون پر کوئی بہت خوف ناک پڑھ دیکھی ہے۔

دستانے نہیں پہن رکھے تھے۔ لہذا ہر جگہ سے نشانات ہوتے ہیں۔

”بے چارے کی بیوی کو بھی اٹھا لے گئے۔ یہ بہت نہیں کرتا۔ اور میں انغو کرنے والوں کو نہیں چھوڑ دیں گے۔“

”یکاں آپ کے خیال میں یہ کام جیوال کا ہے؟“

”نہیں۔ جیوال اور طرح کا مجرم ہے۔ وہ ایسے کام نہیں کرتا۔ بلا وجہ خون خراپ نہیں کرتا۔ اگر اس کام خون خراپ کے بغیر چل سکتا ہے تو وہ ہرگز ایسے کام نہیں کرے گا：“

”یعنی یہ وہ جیوال تو ہے نہیں۔ وہ تو مارا گیا تھا۔“

”ہاں! یہ وہ جیوال نہیں ہے۔ تو پھر یہ کون ہے۔ میرا خیال ہے اس کام کے لیے ہمیں انپکٹر کامران مرزا کی دلیل لگانا پڑے گی، یکونکہ، تم اس طرف الجھتے نظر آتے ہیں۔“

”نے کہا۔“

”یہ سر۔ یہ ٹھیک رہے گا۔“

”میں ابھی انھیں فون کرتا ہوں۔“

لگتا تھا، جیسے وہ ہوش میں تو ہیں، لیکن نہ بول سکتے ہیں:
- ہل سکتے ہیں۔

انکل - یہ آپ کو کیا ہو گی ہے - آپ ہوش میں ہیں
بای بے ہوش ہیں - اگر ہوش میں ہیں تو بات یکون نہیں
کرتے اور اگر بے ہوش ہیں تو آپ کی آنکھیں یکوں کھل
یں - یہ کسی بے ہوشی ہے ؟ محمود نے جلدی جواب دیا۔

پُرہ اسرار بے ہوشی - فاروق نے فوراً کہا۔

میرا خیال ہے - ڈاکٹر کو بلانا پڑے گا۔ اور ہاں !
انھوں نے دیکھا، پروفیسر داؤد اپنی کرسی میں دھنسے ہوئے
تھے اور بالکل ساکت بیٹھے تھے - وہ رومال ان کی میز
میں پرے رومال لے کر یہاں پہنچے ہی تھے کہ بے ہوش ہو

گئے، اس رومال کے باہرے میں یہ اپنے کسی استنبث
انھوں نے کوئی جواب نہ دیا - اب تو وہ گھبرا گئے -
انکل سے بات نہیں کر سکے - پہلے یہ رومال کسی استنبث
آگے بڑھے اور انھیں شانے سے پکڑ کر ہلا�ا۔ اتنے میں کسی
شانست بھی آگئی نہ دیکھا کہ اس حالت میں دیکھیں
باکل ٹھیک۔

کر پریشان ہو گئی - انھوں نے دیکھا کہ ان کی آنکھیں کھلی اب انھوں نے ساتھ والے کمرے کے دروازے پر
ہوئی تھیں - اور جسم ساکت تھا - اب تو ان کے ہوش
دستک دی - اس میں ان کے استنبث کام کرتے تھے -
اڑ گئے - جلدی جلدی نبض اور دل کی دھڑکن چیک کی -
بانی گردول میں بھی دوسراے لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف
دل حرکت کر رہا تھا اور نبض بھی چل رہی تھی - یوں
لگا ! یہ آپ لوگ ہیں - اس نے چمک کر کہا۔

پُرہ اسرار بے ہوشی

ہوئے۔ اور سید سے پروفیسر داؤڈ کی طرف بڑھے۔ انہوں نے پروفیسر صاحب کا معاشرہ شروع کیا، لیکن جلد ہی انہوں نے بان لیا کہ ان کی بے ہوشی کی وجہ ان کی سمجھتے نہیں آ رہی۔ آخر وہ خود ہی بولے:

”میں نہیں سمجھ سکا۔ انھیں ہسپتال لے کر جانا پڑے گا۔ میں ایجوینس کو فون کرتا ہوں۔“

بیرون نے گویا اپنا کام پھر پور طریقے سے تجزع کر دیا ہے۔ ہمیں ہر طرف سے آجھا دینا، یہ اس کو بُرانا طریقہ ہے۔ خیر۔“

میں اس وقت دروازے کی گھنٹی بھی:

”یہ ایسے ہیں کون آگی۔ شائستہ۔ ذرا تم ہی دیکھ لو۔“

پروفیسر صاحب کے کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس کی نظریں بہت اچھیں۔ شائستہ نے فوڑا کہا اور دوڑ گئی۔ جلد ہی دومال پر بھی گئیں۔ پھر اس کی آنکھوں میں خوف سما گئا۔ اس کے ساتھ ایک نوجوان آدمی تھا:

”یہ انکل خادم گرمائی ہیں۔“

خادم گرمائی۔ کیا مطلب ہے فردا چونکی۔

ابو کے دوست ہیں۔ پہلے بھی ان سے ملنے کے لیے آتے وہ رک گئے۔ ادھر اشٹنٹ نے کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔

کے نبر گھائے۔ پندرہ منٹ بعد ڈاکٹر فضل اور اس وقت ان سے

ہال ہم ہی ہیں، لیکن یہ پروفیسر صاحب کو کیا ہے؟ اس نے پروفیسر صاحب کو کیا ہے؟ اس نے بوکھلا کر کہا۔

”آئیے جلدی کریں۔ اس کا مطلب ہے۔ آپ کو کچھ معلوم نہیں۔“

”بالکل نہیں۔ ہمیں تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ یہ کے ہال سے واپس آ چکے ہیں۔ جانتے ہوئے انہوں نے تھا کہ آپ کے ہال جارہے ہیں۔“

”اوہ۔ ہال سے یہ اس دومال کو لے کر دوڑے چھ آپ سب سے پہلے اس دومال کو دیکھ لیں۔“

”لگ۔ کیسا دومال؟ اس نے گھبرا کر کہا اور پھر جلدی سے کھو دئے پریشان ہو کر کہا۔

پروفیسر صاحب کے کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس کی نظریں بہت اچھیں۔ شائستہ نے فوڑا کہا اور دوڑ گئی۔ جلد ہی دومال پر بھی گئیں۔ پھر اس کی آنکھوں میں خوف سما گئا۔ اس کے ساتھ ایک نوجوان آدمی تھا:

”یہ انکل خادم گرمائی ہیں۔“

خادم گرمائی۔ کیا مطلب ہے فردا چونکی۔

ابو کے دوست ہیں۔ پہلے بھی ان سے ملنے کے لیے آتے وہ رک گئے۔ ادھر اشٹنٹ نے کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔

کے نبر گھائے۔ پندرہ منٹ بعد ڈاکٹر فضل انہوں داخل

نہیں مل سکتے، اس لیے کہ یہ اس وقت بے ہوش ہیں:

”اوہ اچھا۔ لیکن انھیں ہوا کیا ہے؟“

”یہ تو ابھی ڈاکٹرو صاحب نہیں جان سکے۔ ہم کیسے تباہی سے اس کی بات سنی ہی نہیں۔“

”نہیں مل سکتے ہیں۔“

شائستہ۔ اپنے انکل گرمائی کا نمبر بتا سکتی ہو، فرزاد نے

۔

”ہاں؟ کیوں نہیں۔ ان کا نمبر ۳۹۴۹۴۹ ہے۔“

”اوہ! تب تو انھیں سپتال لے جانا ہو گا۔ میرے پر فرزاد نے فون کی طرف بڑھی۔ اوہ جلدی جلدی یہ نمبر بڑی تکمیل کیا ہے۔ اس پر لے چلتے ہیں۔“

”میں نے ایمبولینس کے لیے فون کر دیا ہے۔ وہ آتی ہیں۔“
لیکن اس میں آدم سے جائیں گے، تکمیل کیا ہے۔ میں انھیں تکمیل کیا ہے۔“

”آپ ذرا خاموش رہیں۔ ہم اس وقت پر اسرار تین حالات سے دو چار ہیں۔“ محمود نے بھتنا کر کہا۔

”بالکل غلط۔“ فاروق مسکرا یا۔

”کیا غلط بات کہ دی میں نے؟“ محمود اس پر اٹ پڑا۔
معلوم ہوا یا نہیں؟ محمود نے بے تاباذ انداز میں کہا۔

”رمال۔“ کیسا رمال؟ خادم گرمائی نے کہا۔

”پہلے تو آپ بتائیں۔ آپ کیسے نشریت لائے؟“ فرزاد نے کہا۔

”حمد ہو گئی۔“ محمود نے تملک کر کہا۔

”میں اس وقت سلسلہ مل گیا۔“

”السلام علکم۔“ خادم گرمائی کا نمبر ہے نا؟“

”جی ہاں! فرمائیے۔“ دوسرا طرف سے کہا گی۔

”میں خادم گرمائی صاحب سے بات کرنا چاہتی ہوں۔“

”تو میں یہاں کھڑا ہوں۔“ خادم گرمائی فوراً بولا۔

”بروفیسر صاحب سے ملنے کے لیے آیا ہوں۔ ان کا دوست ہوں۔“ جیسا کہ شائستہ نے بتایا ہے:

”آپ کا فون نمبر کیا ہے؟“ فرزاد بولی۔

”کیوں آپ کو میرے فون نمبر کی کیا ضرورت پڑ گئی؟“

"جی وہ یہاں نہیں ہیں۔ پروفیسر صاحب کے ہاں گئے۔" لیکن اندر حرکت کے کوئی آثار نظر نہ آئے۔
ہوتے ہیں: "اس طرف سے کما گی۔"

"ادہ اچھا۔ بہت بہت شکریہ؟ یہ کہ کفرزاد نے دل مکھ دیا۔"
کفرزاد نے دل مکھ دیا۔

"معاف یکجیے گا گرمائی صاحب۔ دراصل میں شک میں
بستا ہو گئی تھی کہ آپ خادم گرمائی ہیں جسی یا نہیں۔ اب
جب کہ تصدیق ہو گئی ہے۔ ہمیں کوئی شک نہیں رہا۔"
آپ۔ آپ بہت ذہین ہیں۔ خادم گرمائی نے اس کو
تعریف کی۔

"شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔"

میں اس وقت باہر اپنے بیوی کی آواز سنائی دی، پھر سڑپٹر
لیے چار آدمی اس کمرے تک آتے۔ اور پروفیسر داؤد کو
اس پر ٹکرائے پڑتے۔

"ہم ساتھ جا رہے ہیں: محمود بولا۔"

لیکن محمود بھائی۔ آپ نے اب تک ساتھ والے کمرے
سے روپال کے بارے میں معلوم نہیں کیا۔ شاista نے کہا۔

"اے دھت تیرے کی: اس نے جھلک کر اپنی ران پر
لامپھ مارا۔ اور پھر اس کمرے کی طرف دوڑا۔ دروازے پر
دشک دی۔ ایک منٹ بعد دوسری دشک دی، پھر تیسرا۔

لیکن اندر حرکت کے کوئی آثار نظر نہ آئے۔

"اے بابا۔ پہنچاں لے جائیں۔ ہم ذرا اس کمرے کو دیکھ لیں،
پتا نہیں، کیا چکر شروع ہو گیا ہے؟"

"آخر یہ روپال کا کیا چکر ہے؟" گرمائی نے کہا۔

"آپ کو شاista سے ساری بات معلوم ہو جائے گی۔"

"ادہ اچھا۔ خیر۔"

"لیکن اب ہم اس کمرے کے دروازے کا کیا کریں؟ محمود
نے کہا۔"

"دروازہ توڑ دیتے ہیں۔"

"اگر ایسا ضروری ہے تو یہ کام میں کیسے دیتا ہوں۔ توڑ پھوڑ،
لیے چار آدمی اس کمرے تک آتے۔ اور پروفیسر داؤد کو
اس پر ٹکرائے پڑتے۔

آئیے پھر۔ آپ، ہی توڑیے۔

اور اس نے ایک تبر دست ملکر دروازے پر ماری، ساتھ

ایسی دروازہ توڑ کر دوسری طرف گرا۔ وہ فوراً اندر داخل
ہو گئے۔ دوسرے لمحے وہ دھک سے رہ گئے۔

اندر پروفیسر داؤد کے پانچ استھن بالکل اخنی کے انداز
میں بے ہوش پڑے تھے:

"اے بابا۔ یہ روپال تو حد درجے خطرناک ہے۔"

”بس! اس حد تک میں کام آگیا۔ اب یہاں میرے لائی
اور کوئی کام نہیں نظر آیا۔
”آئیے انکل۔ ہم اس طرف بیٹھتے ہیں۔ میں آپ کو
 بتاتی ہوں۔“

دونوں ایک طرف بیٹھے گئے۔ محمود، فاروق اور فرزانہ کچھ
فاسطے پر بیٹھے رہے۔ انھیں اب مزید ایجوینسوں کا انتشار تھا:
”پچھہ اندازہ لگایا؟“ محمود نے ان کی طرف دیکھا۔

”میں اس شخص کے بارے میں سمجھنی میں ہوں۔“ فرزانہ نے
دلی آواز میں کہا۔ اس کا اشارہ خادم گرمائی کی طرف تھا۔

یعنی اس وقت خادم گرمائی نے فرزانہ کی طرف دیکھا۔ وہ
حیرت زدہ رہ گئے، یکونکہ فرزانہ کی آواز اس قدر آہستہ تھی کہ
استثنے فاسطے پر بیٹھا ہوا شخص کی صورت بھی نہیں سُن
سکتا تھا، جب کہ اس کے دیکھنے کے انداز سے ایسا حسوس ہوا
تھا جیسے اس نے یہ جملہ بالکل صاف سُنا ہو۔

”آپ کس لیے، ہماری طرف دیکھ رہے ہیں؟“ فرزانہ نے دھک
دھک کرتے دل پکے ساختہ کہا۔

”میں نے آپ کا جلد تھن لیا ہے۔ آپ میرے بارے میں
مجھن میں نہیں، جب کہ شاہستہ نے یہاں تعارف کر دیا ہے اور آپ
نے فون کر کے میرے بارے میں تصدیق کر لی ہے۔ یہی خیر۔“

اس قدر خطرناک کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ پہلے تو اس رومال کو
ہمگ لگا دینی چاہیے۔ محمود جلدی جلدی بول۔

”اگر لگانے کی بجائے اس کو کسی کمرے میں بند کر دیتے ہیں،
شاید اس سے کوئی زہری شعاعیں نکل رہی ہیں۔“ فرزانہ نے
خیال ظاہر کیا۔

”ٹھیک ہے۔ ایسا کر لیتے ہیں۔“

مودود نے رومال کو اٹھایا۔ سانس بند کیا اور اس کو ایک
کمرے میں ڈال کر دروازے کو تالا لگا دیا۔

”اب ان حضرات کو بھی ہسپاں لے جانا ہو گا۔“ ڈاکٹر
صاحب آپ ایک فون ان کے لیے بھی کر دیں اور پروفیسر صاحب
کو لے جائیں۔ اب ہم یہیں ٹھہری گے۔

”اچھی بات ہے۔“ ڈاکٹر فضل فون کی طرف بڑھ گئے۔ فون
کرنے کے بعد وہ نیچے کی طرف تیز تیز قدم اٹھاتے چلے گئے۔

”پتا نہیں کی ہو رہا ہے اور کیا ہونے والا ہے؟“

”شاہستہ! تم مجھے تھوڑی بہت تفصیل سناؤ۔ پھر میں تو
چلتا ہوں۔ میرا خیال ہے۔ میں اور کوئی کام نہیں آ
سکوں گا۔“

”نہیں خیر۔ آپ تو بہت کام کے آدمی ہیں۔ ایک دکر میں
آتا مجبور طور پر دروازہ توڑے ڈالا۔“ محمود مسکرا یا۔

آپ خود میرے بارے میں اُبھی میں رہیں۔ جملہ میں اس میں
کی کر سکتا ہوں:

"آپ کے لام بلکے تیز ہیں۔ اس قدر تیز لام تو شاید
ہماری بین کے بھی نہیں ہیں۔"

"کیا مطلب۔ کیا ان کے لام اس قدر تیز ہیں۔ خادم گرامی
کے لمحے میں چرت تھی۔"

"یعنی آپ جتنے نہیں؟"

"اس میں شک نہیں کہ میرے لام بہت تیز ہیں۔ لام
شاتر تم کی کڑ رہی تھیں؟"

انھوں نے اس کی طرف سے نظری ہٹا لیں:

"اب ہم آنکھوں، ہی آنکھوں میں باتیں کریں گے۔ محمود سے
اشاروں میں کما۔"

"لام! بالکل ٹھیک۔ پھر دیکھیں گے کہ یہ حضرت کیسے ہماری
باتیں سن لیتے ہیں۔" فاروق نے من بنایا۔

اسی وقت خادم گرامی اٹھ کر کھڑا ہو گیا:

"اچا شاتر بہت بہت شکریہ۔ اب میں چلوں گا۔"

"شکریہ انکل۔ شاتر نے کما۔"

خادم گرامی دروازے کی طرف بڑھا:

"ایک منت جناب۔ ہم آپ کے بارے میں اپنا اطمینان

کرنا چاہتے ہیں۔" ایسے میں فرزانہ کی آواز گونج آئی۔
"کیا مطلب ہے؟" وہ پوچنے کا۔

"ہمارا خیال ہے کہ آپ خادم گرامی نہیں ہیں۔ کیا آپ ہمیں
پسے چہرے کا معافہ کرنے کی اجازت دیں گے؟"
"کھوں۔ میرے چہرے کو کیا ہوا؟"
"بس۔ دیکھیں گے ام۔"

"تو خود دیکھیں۔ اس نے مسکرا کر کہا۔"

یعنی ایک ساتھ اس کے چہرے پر جھک گئے۔

یعنی سے کہ سکتے ہوں کہ میں نے اس غسل خانے کو بھی دیکھا۔ جانتے ہو اکرام اس بات کا گیا مطلب ہے؟ ” یہ سر۔ قائل اس وقت گھر میں موجود تھا۔ اور اس عورت کا منہ لاتھ رکھ کر بند کر رکھا تھا۔ تاکہ آوازِ ننکال سکے۔ اور وہ اس وقت ایک گردے سے دوسرے میں حرکت کر رہا تھا۔ یعنی نظروں سے پچھنے کے لیے۔ پھر آخر کار اس نے اس غسل میں اس غریب کو ہلاک کر دیا۔ پھر در صولت بیگ کی بیوی ہے؟ ”

” ہاں اکرام! اسی نے مجھے فون کیا ہو گا — ہمیں قاتلوں
کے جلد از جلد پہنچ جانا چاہیے، یکونکر وہیں صوت بیگ ہے
گا — اور میں نہیں چاہتا — یہ سفاک لوگ اسے بھی قتل
کر دالیں ۔

”آخر قابل صوت بیگ سے کیا چاہتے ہیں؟“
 اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔ تم جلدی جلدی اپنا کام مکمل کرو۔ میں ذرا انپکٹر کامران مزا سے بات کر جوں۔
 اب پانی سر سے گزد نے لگا ہے۔ ہم لوگوں کو اس
 دنقار سے حرکت میں آنا پڑے گا۔ جس سے مجرم کا د
 گر رہے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ تیزی سے، ورنہ دا
 آگے نکل جائیں گے اور ہم پہچھے رہ جائیں گے۔“

میں چار ہاؤں

کی بات ہے بھئی۔ خیر تو ہے؟

اندر سر۔ ایک غسل خانے میں
کام کیا۔

کا مطلب ہے وہ لوگے۔

آئیے سر۔ میں بتائیں سکتا۔“ اس نے کانپ کر کہا
دونوں اس کے ساتھ پنکے اور غل خانے تک بیٹھے
اندر کا منظر دیکھ کر، ہی ان کے دل والٹ سے گئے۔ یہ سور
کی گردن دھڑ سے الگ پڑی تھی، غل خانے میں خون ہے۔
خون تھا۔

"جیرت ہے۔ لاش، ہمیں اب کیوں نظر آئی؟" تکلیف
چند بولے۔

لک - کی مطلب؟ اکام پونکا۔

ہاں : بالکل یہی بات ہے :

”بھی بات ہے — پہنچنے تو تفصیلات ہو جائیں ذرا۔“

انپکٹر جمیل نے پودی تفصیلات سادیں — انپکٹر کامران

درستہ رہے، آخر ان کے خاموش ہونے پر بولے :

”تباہ بات کر رہا ہوں — کامران مرزا کہاں ہیں؟“

”بھی بُلا لیں؟“

”آئیں — میں انھیں بُلاتا ہوں — آباجان“

”ٹھیک ہے — کوئی حرج نہیں — آپ انھیں فون کر دیں۔“

”بھی اپنے شہر سے دارالحکومت کے لیے روانہ ہو جائیں؛“

”ٹھیک ہے：“

”اور انہوں نے رسیور رکھ دیا：“

”و بھی اکرام — یہ لوگ تو اب ڈیڑھ دو گھنٹے تک آجائیں

— اب، تم صوت بیگ کے سلسلے میں کچھ کر لیں ذرا۔“

”جیرال کیا اندازہ لگایا؟“

”یکن وہ زندہ سلامت حالت میں ایک بار پھر، ہمارے مقام پر ان قدموں کے نشانات ملے ہیں اور

”اکرام نے مسکا کر کہا۔“

”واہ — اکرام تمہارا جواب نہیں — چلتے پھرتے ان بیکھوپیڈیا

— تو پھر چلو — ان پانچ سے دو دو باتیں، ہو جائیں：“

”یعنی — معلوم کرنا کہ وہ ایک بار پھر زندہ سلامت ہمارے

”ترشیف لائے — یہاں کا معاملہ عالمہ سنبھال لے گا：“

یہ کر دہ فون کی طرف پلکے — جلدی جلدی انپکٹر کامران

سے آفتاب کی آواز سنائی دی :

”السلام علیکم — خادم کو آفتاب احمد کہتے ہیں — فرمائے

”میں جمیل بات کر رہا ہوں — کامران مرزا کہاں ہیں؟“

”بھر میں، ہی ہیں — میں انھیں بُلاتا ہوں — آباجان“

”آئیں — انکل جمیل کا فون ہے：“

”اوہ! تباہ تو کوئی اہم بات ہو گی؟“ انپکٹر کامران

کی آواز سنائی دی اور پھر وہ فون پر آ کر بولے :

”ہاں بھی السلام علیکم — کیا معاملہ ہے؟“

”و علیکم السلام — جیرال — وہ بولے۔“

”جیرال کیا مطلب — جیرال کا ذکر کہاں سے تکلیف بیک کیا اندازہ لگایا؟“

”یکن وہ زندہ سلامت حالت میں ایک بار پھر، ہمارے مقام پر ان قدموں کے نشانات ملے ہیں گی：“

”یہ کیسے ہو سکتا ہے؟“

”آپ کے ذمے یہی کام ہے：“

”یعنی — معلوم کرنا کہ وہ ایک بار پھر زندہ سلامت ہمارے

”سامنے کس طرح موجود ہے：“

وہ باہر نکل کر جیپ میں بیٹھے اور اکرام نے جیپ پر
بڑھوڑ دی۔ جلد ہی جیپ شہر سے باہر نکل چکی تھی اُو انہوں دیکھتے ہیں؛
وہ سڑک سے اُتر کر ایک کمی سڑک پر چلنے لگی؛ وہ اندر داخل ہوئے۔ چیزیں بے ترتیب پڑتی تھیں،
”هم ان کے خفیہ ٹھکانے کے نزدیک ہیں سر۔ اور دوسری چیز بھی جگہ برنسیں تھیں۔ ٹھکانے کے برعکس ادھر
خظرناک ہیں۔“
”یکن بھی۔ جب تم ان کے خفیہ ٹھکانے سے ہمیں حصویاً دیکھیا ہو۔“

”ہو تو انھیں آج تک گرفتار کیوں نہیں کیا گیا؟“ سوال یہ ہے سر کہ اب ہم ان کا سُراغ کس طرح
”یہ گرفتار ہو چکے، متعدد چل چکا۔ سزا کاٹ کر آئیں؟“ اکرام نے کہا۔
اور جس خفیہ ٹھکانے سے انھیں گرفتار کیا گیا تھا، اس اور اسی طرح اسی طرح اس کا جائزہ لے لون۔
”ہیں رہتے ہیں، یکن جیل سے رہنے کے بعد بولے۔“

”کہ ان کا کرن برم پولیس کی نظر میں نہیں آیا۔“ اب انھوں نے ایک ایک چیز کو دیکھنا شروع کیا۔ ایک
ان کی پسلی واردات ہے۔“

”چلو ٹھیک ہے۔“

پانچ منٹ بعد وہ جنگل میں گھری ایک پرانی عالت غلبائی یہ لوگ کارزار ہوٹل میں کھانا کھاتے ہیں۔ ان بلوں
سامنے پہنچے۔ عادت کا دروازہ بند تھا۔ انپکٹر جمشید نے اس کا دھیان نہیں گیا، دروازہ وہ یہ یہاں کبھی نہ رہنے
کو ایک ٹھوکر دی دیگی۔ دروازہ ٹھیک ہو گیا۔

”شاید اندر کوئی نہیں ہے۔“ انپکٹر جمشید بولے

”اس کا مطلب ہے۔ یہ لوگ واردات کرنے کے لئے سے کچھ نہ پوچھنا اکرام۔“ ہم اس وقت سادہ
ہیں ہیں۔ کوئی نہیں دیکھ رہا۔ ہو سکتا ہے،
”اس طرف نہیں آئے۔“
”کارزار ہوٹل پہنچنے۔“

انپکٹر جمیڈ نے ایک میز کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"او کے سر؟" اس نے فرد کہا۔

دونوں ایک دُور کی میز پر جا بیٹھے۔ بیرا کا تو نے پینے کی کچھ چیزوں کا آرڈر دے دیا۔

"کیا خیال ہے اگرام۔ تمام لوگوں کا جائزہ لے کر دیکھ کر وہ بھی اُنھوں کھڑے ہوئے۔

وہ نظر آتے یا نہیں؟"

"ابھی تک نظر نہیں آتے سر۔"

"اس بات کا بھی خیال رہے کہ کہیں وہ یہکہ اپنے جیپ میں ان کا تعاقب کیا۔ یہ تعاقب بیس منٹ نہ ہوں۔"

"اوہ ہاں سر۔ اب میں اس خیال کے تحت دیکھتا ہوں۔"

"اگر مجھے ان کے جیلے معلوم ہوتے تو میں یہ اندازہ فراہم کر سکتا تھا۔ وہ بدلے۔"

"کیا میں آپ کو ان کے جیلے بنانا دوں سر؟"

"ہاں! یہ بستر رہے گا۔"

اگرام نے کاغذ پر پنسل سے بیس منٹ میں پائچھے چھرے۔ اگرام نے کہا۔

ہنا دیے۔ انپکٹر جمیڈ ان چھوٹوں کو بغور دیکھتے رہے۔ "اہ! ٹھیک ہے۔ تم جلد از جلد اپنے ماتحتوں کو یہاں پھر انھوں نے ہٹولی۔ میں موجود گاہوں کو بغور دیکھاں گا تو۔"

دلبی آواز میں بولے:

"ان میں سے کم از کم دو یہاں موجود ہیں۔"

"اب کی کتنا ہے؟"

"انتظار۔ شاید ان کے باقی ساتھی بھی یہاں آ جائیں۔"

"او کے سر۔" اگرام بولا۔

آدھے گھنٹے بعد وہ دونوں کھانا کھانے کے بعد اٹھے اور بیل ادا کرنے کے بعد بیرونی دروازے کی طرف چلے۔

بیکھر کر وہ بھی اُنھوں کھڑے ہوئے۔

باہر ان کی ایک پُرانی سی کار کھڑی تھی۔ دونوں

اس میں بیٹھ کر دہاں سے روانہ ہونے۔ اب انھوں

اس بات کا بھی خیال رہے کہ کہیں وہ یہکہ اپنے جیپ میں

کچھ جادی رہے اور پھر ایک عمارت میں وہ کار داخل ہو۔

اوہ ہاں سر۔

Uploaded By Muhammad Nadeem

اے اے! کیا کو رہے ہیں؟ وہ گھبرا گی۔

یا جا چکا تھا۔ اب اکرام نے آگے بڑھ کر گھنٹی بجائی۔ کچھ ہم جانتے ہیں، لاوق کے عجھوت باقی سے نہیں مانتے۔ دیر بعد دروازہ گھلا اور ایک ادھیر عمر آدمی کی شکل نظر آئی۔ اکرام نے مز بنایا اور ایک بار پھر گھنٹی بجا دی۔

”میں جا رہا ہوں۔“ اس نے بوکھلا کر کہا اور جانے کے لئے مڑا۔

یکن اسی وقت ”بہت زور سے اچھلا اور گھم سے باہر اگر گرا۔

یا جا چکا تھا۔ اب اکرام نے آگے بڑھ کر گھنٹی بجائی۔ کچھ ہم جانتے ہیں، لاوق کے عجھوت باقی سے نہیں مانتے۔ ”جی فرمائیے؟“ اس نے کہا۔

”ہمیں بارخان سے ملا ہے۔“

”یہاں تو کوئی بارخان نہیں رہتا۔“

”اچھا تو بارخان کو اطلاع کر دیں۔“

”اس نام کا بھی کوئی آدمی نہیں رہتا۔“

”یکن ہم نے ان ناموں نے دونوں آدمیوں کو اندر دلفت ہوتے دیکھا ہے۔“

”جی کیا فرمایا؟“ اس نے چونک کر کہا۔

”بھئی جاؤ۔ اندر انھیں کو، سب انپکٹر اکرام آیا ہے۔“

”کیا کہا؟“ اس نے گھبرا کر کہا اور کچھ اور کے بغیر اندر گھٹ گا۔ ساتھ ہی دروازہ کھٹ سے بند ہونے لگا، یک انپکٹر جمیں نے فوراً دروازے میں پیر اڑا دیا۔

”یہ کیا۔ آپ دروازہ بند کیوں نہیں کرنے دے رہے ہیں؟“

”یکن میں دروازہ بند کے بغیر نہیں جاؤں گا۔“

”تو نہ جاؤ۔ اکرام پھر گھنٹی بجاو۔“

اکرام نے پھر گھنٹی بجا دی۔

آسیب کی آواز

شوکی برا درز کے فون کی گھنٹی بجی :

"آجی کیس؟ آفتاب چلا آئھا۔

"میں تو چیچھڑوں کے خواب" رفت مسکانی۔

"محاف کرنا۔ میں ہو گی تم۔ میں بنے ضرور کر سکتی ہو" آفتاب نے جل کر کہا۔

"ایک منٹ اپنے میں فون سن لوں" شوکی نے بھا کر کہا اور رسیور آٹھا لیا:

"السلام علیکم! شوکی بات کر رہا ہوں۔ کیا خدمت کر کہا"

"بس دارالحکومت پہنچ جاؤ" دوسری طرف سے انپکٹر کام مرزا کی آواز سنائی دی۔

"ادے؟ یہ تو انکل کامران مرزا ہیں۔ شوکی چھکا۔

"ہاں؟ ہوں تو میں ہی۔ وہ بولے۔

"تو یہ آپ دارالحکومت سے بات کر رہے ہیں؟"

"تھا۔ اپنے شہر سے۔ ابھی انپکٹر جمیڈ کا فون آیا

ہے۔ ان کا کہنا ہے۔ جیوال پھر آگیا ہے"

"جج۔ جیوال پھر آگیا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ مجھے معلوم کرنا ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم انپکٹر جمیڈ کی مدد کرو گے"

"ہم اور ان کی مدد کریں گے۔ یہ آپ کی کارہے ہیں؟" شوکی نے کہا۔

"یاد ادھر ادھر کی نہ ہانگو۔ اور فدا روانہ ہو جاؤ۔ ہم بھی روانہ ہو رہے ہیں"

"تو اب ملاقات دہاں ہو گی"

"یہ ضروری نہیں۔ ہم یہدھے دہاں جائیں گے اور جاتے ہی اپنا کام شروع کر دیں گے۔ بلکہ ہم تو اپنا کام یہیں سے شروع کر کے چلیں گے"

"آپ کی آپ جائیں۔ کیا ہمیں دہاں انکل جمیڈ پارٹی سے ملتا ہے؟"

"ملاقات ہو جائے تو ٹھیک۔ نہ ہو سکے تو تم بھی دہاں جا کر اپنا کام شروع کر دینا۔"

"یکن کیا؟"

"پتا نہیں۔ یکن تھیں اپنا کام شروع کرنا، ہو گا۔"

"ہمارے بیٹک میں اس وقت صرف نو سور دپے ہیں اور نو سور دپے ہیں پانچ ملکت تو کیا، ایک بھی نہیں آئے گئے۔ آفتاب نے منہ بنایا۔

"اوہ ہاں! یہ بات بھی ہے۔ خیر۔ اپنے کرنل صاحب، انقل راضھود۔ انقل نکاشان کب کام ہائیں گے۔ تم لوگ ہیں ملھرو۔ میں یہ کام کر کے آتا ہوں۔"

"چلیے جیک ہے۔"

تحوڑی دیر بعد وہ دارالحکومت جا رہے تھے۔ اپریوڑٹ سے بکل کر انھوں نے ایک ٹیکسی لی اور انپکٹر جیشید کے گھر پہنچے۔ ابھی دستک نہیں دی تھی کہ شوکی چونک اٹھا:

ہائیں! آفتاب ڈرک جاؤ!

"ہمیں بات تو یہ کہ میرا نام ہائیں آفتاب نہیں ہے۔ آفتاب احمد ہے۔"

"مان لیا۔ ابھی دستک نہ دو۔"

اچھی بات ہے۔ لیکن ابھی دستک نہ دینے کی کوئی وجہ بھی ہونی چاہیے۔"

"ہاں! کیوں نہیں۔ ذرا اس طرف دیکھنا۔"

"لگ۔ کس طرف؟ وہ ایک ساتھ ہوئے۔"

"بھق انقل کے گھر کے بالکل سامنے۔ سڑک کے اُس پار

"اچھی بات ہے۔ ہم بیخ رہے ہیں۔ اور دیکھ لیں گے جیزال کو۔ اسے مگر۔ انکل وہ تو آپ دو گوں کے ہاتھوں بالک میرا مطلب ہے سو فی صد مارا گیا تھا۔ پھر بھلا وہ کہے ذمہ ہو گیا؟۔

"میں نے کہا تا۔ یہ بات مجھے معلوم نہیں۔ تھیں کس طرح بتا سکتا ہوں۔" انپکٹر کامران مرزا نے تاخوش گوار انداز میں لامبا

"تب پھر، ہم بھی کیوں نہ یہی بات معلوم کرنے کے لئے چکر میں بڑا جائیں؟"

"اس طرح دو پارٹیاں ایک کام کریں گی اور وقت ضائع ہو گا۔"

"تب پھر۔ یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ہم کی شروع کریں۔ یہ داں جا کر خود معلوم کر لینا۔ یاد تم بمحنتے کیوں نہیں۔"

"تو آپ بمحانتے کیوں نہیں؟"

"اچا یہ لو۔ سمجھا دا ہوں تھیں۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی انھوں نے رسور دکھ دیا۔"

"واہ! سمجھانے کا کتنا خوب صورت طریقہ ہے۔ آؤ بھی دارالحکومت چلیں۔" شوکی نے خوش ہو کر کہا۔

"لیکن جائیں گے کیسے؟"

"ہواں جہاز سے۔ میں ابھی جانے کا انتظام کرتا ہوں۔"

وہ سفید رنگ کا چھوٹا سا مکان ہے نا۔ اس کی دوسری منزل کی کھڑکی کھلی ہے۔

"حد ہو گئی۔ آخر اس سے کیا ہوتا ہے بھائی جان کیا کسی مکان کی کھڑکی کھلی ہونا بھی کوئی بحیر بات ہے۔"

"یہ بحیر بات اس وقت ہو جاتی ہے۔ جب اس میں کوئی دوہین فٹ ہو اور اس دوہین سے مسلسل نکل کے گھر کی بھگوانی کی جا رہی ہو۔"

"اوہ! ارے آئیں۔ آفتاب دھک سے رہ گیا۔"

"ہذا اب ہم اندر بعد میں جائیں گے۔ پہلے اس مکان تک ہو آئیں۔ انکل کامران مرزا نے ہمیں کام شروع کرنے کے لیے کہا تھا۔ یہ نہیں کہا تھا کہ کیا شروع کرنا ہے۔ ہذا، ہم اپنا کام سفید رنگ کے اس مکان سے شروع کریں گے۔"

باکل ٹھیک۔ رفت پر جوش انداز میں بولی۔

اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے تڑک عبور کر گئے دروازہ انھیں کھلا نظر آیا۔ اندر ایک چھوٹی سی سفید رنگ کی کار کھڑی تھی۔ آفتاب نے گھنٹی کے بیٹن پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور ہاتھ رکھے ہی رہا۔ یہاں تک کہ ایک ہوتق سا نوجوان سامنے آ کھڑا ہوا:

"ہم۔ میں۔ میں آپ کا ہوں۔ اب گھنٹی پر اتھ رکھنے کا کوئی فائدہ مزید نہیں ہو سکتا، یکونکہ اس مکان میں یہ رے علاوہ اور کوئی انسان نہیں ہے۔ اس نے بوکھلاتے ہوتے انداز میں کہا۔

"بات معمول ہے، لہذا میں ہاتھ اٹھا رہا ہوں۔"

"شش۔ شکریہ!" اس نے سکون کا سائز دیا۔

"آپ کا نام ہے شوکی نے سر سے پیر تک اس کا جائزہ لیا۔

"ہم۔ میں۔ یعنی کہ میں..."

"جب آپ کے علاوہ یہاں اور کوئی نہیں رہتا۔ تو پھر، سوال آپ سے نہیں تو اور کس سے کیا ہو گا ہم نے؟" آفتاب بھتنا اٹھا۔

"ہم۔ میں سمجھ دیا۔ آپ نے یہ سوال مجھ سے ہی بچا ہے۔" وہ بولا۔

"اوپر والی منزل خالی ہے کیا؟ اچانک اخلاق بول اٹھا۔"

"نہیں! میں اوپر والی منزل پر ہی رہتا ہوں۔ اس لیے کہ پہچے آیب رہتے ہیں۔"

یہ مطلب؟ وہ پرخندگ اٹھے۔

"ہم۔ مالک مکان نے بتایا تھا کہ میں صرف اوپر رہ

سکتا ہوں۔ اس لیے کہ بچلی منزل اس نے چند آسیوں کو

کلتے پر دے رکھی ہے۔

”حد ہو گئی۔ اب آسیب بھی کرتے پر مکان لے کر
دہنے لگے۔ آفات بخا اٹھا۔

”جی ہاں ہے نا عجیب بات، لیکن یہرے مالکِ مکان
نے بتایا تھا کہ اب آسیوں کو خالی مکان نہیں ملتے
جہاں جاتے ہیں۔ سامنی آلات کی مد سے انھیں نہ
بلاہر کیا جاتا ہے۔ لہذا اب انھوں نے بھی مکان کرنے
پر لینا شروع کر دیے ہیں۔“

”اچھا بھائی۔ مان گئے۔ لینے لگے ہوں گے
آپ نے اپنا نام نہیں بتایا۔“

”آپ نے بتانے کی ملت ہی کب دی ہے؟“

”پڑیلے۔ اب آپ کو ملت ہی ملت ہے۔ بتائیں؟“

”لگ۔ کیا بتاؤں؟“

”حد ہو گئی۔“ آفات جھللا اٹھا۔

”یہ میں کیسے بتا سکتا ہوں۔ اس نے گھر بڑا کر کیا۔“

”کیا کیسے بتا سکتے ہیں؟“

”حد ہو گئی۔“ اس نے فوراً کہا۔

”اچھا بابا۔ مان گئے آپ کو۔ آپ ہمارے بھی گرو
ہیں۔ اب سیدھی طرح نام بتائیں، ورنہ پولیس کو مُبلغانا ہمارے
دیکھا جائے گا۔ نہیں ہو گی تو نہ سی۔“ اس نے

”ہمیں تھک کا بھیل ہے۔“

”اے باپ رے۔ پپ۔ پولیس۔“ اس کا رنگ اڑ گیا۔

اس وقت انھوں نے دیکھا۔ وہ کافی خوب صورت
انہاں تھا۔ صاف رنگ، سیاہ بال۔ بھروسی آنکھیں۔ چہرہ
بالکل گول نہ زیادہ لبا۔ سوانح۔ اس کی آنکھوں میں
دیکھنے سے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ بہت شریب ہو۔
جب کچھ چڑھے سے مخصوص سا لگتا تھا اور بے وقوف سا
بھی۔

”بس ہوا ہو گئی ساری اکٹھوں۔“ شوکی ہنسا۔

”یہ۔ یہ مجھ پر الزام ہے۔“ اس نے احتجاج کیا۔

”وہ کیسے؟“

”میں نے اکٹھوں کب دکھائی۔ کہ وہ ہوا ہو گئی۔“

”غیر نہیں دکھائی ہو گئی۔ اب مہربانی فرماد کر اپنا نام بتائیں،“

لیکن مگر ہم لھڑے کھڑے تھک گئے ہیں۔“

”تو اندر۔ نہیں۔ اور چل کر بیٹھیے تا۔“

”ہاں! میرا خیال ہے۔ یہ ٹھیک رہے گا۔“ شوکی نے کہا۔

”ضرور آئیے۔ مجھے خوشی ہو گی۔“

”جب کہ میرا خیال ہے۔ خوشی نہیں ہو گی۔“ شوکی مکررا

دیکھا جائے گا۔ نہیں ہو گی تو نہ سی۔“ اس نے

پہلی بار غصہ میں آتے ہوتے کہا۔

"اوہو۔ تو آپ کو بھی غصہ آتا ہے؟"

"بہت کم۔ کبھی تھمارے" وہ فرد اسی مکار دیا۔

"یاد آپ آدمی ہیں یا لمحن چکر۔ بھی بھی غصہ آتے تھے۔ اور بھی بھی ہنس دیے ہیں۔"

"شاید اسی کا نام زندگی ہے۔" اس نے عجیب سے کہا، پھر میرا اور انھیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ انھیں داضل ہوتے ہی باہمیں طرف انھیں زینہ نظر آیا۔ جونہی کوئی شک نہیں رہنے دیا تھا۔ یعنی اس کی موت کا سو ل صد یقین کر دیا گیا تھا۔ اور اس بات کا قطعاً کوئی "ادے باپ رے۔ یہ۔ یہ کیسی آواز تھی؟"

"آسیب کی۔"

"آسیب کی آواز۔" آفتاب نے جیران ہو کر کہا اور سامنا ماننا ہو گا۔ یہکن تھمارے انکل جشنید کا سامنا ایک بار وہ اٹھ کھڑا ہو گی۔

بیان

خوبی - سوال یہ ہے کہ جیرال کیسے زندہ ہو گی، جبکہ کہا، پھر میرا اور انھیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ انھیں داضل ہوتے ہی باہمیں طرف انھیں زینہ نظر آیا۔ جونہی کوئی شک نہیں رہنے دیا تھا۔ یعنی اس کی موت کا سو ل صد یقین کر دیا گیا تھا۔ اور اس بات کا قطعاً کوئی انکان نہیں رہ گیا تھا کہ اب زندگی میں کبھی جیرال سے راکتے چلے گے۔

"بھلا ہم کیا بتا سکتے ہیں۔" آفتاب نے منہ بنایا۔

"عقل سے کام لے کر۔"

"عقل ہو گی تو عقل سے کام لیں گے نا۔" فرحت مکرانی۔

"چلو تھمارے پاس تو ہے۔ تم بتا دو۔"

"یہ اشارجہ کی خرادت لگتی ہے۔ لہذا، میں اخبارات

دیکھا ہوں گے؟ فرحت نے فردًا کہا۔

”کہاں کے اخبارات۔ انشادجہ کے یا یہاں کے؟“
”دنون جگ کے۔“

”تو پھر آؤ۔“ یہ کام ہم اپنی لابریری سے شروع کرتے ہیں
اور وہ لابریری میں آگئے۔ انہوں نے تین چالیس
کے اخبارات دیکھنا شروع کیے۔ نہ جانے اس کام میں ان
کتنا وقت لگ گیا۔ آخر آصف کی نظر ایک چھوٹی جم
پر پڑی۔ وہ چونک اٹھا:

”اٹکل۔ ذرا آپ اس خبر کو دیکھیے۔ لگتا تو نہیں کہ ہمارے چالات چھان مارو۔ وہاں اُڑن طشتی گرنے کی خبر ہے
مثلاً کا قلعن اس خبر سے ہو، یعنی پھر بھی آپ اس کر نہیں۔“
اب انہوں نے یہ کام شروع کی، لیکن آدھ گھنٹے کی
اچھی بات ہے۔ لاوٹے یہ کہ انہوں نے اپنے اخبارش کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچ چکے تھے کہ انشادجہ کے
سے نظری ہٹائیں اور اس خبر پر بجا دیں۔ اس وقت کہی اخبار میں اس تاریخ کے آس پاس کوئی اُڈن طشتی
آفتاب اور فرحت بھی اس خبر کی طرف متوجہ ہو چکے تھے
انہوں نے دیکھا۔ خزان کے اپنے ملک کے اخبار کی تھی پور
ان کے ملک کی رسیدگاہ کے انجارج کا ایک چھوٹا سا بیان
تھا۔ بیان یہ تھا:

”گز شستہ رات میں نے آسمان سے ایک ستارہ سا
گرتے دیکھا۔ وہ آگ کی مانند روشن تھا، یعنی

مجنون ہوں وہ نیچے آتا گیا، گول تحال سا بتا چلا گی۔“

اور میں یہ بات یقین سے کہ سکتا ہوں کہ وہ کوئی
اُڑن طشتی تھی۔ ساتھ ہی میرا دعویٰ ہے کہ وہ
اشادجہ کی سرزیں پر کہیں گری ہو گئی۔“

”یہ کون سی تاریخ کا اخبار ہے؟“
”نو نومبر کا۔“ آصف نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ نو نومبر کے بعد کے انشادجہ کے تمام
مسئلے کا قلعن اس خبر سے ہو، ملک کے اخبارات چھان مارو۔ وہاں اُڈن طشتی گرنے کی خبر ہے
پڑھ ضرور لیں۔“

”ایک دن انہوں نے یہ کام شروع کی، لیکن آدھ گھنٹے کی
اچھی بات ہے۔ لاوٹے یہ کہ انہوں نے اپنے اخبارش کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچ چکے تھے کہ انشادجہ کے
سے نظری ہٹائیں اور اس خبر پر بجا دیں۔ اس وقت کہی اخبار میں اس تاریخ کے آس پاس کوئی اُڈن طشتی
آفتاب اور فرحت بھی اس خبر کی طرف متوجہ ہو چکے تھے
انہوں نے دیکھا۔ خزان کے اپنے ملک کے اخبار کی تھی پور
ان کے ملک کی رسیدگاہ کے انجارج کا ایک چھوٹا سا بیان
تھا۔ بیان یہ تھا:

”یہ کہ انشادجہ کی سرزیں پر کوئی اُڈن طشتی گری ہو اور
لے اخبار اس خبر کو شائع نہ کرے۔“

”ہو سکتا ہے۔“ ہماری رسیدگاہ کے انجارج کو دھوکا ہوا
وہ کوئی شب شاقب ہو۔“

ثاقب تھا، لیکن مشکل یہ ہے کہ اشارةج کے اخبارات نے شہاب ثاقب کے گرنے کی بھی خبر نہیں شائع کی تھی۔ لہذا مجھے دوسرا خیال قائم کرنا پڑا۔ مجھے بولے۔

”اوہ وہ دوسرا خیال کیا تھا؟“

”یہ کہ اشارةج نے اٹون طشتی کے گرنے کی خبر کو چھپا لیا، اخبارات میں نہیں آئے دیا۔“

”اوہ! ان کے من سے نکلا، پھر وہ چونک کر بولے：“
”لیکن پروفیسر صاحب۔۔۔ یہ لوگ تو عام طور پر اٹون طشتیوں کی خبری اڑاتے رہتے ہیں۔۔۔“

”ہاں! لیکن ذہانے کیوں۔۔۔ اس خبر کو چھپا لیا گی۔۔۔ انہوں نے کسی قدر گھبرا کر کہا۔۔۔“

”اس کا مطلب ہے۔۔۔ اس بارے میں معلوم کرنے کے لیے، میں اشارةج کا سفر کرنا پڑے گا۔۔۔ ورنہ ہم یہ راز نہیں جان سکیں گے۔۔۔“

”یہ آپ جانیں۔۔۔ ویسے ایک بات اور ہے۔۔۔ وہ کوئی خیال آئے پر چونکے۔۔۔“
اوہ وہ کیا؟“

”میں نے اس اٹون طشتی کے گرنے کی فلم بنالی تھی، اگر آپ دیکھنا چاہیں تو آپ کو دیکھا بکتا ہوں۔۔۔ انہوں نے

”لیکن شہاب ثاقب گرنے کی خبر بھی، میں نظر نہیں ملی۔۔۔“
”اوہ نہیں۔۔۔ میں رسماں جانا ہو گا۔۔۔“

وہ اسی وقت دارالحکومت کے لیے روانہ ہو گئے۔۔۔
ایر پورٹ سے اتر کر سیدھے رسماں جانا پہنچے۔۔۔ انہوں نے چیران، سو کر ان کا سائز کیا:

”آپ لوگوں کی یہاں آمد میرے لیے چرت کا باہم
اوہ خوشی کا بھی۔۔۔ فرمائیے۔۔۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں
”نو نوبہر کے اخبارات میں آپ کا ایک بیان شائع ہوا۔۔۔
آپ نے اٹون طشتی کو گرتے دیکھا ہے اور آپ کا دعویٰ
ہے کہ وہ اشارةج کی سرزین پر گری تھی۔۔۔“

”جی ہاں بالکل! مجھے اچھی طرح یاد ہے۔۔۔“
”اس کے بعد آپ نے اس معاملے کی طرف کوئی
دی تھی؟“

”میں نے اگلے روز کے اور اس کے بعد کئی روز کے اثر
کے اخبارات چیک کیے تھے۔۔۔ لیکن ان میں اس کی کوئی خیال آئے پر چونکے۔۔۔“
نظر نہیں آئی تھی:

”پھر اس سے آپ نے کیا اندازہ لگایا تھا؟“
”ایک اندازہ تو یہ تھا کہ وہ اٹون طشتی نہیں، کہنی شہاب

وہ اُسی وقت رسدگاہ پہنچے۔ پروفیر ارسلان پُر سکون
انداز میں بیٹھے نظر آئے۔ اس بار وہ اطلاع دیے بغیر
انھوں نے فلم کو خود سے دیکھا، بلکہ کہی بار دیکھا۔

جلدی جلدی کہا۔

بہت خوب! یہ ہوئی نا بات۔

پھر وہ وہاں سے نکل آئے۔

” وال میں کچھ کالا ہے۔“

” آپ کا مطلب ہے۔ پروفیر ارسلان کچھ چھا رہے ہیں۔ نہیں ہوتے۔“

” ہاں ایسی بات ہے۔ وہ مسکرائے۔“

” ہم نے بھی اس بات کو اچھی طرح محسوس کی تھا، تب ہمارا خیال ہے کہ آپ اڑن طشتی کے بارے میں کچھ
پھر اب کیا ارادہ ہے؟“

” پروفیر کا فون ٹیپ کر دیتے ہیں۔“ وہ بولے۔

اور پھر انھوں نے اپنی گاڑی میں سے ایک چینچ کو فون کی کارڈنگ اڈ گی۔

تعارف کرنے کے بعد انھوں نے بتایا کہ وہ میکا چاہتے ہیں۔ ” پہلے تو میں یہ بتا دوں کہ یہ معاملہ کوئی عام معاملہ
انھوں نے اپنا نمبر بھی انھیں نہ کر دیا۔ اور کار میں ادھر میں ہیں ہے۔ ہمارا پورا ملک اس کی پلیٹ میں اسکتا
اُدھر گھومنے لگے، لیکن ایک گھنٹا گز نے پر بھی کوئی روپٹ ہے۔ لہذا اگر آپ کو کچھ معلوم ہے تو فوراً بتا دیں،
ذلی تو وہ پریشان ہو گئے۔“

” میرا خیال ہے۔ کچھ گل بڑا ہے۔“ میں فوری طور پر پروفیر مجھے جو معلوم تھا، آپ کو بتا چکا ہوں۔“

” ارسلان کو چیک کرنا چاہیے۔“

” تو پھر چلے۔ میں ان کے لیے پریشانی محسوس کر رہی ہوں۔“ مجت کرتے ہیں، لیکن ہو سکتا ہے، اس وقت آپ پر کوئی
فرحت بولی۔

”ہوں — کیا یہی بات ہے؟“

پروفیسر اسلام نے فودا ان کی طرف دیکھا اور آنکھوں
آنکھوں میں کہا:

”ہاں ! یہی بات ہے۔“

”اچھا ، ہم پہلتے ہیں — آپ پریشان نہ ہوں：“
وہ ان سے ہاتھ ملا کر باہر آگئے۔

”یہ تو کچھ بھی نہ ہوا۔“ آفتاب نے جو اس منزہ بنایا
ان پکڑ کامران مرزا نے ان کی طرف دیکھا اور آنکھوں کی
آنکھوں میں کہا:

”خاموش دہو۔ اور صرف خود کرو۔“

اب وہ کار میں بیٹھ گئے اور وہاں سے روانہ ہوئے۔
کار میں وہ ادھر ادھر کی بائیں کرنے لگے۔ انھوں نے وہ فر
اسلام کی کوئی بات نہ کی۔ یہاں تک کہ — باتوں بالوں
میں ان پکڑ کامران مرزا نے کہا:

”بھئی ! اس بھاگ دوڑ نے بھوک لگا دی ہے۔ کیسے
پکھ کھایتا چاہیے؟“

”تو پھر انکل کے گھر کیوں نہ چلیں — آٹی چند منٹ
میں کھانے تیار کر دیتی ہیں۔“

”اس میں شک نہیں — یہکن آج میں کسی ہٹول میں کھانا

چاہتا ہوں۔“

”تو پھر چلیے۔“ وہ ایک ساتھ دو لے۔

اور پھر وہ ایک ہٹول میں بہ آئیے:

”بات دراصل یہ ہے کہ پروفیسر اسلام جو بات بھی کریں
گے — وہ سُن لی جائے گی۔ اور اس وقت وہ شاید دشمن
کی نذ پر ہیں۔ ادھر جب ہم ان کی رندگاہ میں گئے
تھے تو اس وقت ضرور ہماری گاڑی میں بھی آدھٹ کر
دیا گیا تھا۔ تاکہ دشمن جان سکے کہ ہم پروفیسر اسلام کے
باۓ میں کیا بات چیت کرتے ہیں۔ اسی لیے میں میں
تم لوگوں کو یہاں لے کیا ہوں۔“

”اگر پروفیسر اسلام کسی خلبے میں ہیں۔۔۔ تب تو ہمیں
ان کی مدد کرنی چاہیے۔“

”ہاں ! ہم ایسا کریں گے، لیکن سیلیقے سے۔ یہاں سے
ہم یہ سے ایکس چینچ جائیں لگے اور پروفیسر اسلام کے فون
چر ہونے والی بات چیت نہیں گے۔ جلد یا بدیر آخر دشمن
ان سے بات کرے گا۔ اور صرف اس وقت ہمیں اندازہ ہو
سکے گا کہ پروفیسر صاحب کس حالت میں ہیں۔ انھوں نے جلدی
جلدی کہا۔

”بالکل ٹھیک۔“ وہ دو لے۔

اور پھر وہ ایکس چینچ پیچ گئے۔ فرما ان کے لیے یہ سولت میتا کر دی گئی کہ وہ پروفیر ارسلان کے فون پر ہونے والی بات پھیت سن سکیں۔ ابھی تک کوئی بات پھیت نہیں کی گئی تھی۔ وہ بیٹھے انتظار کرتے رہے:

”میرا خیال ہے۔ یہ دنیا کا سب سے مشکل کام ہے۔“
”کون سا کام؟“ انپکٹر کامران مرازا پوچھ کے۔
”جی۔ یہی۔ انتظار کرنا۔“

”ہاں! یہ بات تو ہے۔“
عین اس وقت دون کی گھنٹی بجی۔ جلد ہی انہوں نے پروفیر ارسلان کی آواز سُنی۔
”ہیلو۔ پروفیر ارسلان بات کر رہا ہوں۔“

”اور یہ ہم ہیں آپ کے سربراں۔ آپ نے انپکٹر کامران مرازا کو اصل بات نہیں بتائی۔ اس کے لیے شکریہ قبول فرمائیں۔“
”مل۔“ لیکن میرے بیٹھے کو تو چھوڑ دو اب۔ ”پروفیر بولے۔“
”چھوڑ دیں گے۔ آپ نظر نہ کریں۔“ بس آپ اپنی زبان بند رکھیں گے، کیونکہ آپ کے لگھر میں جو بات بھی ہو گئی، وہ ہم نہیں سمجھ سکتے۔ اور اگر آپ نے کوئی گزبر طرز کی کوشش کی تو، ہم پھر آپ کے بیٹھے کو انوکھا کر لیں گے۔ ایک گھنٹے تک آپ کا بیٹھا آپ کے پاس موجود ہو گا۔“

”ادہ ابہت بہت شکریہ۔“
فون بند کر دیا گی۔ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا:

”ادہ ا تو یہ بات ہے۔“

”ہاں! پروفیر ارسلان اڑن طشتی کے بارے میں کچھ جانتے ہیں۔ یہ بات دشمنوں کو معلوم ہو گئی۔ لہذا انہوں نے ان کے بیٹھے کو انوکھا کر لیا اور یہ بات وہ کسی سے ذکر نہ کرے۔“
شاید اس لیے کہ انہوں نے مارڈا لئے کی دھمکی دی ہو گی۔

”سوال تو یہ ہے کہ ہم ان کے لیے کیا کر سکتے ہیں؟“
”بہت کچھ۔ تم فکر نہ کرو۔“ وہ مسکراتے۔

اسی وقت، وہ پھر پروفیر ارسلان کے ہاں پہنچے۔ باہر ہر ڈکھ کر انہوں نے کاغذ پر کچھ لکھا۔ اور دبے پاؤں انہوں داخل ہو گئے۔ انھیں نظر تھا تو یہ کہ کمیں پروفیر ارسلان اپنی دیکھ کر کچھ بول نہ پڑی۔ وہ چاہتے تھے، وہ بالکل غاموش رہیں۔ لہذا کاغذ فرحت کو دیا گی۔ باقی لوگ ایک طرف دک کر گئے۔ فرحت دبے پاؤں ہمگے بڑھی۔ اس نے ہوتھوں پر انگلی دکھی ہوئی تھی۔ تاک جو نہیں پروفیر ارسلان کی نظر اس پر پڑے۔ وہ کچھ نہ بولیں۔

دبے پاؤں چلتی وہ ان تک پہنچ گئی۔ اسی وقت

انھوں نے اسے دیکھ لیا۔ ان کا منہ مارے چرت کے
کھلا رہ گیا۔ فرحت نے فوراً کاغذ ان کی طرف بڑھا
دیا، اس پر لکھا تھا:

"آپ بالکل خاموش رہیں گے۔ ہمیں اپنا کام
نہایت خاموشی سے کرتا ہو گا۔"

پروفیسر سمجھ گئے۔ انھوں نے چب سلاہ لی۔ اور انھوں
نے اپنا کام شروع کر دیا۔ جلد، سی وہ سیاہ ٹشن نما آنال
تلائش کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ انھوں نے اس کو بے کلام
کر دیا، لیکن ان کا اطمینان نہیں ہوا تھا۔ تلاش
جادی دکھی۔ اس قسم کے تین آئے انھیں مزید ملے اور
تب کہیں جا کر انھیں اطمینان ہوا۔

"اب ہم آزادانہ بات چیت کر سکتے ہیں۔ یوں بھی ایک
گھنٹا ہونے والا ہے۔ آپ کے بیٹے یہاں پہنچنے ہی والے
ہوں گے۔"

"لیکن آلات ہٹا دیے جانے کی صورت میں وہ بیٹے کو
کیوں بھجنے لگے۔" پروفیسر بولے۔

"ابھی ڈشن کو اس بات کا پتا نہیں چلے گا۔ جب تک
کہ وہ آپ کے بیٹے کو یہاں نہیں بھج دیتے، لیکن کہ آپ
ایکلے ہیں۔ جب یہاں کوئی اور ہو گا اور بات چیت

انھیں باتی نہیں دے گی، اس وقت انھیں پتا چلے گا۔"
اوہ! یہ ٹھیک ہے۔"

اور پھر دروازے کی گھنٹی بجی۔ انپکٹر کامران مرازا نے
اشارة کیا کہ وہ دروازے بر جا کر دیکھیں۔ پروفیسر ارسلان
نے دروازہ کھول دیا۔

"یہ بیمحیے۔ آپ کا بیٹا۔ اگر ہماری ہدایات بد عمل نہیں
تو انعام بھیانک ہو گا۔"

"اچھہ۔ چھا۔" ان کے منہ سے نکلا۔

اور انھوں نے دروازہ بند کر دیا، لیکن چند سینکڑا بعد
ہی انپکٹر کامران مرازا باہر نکل گئے۔

ادھر پروفیسر ارسلان اپنے بیٹے کو پیار کر رہے تھے۔
اس کی عمر دس سال کے قریب تھی۔

"یہ کون لوگ ہیں پاپا؟"

"یہ دوست ہیں بیٹے۔ پھر وہ ان کی طرف مڑے۔"

لیکن انپکٹر صاحب کہاں چلے گئے ہیں؟

اس کے تھا قبیلے۔ جو آپ کے بیٹے کو لے کر آیا تھا۔
اگافا مسکرا یا۔

اوہ!

اب آپ جلدی سے ہمیں اصل بات بتا دیں۔

"تو آپ کی انپکٹر صاحب کا انتظار نہیں کریں گے؟"
نہیں۔ جس قدر جلد نہیں ہو، بتا دیں۔ کچھ نہیں کہ
سلکت۔ اگلے لمحے کیا ہو جائے؟"

"اچھی بات ہے۔ تو پھر سُنئے۔ باتِ دراصل یہ ہے کہ
نے واقعی اُڑن طشتی کو انشادِ جہ کی سر زمین پر گرتے ہوئے
میں نے اسی وقت والیں کے ساتھ دانِ ایم برٹن کو
کیا تھا اور اس بارے میں بات کی تھی۔ اس نے بھول
میں کہا کہ وہ چیک کرتا ہے۔ پھر دوسرے دن جب میر گرامی کے پھرے پر میک اپ شاہت نہ کر سکے۔ آخر محمود
نے اس سے بات کرنے کی کوشش کی تو اس نے کہا
نہ کی۔ ہر بار میری آواز سن کر ہی ریسیور رکھتا رہا۔ "ہمیں افسوس ہے۔ آپ کو بلا وجہ پریشان کیا۔ اربے
بھر اسی رات میرے بیٹھے کو اغوا کر لیا گیا۔ دراصل انشاد وہ۔ وہ۔ وہ۔ کہاں گیا۔ اس کے چہرے پر شدید گھبراہٹ کے
اس اُڑن طشتی کے گرنے کو مکمل طور پر راز میں رکھا۔ آثار چھا گئے۔
چاہتا ہے۔ یعنی وہ ایسا کیوں کرنا چاہتا ہے۔ یہ سُن
رومال کی۔ اس نے فوراً کہا۔
معلوم نہیں۔"

یعنی اس لمحے دروازے پر دشک ہوتی، لیکن اندھا پر
کامران مرزا کا نہیں تھا۔
بھی رومال کو ہم نے ایک خالی کرے میں ڈال دیا تھا
فرزانہ جھلا آئی۔
ادھو۔ یہی تو میں کہ رہا ہوں۔ وہ اب اس کرے

ماہرِ احہادو

میں نہیں ہے۔

”یہ تم کیسے کر سکتے ہو۔ کیا تم دیوار کے آگر پار دیکھنے کے لیکوں۔ کیا ہوا؟“

قابل ہو گئے ہوئے۔ ”میں آپ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے رہا ہوں یا شارتے نہیں۔ میری چھٹی حس نے ابھی ابھی مجھے بتایا ہے۔“ کیا ہوا؟“

دومال غائب ہے۔

”اللہ اپنا دم فرماتے۔ وہم ہو گیا ہے بے چارے کو۔ کہا کہا“

کا دروازہ اس وقت سے اب تک جب کسی نے کھولا ہی نہیں۔ ”کیا مطلب؟“

تو دومال بھلا کیسے غائب ہو سکتا ہے۔

محمود نے جیسے ستاہی نہیں۔ آگے بڑھ کر کمرے کا دروازہ بھارا اصول ہے۔ اور ہم اپنے اصول کو چھوڑتے نہیں، کھول دیا۔ ان کی نظری فرش پر جم گئی۔ فرش پر دو مال سیدھی کی بات ہے کہ اندر ان کے سوا کوئی نہیں آیا۔ پلے نہیں تھا۔

”ماں۔ یہ کیا بھائی۔ یہ تھماری چھٹی حس ہے یا کسی نجی ٹھیک ہے۔ آپ میری تلاشی لے لیں۔“ اس نے بھتا کر کہا۔

کا پٹارہ۔ فاروق بولا۔

”میں صرف اور صرف دومال کے لیے نکر مند ہوں۔“ آج کا نکار۔ محمود نے خوش ہو کر کہا۔

وہ بند کمرے سے کس طرح غائب ہو گیا۔

”دومال سے پوچھیں گے۔ نکر نہ کرو۔“ فاروق مکرایا۔

”خرا کوئی بات نہیں۔ اڑا تو مذاق۔“ یہیں بات غود طلب اچھی بات ہے۔ مجھے تلاشی۔

آنکھوں نے اس کی اچھی طرح تلاشی لی۔ یہیں دومال نہ قریب ہے کہ مجھے خادم گرمائی صاحب پر شک ہے۔

"اب تو آپ کا اطمینان ہو گیا۔"
"نہیں ہوا۔ فرزانہ نے کہا۔"

"کیا مطلب؟"
"تلاشی پوری نہیں ہو سکی۔ آپ مہربانی فرمائیں۔ ایک بار پھر دنوں نے اس کے لئے تلاشی دیں۔"

"لیجیے جاہب! ایک بار پھر تلاشی لے لیں۔ اور مجھے جو اجازت بھی دے دیں۔"

محمد اور فاروق نے ایک بار پھر باریک بینی سے تلاشی لے لیجیں۔ مطلب یہ کہ کمرے میں صرف دروازے کی طرف سے داخل ہو سکتے تھے۔ دروازہ تمام وقت ان کے سامنے

"اگر آپ وہ رومناں میرے پکڑوں سے نکال کر بخدا رکھتا تھا۔"

تو میں آپ کو پانچ ہزار روپے انعام دوں گا۔" "ہمیں انعام کا لایچہ نہیں۔ اگر رومناں آپ کے پاس چلاؤ بڑھاؤ۔"

ہم بغیر کسی لایچے کے نکال کر دکھائیں گے۔"
"کوشش کرو۔" اس نے سکرا کر کہا۔

"شامستہ۔ تمہارے انکل خادم گرمائی نے ہمیں الجھنیں لے کر بھٹک دیا ہے۔ کیا یہ اکثر یہاں آتے رہے ہیں؟"

"نہیں۔ لئی میں ایک چکر لگ جاتا ہو گا۔"

"تو پھر بغور ان کی طرف دیکھتی رہو۔ کیا یہ وہی انکل گرام صاحب۔ ہم تو، پستال جا رہے ہیں اور شامستہ بھی ہمارے میں یا کوئی اور۔" اور ہم وہ رومناں تلاش کرنے کی کوشش

کرتے ہیں۔"

محمد نے جلدی جلدی کہا اور ایک بار پھر دنوں نے اس کی اچھی طرح تلاشی لی، لیکن رومناں کیس نہ ملا۔

ہم نے خادم گرمائی صاحب کی تلاشی تو ملی ہے، لیکن اس کمرے کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ آؤ ذرا ایک نظر تلاشی دیں۔"

"لیجیے جاہب! ایک بار پھر تلاشی لے لیں۔ اور مجھے اجازت بھی دے دیں۔" محمد اور فاروق نے ایک باریک بینی سے تلاشی لے لیجیں۔ مطلب یہ کہ کمرے میں صرف دروازے کی طرف سے داخل ہو سکتے تھے۔ دروازہ تمام وقت ان کے سامنے

بھی بتا دو، وہ کیا ہے؟
 ”یہ کہ جیوال نے اس عوال کو بخارے گھر میں جان بوجھ
 کر گوا دیا تھا۔ تاکہ اس عوال کو دیکھتے ہی ابا جان یا
 پروفیر انکل چونک اٹھیں اور فوری طور پر عوال کو تجربہ کاہ
 بیخ دیا جائے۔ جیوال جانتا تھا کہ جب پروفیر صاحب عوال
 کو لے کر سفر کریں گے اور تجربہ کاہ جائیں گے تو اس
 کا اثر ان بد ہو جائے گا اور تجربہ کاہ پہنچتے ہی وہ
 بے ہوش ہو جائیں گے۔ اس طرح پریشان ہو کر ہم ان
 کے اشٹوں کو بلاسیں گے۔ وہ بھی بے ہوش ہو جائیں گے۔
 چنانچہ یہی ہوا۔ سوال یہ ہے کہ جیوال ایسا کیوں چاہتا
 تھا؟ کیا صرف اس لیے کہ ہم اُبھر کر رہ جائیں اور جیوال
 جو پروگرام لے کر آیا ہے۔ ہم اس پروگرام کے بارے
 میں سوچ بھی نہ سکیں۔ اب تک یہی ہوا ہے۔ ادھرا بنا
 ہال کوئی کسی اور طرف کا بجا دیا گیا ہے۔ گواہ، ہم جیوال کی
 ذہنی جگ کی پیٹ میں پوری طرح آچکے ہیں۔ یہکن سب
 سے تریادہ پریشانی والی بات یہ ہے کہ اس وقت تجربہ کاہ
 کے اندر کوئی بھی نہیں ہے۔ باہر والے پھرے دار
 بخود موجود ہیں، یہکن وہ اندر کے کسی معاملے میں دخل
 نہیں دیتے۔ صرف باہر رہتے ہیں۔ سوال یہ ہے، ہم

ساتھ جانا پسند کرے گی۔ لہذا آپ کا کیا پروگرام ہے
 ”میں اب اپنے گھر جاؤں گا۔ اپنی کافی بے عزتی
 چکا۔ اس نے جھلا کر کہا۔

”ہم معافی چاہتے ہیں کہ ایسا ہوا ہے، لیکن اس میں
 کوئی قصور نہیں۔“

”نہیں ہو گا۔ میری بے عزتی تو ہوتی ہے۔“
 یہ کہ کر وہ پسچے کی طرف چلا گیا۔ جاتے وقت اسی
 انھیں ایک نظر بھی نہیں دیکھا۔

اب وہ بیتل پسچے۔ پروفیر صاحب اور ان کے ماتحت
 کے توں بے ہوش تھے۔ ڈاکٹروں کی فوج انھیں ہوش
 لانے کی سر توڑ کو شش کر رہی تھی۔

وہ باہر آگئے۔ اب انہوں نے گھر فون کیا:
 ”اسلام علیکم اتی جان۔ انکل تو نہیں پسچے ابھی تک؟“

”نہیں۔ نہ شوکی برادر ز آئے ہیں ابھی تک۔ تھمارے
 کو کسی جگ جانا پڑ گیا ہے اچانک۔“

”اوہ اچا۔ ہم پھر فون کریں گے۔ یہ کہ کر اس
 رسیور دکھ دیا۔

”ایک بات قابل غور ہے۔ ایسے میں فرزانہ بولی۔
 ”شکر ہے۔ کوئی ایک بات تو قابل غور نکلی۔ اب

اب کیا کریں؟

"اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ساندھ کے ذریعے تجربہ گاہ کو اندر سے خالی کرایا گی ہے۔ تمام اہم لوگوں کو ہسپتال پہنچا دیا گی ہے۔ اور اب ان کے لیے میلان صلاحت ہے۔" فاروقی بولا۔

"اُف مالک۔ ہمیں فوری طور پر تجربہ گاہ پہنچ جانا چاہیے۔" محمود نے کانپ کر کہا۔

دوسرا بھائی تجربہ گاہ کی طرف جا رہے تھے۔ دروازے پر پہنچ کر ہی محمود نے بریکٹ لے اور پھر نگرانوں کی طرف پلکے۔

"اس طرف کوئی آیا تو نہیں؟"

"آپ کے والد صاحب آئے تھے۔ اندر ہی ہیں۔"

"بہت خوب۔ جلدی کریں۔ دروازہ کھول دیں۔"

نگرانوں نے دروازہ کھول دیا۔ وہ اندر جانے لگے۔ فرزانہ نے انھیں ڈکنے کا اشارة کیا۔

"آپ کو کیا پتا۔ ہم اصل ہیں یا نقلی۔ آپ نے ہمیں پہلی کیوں نہیں کیا۔ کم از کم آپ ہم سے ہمارے کارڈ تو طلب کریں گے۔"

"اوہ! یہاں جانے پہنچانے لوگوں کے سوا کوئی

کہا ہے۔ ایک نے کہا۔

"آپ سمجھے نہیں۔ آپ کو کیا پتا۔ اندر، ہمارے والد صاحب

ہیں یا ان کے میک آپ میں کوئی اور۔ ہم واقعی آپ کے

سامنے نہیں یا ہمارے میک آپ میں کوئی اور ہے۔"

"اوہ! ہمیں اس قسم کی ہدایات نہیں ہیں۔" دوسرے

نے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ پہلے تو آپ اپنے کاغذات، ہمیں

دکھائیں تا۔ اور فاروق۔ تم انکل اکرام کو فون کرو۔ ذرا

جلدی۔ میں خطرے کی بُو محروس کر دے، ہوں۔"

"اوہ کے۔" فاروق نے کہا اور گاڑی کی طرف گھوم گیا۔

"ہمارے کاغذات۔ اس کی میں ضرورت ہے۔"

"اس کی ضرورت ہے۔ ذرا جلدی کریں۔"

"نہیں! ہم آپ کو اپنے کاغذات نہیں دکھائیں گے، ہم

آپ کے ماتحت نہیں ہیں۔"

"اوہ! ہو اچھا۔ یہ بات ہے۔"

مودود نے کہا اور جیب سے اپنا پستول بلاکی تیرزی سے

نکال لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنی راکفلوں کو ان کی طرف

تاختتے۔ اس کا پستول ان کی طرف تن گیا۔

"فرزانہ جلدی کرو۔ اندر پہنچ جاؤ۔ اندر کوئی ضرور نقلی

نہیں۔"

آدمی ہے۔“

”دارے باپ رے.....“ فرزانہ نے کہا اور اندر کی طرف دل کلاش گفت تھی۔
لگادی۔

میں سرہ ان چار میں سے ایک نہ کہا

محمود چکرا کر دے گی۔ وہ اگر ان چار پر قاتوں کرتا تو
کلاش گفت دل اس پر قاتوں کرتا۔ جب کہ وہ خود مکمل طور
وہ خاموش رہے۔ بس مگر اتنے سے تو وہ
کلاش گفت کی اونٹ میں تھا۔ اور اس کی آواز سننے سے
پہلے اس کی موجودگی کا انھیں احساس نہیں ہوا تھا۔
اسی وقت فاروق فون کر کے لوٹا۔

”فاروق۔ تم فرزانہ کی مدد کے لئے اندر جاؤ۔“

”لیکن تم یہاں اکیلے ہو۔ ان چار کے مقابلے میں۔ اور
ہاتھ بھی نہیں اٹھا رہے۔ مگر تمہیں اور تمہارے پتوں کا دو دوست، یکوں
بیوی بندی کر لیتے ہیں۔ یہ سادی مخصوص بندی ان کی
جاوں۔“

”ہاں جاؤ۔ جب یہ کوئی حرکت کریں گے، میں دیکھ لوں گا۔“

”اچھی بات ہے۔ جیسے تمہاری مرضی۔“

فاروق نے بھی اندر کی طرف دوڑ لگادی۔

”بس ٹھیک ہے۔ اب دروازہ باہر سے بند کر دو۔“ ایک بھاری بھر کم
کیا بیتی ہو گی۔ آواز سنائی دی۔

محمود نے چوک کر دیکھا۔ اس سے کچھ فاصلے پر ایک

۔ بیلوبھو - کیسے ہو ؟ اکرام مکارا ۔

۔ سر آپ - اور آپ کے ساتھ اپنکر صاحب ۔

۔ ان - باقی چار کھان ہیں ؟

۔ انہوں ہی ہیں - آئیے - مگر آپ نے کیوں تھت کی ،

۔ میں بلوایا یا ہوتا : اس نے جلدی جلدی کہا اور آگے بڑھا ۔

۔ انہوں ایک کمرے میں اس کے چار ساتھی بیٹھے تاشیں یکھلتے تھے

۔ اور ایک شخص دیوں سے بندھا ان کے پاس پڑا تھا ،

۔ کسی نے اٹھا کر باہر پھینک دیا تھا - ساتھی ہی پھینکنے والے میں دیکھ کر ان کے ہاتھوں سے تاش کے پتے گز گئے ۔

۔ نے کہا :

۔ کیا یہ صولت بیگ ہے ؟

۔ ہمیں ایسے نالائق ملازم کی ضرورت نہیں جس کے ہوئے ہیں سر - اس کا نام یہی ہے ۔

۔ ہوتے باد باد گھنٹی بجائی جاتی رہے - دفع ہو جاؤ ۔

۔ تم نے اسے کیوں اخوا کیا ؟

۔ اس بات کی پرواہ نہیں تھی کہ گھنٹی کون بجارتا ہے ایک پارٹی ان صاحب کو اس دنیا سے ٹھا دینا چاہتی ہے ،

۔ اس نے دروازہ بند کی - اپنکر حشید نے آؤ دیکھا ۔ میں ہمیں دہلی پسختے کی ہدایات ملی تھیں - جب ، ہم

۔ تاؤ - اندر داخل ہو گئے - ان کے ساتھ ہی اکرام انہوں طلاق تو بیوی قتل ہو چکی تھی - اور یہ حضرت اس کی لاش کے

۔ دلا مٹرا اور خونخوار انداز میں ان کی طرف دیکھی ، لیکن پھر بھی بھوٹ نہ بولو - تم اسے اخوا کر کے لادہ رہے تھے

۔ فدا ہی اسے سانپ سونگھے گی - چھرے کا زنگ اڑا گیا اور ان کی بیوی کے فون کرنے کی آواز تھی - لہذا تم نے

غیر قانونی مار

Upoaded By Muhammad Nadeem

۔ باہر آ کر گئے والا شخص خود نہیں آ کر گرا تھا ،

۔ کسی نے اٹھا کر باہر پھینک دیا تھا - ساتھی ہی پھینکنے والے میں دیکھ کر ان کے ہاتھوں سے تاش کے پتے گز گئے ۔

۔ ہمیں ایسے نالائق ملازم کی ضرورت نہیں جس کے ہوئے ہیں سر - اس کا نام یہی ہے ۔

۔ ہوتے باد باد گھنٹی بجائی جاتی رہے - دفع ہو جاؤ ۔

۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی کہنے والا دلیس مٹرا - گویا

۔ اس بات کی پرواہ نہیں تھی کہ گھنٹی کون بجارتا ہے ایک پارٹی ان صاحب کو اس دنیا سے ٹھا دینا چاہتی ہے ،

۔ اس نے دروازہ بند کی - اپنکر حشید نے آؤ دیکھا ۔ میں ہمیں دہلی پسختے کی ہدایات ملی تھیں - جب ، ہم

۔ تاؤ - اندر داخل ہو گئے - ان کے ساتھ ہی اکرام انہوں طلاق تو بیوی قتل ہو چکی تھی - اور یہ حضرت اس کی لاش کے

۔ دلا مٹرا اور خونخوار انداز میں ان کی طرف دیکھی ، لیکن پھر بھی بھوٹ نہ بولو - تم اسے اخوا کر کے لادہ رہے تھے

۔ فدا ہی اسے سانپ سونگھے گی - چھرے کا زنگ اڑا گیا اور

۔ جسم میں گویا تھرھری دوڑتی نظر آئی ۔

اس کی بیوی کو دہلی ڈھیر کر دیا اور اسے آٹھا لائے
کبھی بھی بات ہے نہیں؟

پڑیے اسی طرح ہو گی بات۔ یہیں کیا فرق بدلتا ہے
یہیں تو اس شخص نے چادر لٹھا دی ہے کہ ہمارا بال بھی
نہیں ہو سکتا۔ اور بات ہے بھی بھی۔ بھیجیے۔ یہیں
کرتے ہیں۔ صولت بیگ کی بیوی کو ہم نے ہلاک کرایا
اور اسے ہم نے اخوا کیا ہے۔ اس پر بھارا کیا بگاہا
گئے۔ پھر نے جلدی جلدی کہا۔

اکرام۔ یہ تو بہت روشن پڑھ کر بائیں بنانے کا
فن کردا پہنچنے مان تھوں کو:

اد کے مرہ:
خرد کریں فون۔ ادھر آپ یہیں گرفتار کریں گے۔ اس
ہندی دہانی کے آرڈنڈ آپ کو مل جائیں گے:

اکرام نے فنا اسے سکھو دیا۔

یہیں دسوکا دیا ہے۔ بہتر ہے کہ تم اس کا نام بخود
لے کی آپ کا نام صولت بیگ ہے:

افروز! ہم نہیں بتائیں گے کہ کہا کام۔ یہ تو اس کی
نیج۔ جی ہاں! آپ کا یہ احانت بھی نہیں آتا ہے گا۔

ہے۔ گہم نے اس کا نام دیا تو وہ ہم پر آپ نہیں آتا ہے گا۔

بہت خوب! اب تو ہم پوچھنکر دیں گے:

ادھر اکرام فون کر رہا تھا۔

اد کے آپ فون نہیں کر سکتے ان الفاظ کے ساتھ

ہکا ہو پانچوں اچھیں گر کھڑے ہو گئے۔

اکرام تم فون کرتے دیہو۔ یہیں اخیں نہ کہا ہوں:

لیں سرتے اس نے پُر سکون اذان ہیں کہا۔

وہ بیک وقت ان پر ٹوٹ پڑے۔ لیکن ایک منت

بعد وہ پانچوں زمین پر یعنی نظر آئے:

اس بات کو لکھ دیں۔ آپ یہیں اندھیں لکھ سکیں گے۔

چھا۔ کیا ڈاپتی۔ پیپر جیش مکار است۔

ہاں! یہ ہمارا دھونی ہے:

ای وقت اکرام ان کی طرف پڑا:

خرد کریں فون۔ ادھر آپ یہیں گرفتار کریں گے۔

ہندی دہانی کے آرڈنڈ آپ کو مل جائیں گے:

یہیں سکھو دیا ہے۔

یہیں دسوکا دیا ہے۔

افروز! ہم نہیں بتائیں گے کہ کہا کام۔

یہ تو اس کی نیج۔ جی ہاں!

آپ کا یہ احانت بھی نہیں آتا ہے گا۔

میں اس پر ہے۔ میں پکھ نہیں جانتا۔

لختے رہتے ہیں۔ کیا یہ کسی ملکِ دشمن کا کام ہو سکتا ہے؟
مات، یہ ہے: اس نے فوراً کہا۔

بہت خوب : آپ کا اب اپنے گھر جانا خطرناک ہو گا۔
ام آپ کو کسی ریست لاوس میں ٹھرا دیں گے۔ آپ کے
ام کا خاص خیال رکھا جائے گا۔
یہی آپ تی مرضی اس نے کہا۔

اخنوں نے اپنے علیے کو اس کے بارے میں ہدایات دیں اور
اپنے ایک خیریہ اڈے پر پہنچے، وہاں وہ پانچوں بندھے
تھے:

لیکوں دوستو۔ کیا حال ہے۔ ابھی تک تمہاری رہائش کے
تو مجھے نہیں ملے۔

یہ سب کیا ہے۔ اگر ہم نے کوئی جرم کیا ہے تو آپ
عدالت میں بیش کریں۔ ہمارا چالان کریں۔ ہمیں حوالات
نہیں۔ لہب ہمیں کہاں لے آئے ہیں؟

تم بہت بڑھ پڑھ کر باتیں کر رہے تھے۔ میں نے سوچا،
واللات میں رکھا تو کسی داقی کسی وزیر یا صدر کا فون
جائے۔ اور میں پریشانی کا شکار نہ ہو جاؤ۔

اس سے کیا ہے بہتر نہیں ہو گا کہ میں تم لوگوں کو
بیٹھ طور پر قید کر دوں۔

”یہاں لوگوں نے اغوا کرنے کے بعد آپ سے کوئی مطالبہ نہیں کیا؟“

”نہیں۔ ابھی تک انہوں نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی“
”ٹھیک ہے۔ آپ سے دفتر چل کر بات ہو گی۔“

پھر اکرام کے ماتحت وہاں پہنچ گئے۔ انپکٹر جمیل سے ان کے بارے میں انھیں ہدایات دیں اور پھر صولت بینک کو لے کر دفتر کی طرف روانہ ہوتے۔

اپنے دفتر میں اسے کوئی پر بٹھا کر انہوں نے پوچھا:
”لیں! اب بتائیں۔ کیا معاملہ ہے؟“
”میں بتا پہلا ہوں۔ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ نہ ان لوگوں کے
کھلے سے کچھ کہا۔“

"کیا آپ جانتے ہیں۔ ان لوگوں نے آپ کی بیوی کم
بلکہ کر دھا سے؟"

ہاں ! جانتا ہوں — رو رو کہ میری آنکھیں اب تو خفیہ
بوچکی ہیں : اس نے دکھ بھرے انداز میں کہا۔

”یکا آپ کے پاس کوئی قسمی دستاویز ہے؟“
”نہیں؟ ایسی کوئی بات نہیں۔“

”آپ انگلستان میں اپنے ملکہ اور اپنی قوم کی محبت میں بہت کچھ لکھتے رہتے ہیں۔ ملکہ شہزادوں نو گوں کے خلاف

”یکن یہ غیر قانونی ہے؟“

”اور کیا تم لوگ قانون کے دارے میں رہتے ہوئے ہوئے؟ انپکٹر جمیڈ طنزیہ انداز میں دلتے، ساتھ میں مکان دہ لگے ادھر ادھر دیکھنے：“

”ادھر ادھر دیکھ کر کام نہیں چلے گا۔ یہ بتانا ہے کہ تم کس کے لیے کام کر رہے ہوئے؟“
”سوال یہ پیدا نہیں ہوتا۔“

”اور تم لوگوں کو یہ بھی بتانا ہو گا کہ صولت بیگ کیوں اندازی کیا گی۔ اس کی بیوی کو مادر ڈالنے کی کامی بدل گئی تھی؟“

”نہیں بتائیں گے۔ پچھہ بھی نہیں۔“ ایک نے سخت پیش کیا۔

”ان لوگوں کی تھوڑی سی مرمت کی ضرورت ہے۔ انپکٹر نے اکرام کی طرف دیکھا۔“

”اوکے سر۔ اکرام نے کمال الد پاچ ماہتوں کو اشتمدہ کیا، پھر طرف بڑھتے دیکھ کر وہ ایک ساتھ چلائے：“

”یہ سب غیر قانونی ہے۔“

”جو لوگ خود غیر قانونی کام کرتے ہیں، میں ان لوگوں کو غیر قانونی مادر ہی مارتا ہوں۔“

”اہ بھر لان کی مرمت ہوئے گی۔ وہ چھٹے چلاتے رہے یہاں تک کہ ان کے بھی طرح کسی بل نکل گئے：“
”ظاہر ہے۔ اب ان کے مزاد پوچھ لیتے ہیں۔“
”مرمت کرنے والے مذکور گئے۔“

”اب کیا کہتے ہوئے؟“

”اس خلم کا بدل آپ سے یا جائے گا۔“
”پھر دہی بڑھ جاؤ کر بآئیں۔“ بوش کے ناخن لو۔“
”یہی جگہ ہو۔ جہاں تمہارے سخا دشی کا کوئی تراویح دین
سکے نہیں بیٹھنے کے گا۔“ اور تم یہیں سک سک کر مر
جاوے گے۔ کسی کو کافیں کافی پتا نہیں چلے گا۔“ تم جیسے
بھروسے نہیں بھی کچھ کرتا ہوں۔“

”یعنی اس کا انعام بست خوفناک ہو گا۔“ ہمارا آئنا آپ
کو بھی نہیں بینے دے گا، یونکہ ہم نے اسے ایک بات
 بتا دی ہے۔ ان ہیں سے ایک نہ گا۔“

”لہد وہ کیا؟“

”یہ کہ اگر بھی ہم غائب ہوئے تو انپکٹر جمیڈ سے ہمارے
بلدے میں پوچھا جائے۔“

”کوئی پروا نہیں۔“ اس طرح وہ خود سامنے آجائے گا۔
”انپکٹر جمیڈ مکاٹے۔“

”Upoaded By Muhammad Nadeem“

"جی نہیں۔ خوش فہمی ہے آپ کی۔ وہ سامنے آئے ہے۔ آپ سے پوچھنے گا۔ بلکہ اب تک تو وہ پوچھنے کی تیاری کر بھی چکا ہو گا۔ یکونکہ صولت بیگ کے بارے میں وہ اور آدھ گھنٹے بعد فون کر رہا تھا۔ اور اس بارہ جب اس نے فون کی ہو گا تو ہماری طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ میں فون کی لمحنی بھی۔

ہو گا۔ لہذا وہ حرکت میں آچکا ہو گا۔"

"میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ وہ حرکت میں آجائے۔ تم پہلے بھی اسی کے لیے کام کرتے رہے ہوئے۔

"ہاں! بالکل۔ وہ بولے۔

"اس آدمی کے بارے میں جانتے ہو جس کے لیے کام کر رہے ہو۔ جلدی بتا دو، ورنہ بھلی کے چھٹکے دیے جائیں گے۔

"ہاں! جانتے ہیں، لیکن اگر ہم نے اس کا نام بتا دی تو پھر، ہم تو مارے گئے ہے نوت۔ اس صورت میں ہمارے کام نہیں آ سکے گا۔"

"اور نام ہم جان کر دیں گے۔

"دیکھا جائے گا۔"

"لگاؤ بھئی۔ بھلی کے چھٹکے۔ جب تک یہ اس کا نام نہیں بتا دیتے۔ چھٹکے لگاتے رہو۔ یہ مرتے، میں تو مر جائیں۔ اس لیے کہ انہوں نے صولت بیگ کی بیوی کو موت کے

سو فیصد علطاں

Upoaded By Muhammad Nadeem

نے مجھا کر کدا۔
”لگ کے، ہو جاؤ۔ یہ مجھے ہونے نہیں دے رہا۔“
”حد ہو گئی۔ اب بھائی صاحب۔ نامعلوم صاحب۔ آپ
کی پچھے کریں تا۔“
”ایسی بات ہے۔ ابھی یہ بھی۔ اس نے فرما کر۔
”اور یہ تو کیا؟“

”یہ مطلب ہے۔ ایک منٹ کے لیے ٹھہریے۔ میں آپ
اصب سے بات کرتا ہوں۔“
”اوے! آپ نے آپ سے ساقہ صاحب لگا دیا۔“
”میں! تاکہ وہ جلد میری بات سن لیں۔ بھائی آپ سے حاصل
کر کما۔“

”لگ کیا مطلب؟ وہ ایک ساختہ ہوئے۔
”م۔ مجھے آپ سے پکڑ کر آٹا کر دیا ہے۔“
”یاد کیوں مذاق کر رہے ہو؟ شوکی نے ڈرسے ڈرسے ان
عبادت کی مطلب کیا۔“

”اٹیں حالت میں جلا میں کیونکر مذاق کر سکتا ہوں۔“
”میں۔ یہاں رہ کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔“ اس
وقت تو مذاق بھی آٹا لگے گا۔

”میں نے کہا تھا تا۔ اس عمارت میں نچلی منزل میں آیسیں۔“
”اور اللہ کی عبادت کیا۔“

”یار اب اس مذاق کو بند کرو۔ اور سید سے ہو جاؤ۔“ شوکی لالیکوں۔ جنون کا وجود تو قرآن سے ثابت ہے۔“

اور پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب سورہ رحمن "کیا فرمایا۔ لی ایں ایم۔ تو ایسا ہے جسے کبی کہا گو
نازل ہوئی اور یہ الفاظ اُترے کہ تم دونوں کے دونوں کہنی کا نام ہو۔ جسے لی کی ایں۔ ایں ایں لی۔ شوکی نے
کب تک اپنے رب کی نعمتوں کو جھٹلاوے گے۔ تو اس میں مرتباً بنا یا۔

دوسرے مخاطب جن ہی ہیں۔ اور جنوں نے فرما دیا ہے "آپ کو اس سے کیا۔ بس ہوں میں لی ایں ایم۔"
الفاظ کا جواب دیا تھا کہ اے اللہ، ہم کبھی بھی نہیں جانتے ہوں گے۔ لیکن ان حروف سے آخر کی نام بتاتے ہیں
سکتے۔ ان کے الفاظ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے "لی ایں ملک"۔

تو فرمایا تھا کہ جن آج تم سے بڑھ گئے۔ اسی طرز سے "بھی پورا نام نہیں بتتا۔ پورا نام بتاتے ہیں۔"
خانہ کعبہ میں مسجد جن موجود ہے۔ اس مسجد میں بھی غائب چیلے میں آپ کی آسانی کے لیے تھوڑا سافر ہے اور
جنوں نے قرآن ملا تھا۔ لہذا جن لوگ عبادت کیوں نہیں ڈال دیتا ہوں۔ میرا نام ظاہر ایں ایم ہے۔
کر سکتے۔

"مان گئے آپ کو۔ آپ تو اپھے خاصے مولوی ہیں۔" "ام بتا دیجیے۔"
"نہیں۔ میں مولوی نہیں ہوں۔ مولوی تو اگر صحیح معنوں میں۔ ہی کہداں پسند کرتا ہوں۔"

ہی مولوی ہو تو۔ رُڑی چیز ہوتا ہے، لیکن آج کل جھوٹے مولوی۔ ایسی بات ہے۔ ہم فی الحال اسی نام سے گزارا کر
زیادہ اور پچھے بہت کم ملتے ہیں۔

"اسے ایہ ہم کس بحث میں بڑھ گئے۔ ہم تو یہاں آئے ہیں پر یا۔"
سے دو دو باتیں کرنے آئے تھے۔ اور ساتھ میں آپ جلد روز پہلے ہی بھجوئیں۔

"اور آپ انکل جیشید کے گھر کی نگرانی کر رہے تھے۔" "کام بھی جانا چاہتے ہیں۔"
"ٹھیک ہے۔ پہلے تعارف ہو جائے۔ میں لی ایں ایم۔ نہیں۔ نہیں تو۔"
کارڈانے کی ضرورت نہیں۔ آپ کچھ نہیں چھا سکیں گے،
ہوں۔

”اوہ ! اس قدر معلومات ہیں آپ کو۔ خیر۔ پھر ہمیں آپ کو کیا فریضہ کو چلتا ہو گا، ہمارے ساتھ۔ دندن آپ تو ہو جائیں گے فراد اور ہماری آتے گی محبت :

”ایسی کوئی بات نہیں۔ میں یکوں ہونے لگا فراد۔ خیر میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں :

”ہاں ! یہ صحیح رہے گا۔ بہتر تھا کہ آپ اپنا پورا نام بتا دیتے :

”خوبی ! میں بہت کم لوگوں کو اپنا پورا نام بتاتا ہوں۔“
”یکوں۔ یہ بہت خوفناک نام ہے۔ لوگ سن کر ڈر جاتے ہیں؛ آفتاب نے جو رسا منہ بنایا۔“

”نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔“ اس نے منہ بنایا۔
آخر دو اسے ساتھ لے بچے اترے :

”جس بھائی۔ ذرا میرے اوپر والے حصے کا خیال رکھنا، مطلب نہ نکالیں۔“ تھی ایس ایم نے کانپ کر کہا۔

”اچھا جناب تھی ایس ملک صاحب۔ آپ کو ہم انکل سامنے پیش کریں گے۔ آپ کے بارے میں فیصلہ کر کریں گے۔ ہمارے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہو جائیں۔“ تھی ایس ایم نے کہا۔

”یک اس وقت انپکٹر صاحب گھر میں نہیں ہیں۔“
”کیا مطلب۔ کیا جس صاحب نے کچھ کہا ہے؟ آفتاب لزگی۔“
ان کے تینوں بچے۔ صرف بیگم جعید موجود ہیں۔“

صاف صاف بتا دیں۔ آخر ان کی بھگانی کی آپ کو کیا فریضہ پیش ہے ؟

”آپ اسے میرا شوق کر لیں۔“

”تب یہ بہت خطرناک شوق ہے۔ آپ جیل جائیں۔“
”یکن آپ کو بھی ایک بات معلوم نہیں۔“ وہ مسکرا یا۔

”اور وہ کیا ؟“
”شوق دا کوئی مُل نہیں ہوندا۔“ اس نے پنجابی میں

”کیا کہا۔“ میں پنجابی ذرا مشکل سے سمجھتا ہوں۔
”شوق انہوں ہوتا ہے۔“

”ہو گا۔ انپکٹر جعید کی بھگانی کرنے کا مطلب صرف

”صرف یہ ہو سکتا ہے کہ آپ ان کے کسی دشمن کے ایسے ہیں۔ اور اس کے حکم پر بھگانی کر رہے ہیں۔“

”نہیں۔“ یہ بات نہیں ہے۔ اتنا خوفناک

”مطلب نہ نکالیں۔“ تھی ایس ایم نے کانپ کر کہا۔

”یک اس وقت انپکٹر صاحب گھر میں نہیں ہیں۔“
”کیا مطلب۔ کیا جس صاحب نے کچھ کہا ہے؟ آفتاب لزگی۔“
ان کے تینوں بچے۔ صرف بیگم جعید موجود ہیں۔“

وقت آپ گھر میں اکیلی ہیں۔

”ادہ اچھا۔ پھر تو یہ حضرت خطرناک ہیں۔“ وہ گھبرا گیئے۔
”نی۔ نہیں آتی۔“ میں خطرناک وطنناک ہرگز نہیں ہوں۔
خاص طور پر آپ دوگوں کے لیے، آپ دوگوں کا تو میں
دوسٹ ہوں۔“

یہ کسی دوستی ہے — کہ دُور بینِ ہمارے گھر کے سامنے
فٹ کر رکھی ہے۔

"آپ کے بیٹھنوں کا دیکارڈ رکھنے کے لئے۔ اس نے کہا۔

"ہمارے دشمنوں کا دیکھا دد۔ کیا مطلب ہے؟"

”مطلوب یہ کہ میں نے ایک رجسٹر میں تمام بائیس درج کی ہیں۔ پچھے وقت پہلے جب وہ خوفناک آدمی آیا تھا۔ جس کے ساتھ ایک پیاری سی بچی تھی۔ تو اسی وقت میں نے ان کی نقل و حرکت لکھی تھی:

"اے! وہ وجہ کہاں ہے؟"

”یہ سے آئیپ والے مکان میں اس نے کہا۔

"اوہو۔ کیا ہر ایک مرتبہ یہ بات بتانا ضروری ہے؟ آذب
نے حملہ کر کہا۔

"اگر بتا دیا تو کیا جنم کیے ہے؟ اس نے تھلا کر کہا۔

کی مطلب - آپ والا مکان - آپ کا مطلب ہے -

لائے والا مکان۔ کیا آپ نہ سو سخید رنگ کا مکان کرائے
نا ہے؟ ان کے لئے میں حیرت تھی۔

جی ہاں : کیا آپ اس مکان کے بارے میں جانتی ہیں؟

اہ۔ کیوں نہیں۔ وہ واقعی آسیب زدہ ہے۔

"یہ صرف یونچے والی منزل۔ اور پر والی نہیں۔ اور جب

سے میں نے یہ مکان کرنے پر میا ہے۔ یہ رے حالات بہت
چھپے ہو گئے ہیں۔ جن میرا دوست بن گی ہے؟

"یعنی اس سے پہلے تو سُنا ہے، وہ لوگوں کو تنگ کرتا تھا۔"

یہ جن لوگ غلط لوگوں کو تنگ کرتے ہیں۔ اچھے لوگوں کو

لیں۔ اس نے کہا۔

* بھائی صاحب اپنے منہ میاں مٹھوں رہے ہیں۔ اشراق نے

— ٦٣ —

لیکن آپ ہمارے گھر کی نگرانی کیوں کر رہے تھے؟

یہ میرا شوق ہے۔۔۔ میں صرف یہ دیکھتا ہوں۔۔۔ کون مٹنے آیا،

ن کس وقت گیا۔ شاید میری یہ نگرانی آپ بوجوں کے کام

جاتے۔

"اچھا پہلے یہ بتائیں۔ جیرال نے آگر کی حرکات کی تھیں؟"

اس کے لیے مجھے رجسٹر لانا ہو گا۔ کیا مجھے اجازت ہے؟

”آخر میں یکوں فراد ہوں گا۔ کیا میں نے کوئی جرم کی ہے؟“
 ”دوسروں کے مکانات کی نگرانی بھی جرم ہے، یکونکہ کسی
 رسملے میں اگر نگرانی کرنے کی ضرورت ہو تو یہ کام قانون کے
 محافظت کریں گے۔ نہ کہ آپ：“
 ”اوہ بس۔ یہی میری غلطی ہے۔ ملکہ سو فیصد غلطی۔ اس
 نے چونک کر کہا۔

”سو فیصد غلطی۔ کیا مطلب؟“
 ”مطلب یہ کہ میں آپ لوگوں کے کارنامے پڑھتا رہتا ہوں۔
 پڑھتا رہتا ہوں۔ اور پڑھتا رہوں گا۔ لیکن اس پڑھنے کے
 پکر نہ مجھے ایک خالی انسان بنادیا ہے۔ اس نے جلدی جلدی کہا۔
 ”کیا مطلب۔ خالی انسان؟“

”اہ! خالی انسان۔ میں خود کو انپکٹر جشید، انپکٹر کامران مزنا
 دعیرہ خیال کرتا رہتا ہوں۔“

”حرمت ہے۔ تم نے کبھی خود کو شوکی تصور نہیں کیا۔“
 ”کیا ہے۔ لیکن۔ بہت کم۔ اس لیے کہ اصلی ہیرد تو یہ ہیں：“

”اے خبرداد۔ آپ، میں نقی ہیرد نہیں کر سکتے۔“
 ”اوہ سوری۔ اچھا تو یہاں میں وہ رجسٹر لے آؤں؟“
 ”اہ لے آؤں۔ لیکن فراد ہونے کی کوشش نہ کرنا۔“

”میں نے جب کوئی جرم کیا، ہی نہیں۔“

”ٹھیک ہے۔ جائیں اور جلد رجسٹر لے آئیں۔“
 ”اس نے دوڑ لگا دی۔
 ”کیا چیز ہے؟“
 ”دشمن کا کوئی جاسوس لگتا ہے۔ اخلاق نے کہا۔
 ”ابھی اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنا مشکل ہے۔ انکل
 کریں گے۔“

”جلد ہی وہ رجسٹر لے آیا۔ اور اسے کھولتے ہوئے بولا:
 یہ دیکھیے۔ اس خوفناک آدمی نے اس بڑکی کے ساتھ دروازے
 بڑھ کر کیا کام کیا تھا۔“
 ”وہ رجسٹر پر جھک گئے اور پھر ان کی آنکھیں مارے حرمت
 کے پیل گئیں۔“

پروفسر صاحب کا چھاڑاں بھلی ہوں۔ کامران ۲۴

اے اچھا۔ یہ کہ کر آفتاب نے دروازہ کھول دیا۔

وڈاہی اسے ایک زور دار دھکا لگا۔ وہ آنکھ کے گلے

لے دکھا، انہوں آئنے والے جھگٹیں رکھاں۔

۱۰۷۰ میں خوفناک قسم کی رانگلیں تھیں:

بُذردار ناٹھ اور اٹھا دو، ورنہ چھلنی کر دیں گے۔

یہ لیں، اٹھا دیے گا تھا۔ آفتاب نے جھلک کر کہا اور

لے لائے اور کر دے۔

روزی فیر ارسلان کہاں ہیں؟

卷之三

لیں جسی یا صورت پس اسی

سیاست و ادب اسلام

دست - یہ بیتاو۔

۱۰۷

1960-1961

کے بارے میں بنا۔

بند دروازے کی طرف بڑھتے:

نگرے کی طرف نہ جائیں۔ خدا کے لئے وک جائیں۔

نے خوف نہ کیا: ۲۰۱

طلب - اس کمک سے میں ہے: ایک غرض سے نکا

خوبنگ ناموشی

دشک کی آواز سن کر پروفیسر اسلام نے ان کی طرف دیکھا
” یہ دشک میرے والد صاحب نے نہیں دی ، دروازے پر
کوئی اور ہے ” آفتاب نے فوٹا کیا۔

"لیکن کون، سوال تو ہے تھا آسف بولا۔"

وَتَعْدِي دَارَهُ كَمْلَنْ بَرْجَهُ تَحْلِي كَلْتَهُ سَهَّهُ

”ٹھیک ہے۔ آپ ایک طرف ہو جائیں۔ بلکہ اپنے بیٹے سمیت ایک کمرے میں بند ہو جائیں۔ دروازہ اندر سے بند کر لیں۔ ناقی ہم دکھ لس گے۔“

ادب یا س اگر خط ناک لوگ ہوئے تو روپر (روپر) ہوئے۔

تہ بھر بھ اخ، دکھلے لیں گے۔

جَنَاحَةٍ مُّلْكِيَّةٍ وَمُؤْمِنَةٍ

ددوں مرے یہ پھے سے ۔

وہ درود کے ہی حرف ائے:

اور دروازہ دھڑر دھڑا دیا۔

"دروازہ کھولو، ورنہ توڑ دیں گے:

"دروازہ نہ کھو لیے گا پروفیسر صاحب" آصف نے بلند آواز میں کہا۔

"نہ نہیں۔ نہیں: اندر سے پروفیسر چل کاتے۔

"جڑا برو فیر انکل۔ چاہے اس طرف کچھ ہو جائے

آپ دروازہ نہیں کھولیں گے۔ ہم دیکھ پکے ہیں۔ یہ بہت مطبوط دروازہ کھلوائیں گے:

"ادہ اچا۔ یسجے۔ ہم تو دیتے ہی خاموش ہو جاتے ہیں۔ پروفیسر اس سے آگے آفتاب گھبرا گیا۔

"میں اس طرح خاموش کرنے کی بات نہیں کر رہا۔ آپ ہماری فکر نہ کریں۔ یہ لوگ ایسیں نہیں جانتے۔ بس موت کے گھاث اتار کر خاموش کر دیں گا۔"

"ارے باپ رے۔ اس قدر خوفناک خاموشی۔ آفتاب نہیں دیکھ سکتا۔"

"دروازہ کھول دو پروفیسر، ورنہ ہم توڑنا شروع کرتے ہیں" تو آپ دیکھنے کے قابل ہیں بھی نہیں۔ اس لیے کہ کمرے میں

ہرگز نہیں پروفیسر صاحب۔ چاہے کچھ ہو جائے۔" اور اس دروانے سے میں کوئی جھری بھی نہیں ہے۔"

"چاہے، ہم تم لوگوں کو گویوں سے یکوں نہ بخون دیں۔ آپ اس حالت میں بھی مذاق کر سکتے ہیں۔" ایک غذے نے طنزی بجھے میں کہا۔

"ہاں! یہی تو ہماری عادت ہے۔" ان لوگوں کے جسموں میں سو سو گویاں اتار دو۔ یہ

ان کی رانیں ان کی طرف تن گئیں۔ عین اس وقت دروانے کی گھٹٹی بھی۔ آفتاب، آصف اور فرحت کوئوں کا بچے ہو کئے دھانوں میں پانی پڑ گیا ہو۔ یکونکہ یہ انداز

لوگوں کو گویوں سے بخون رہے ہیں۔" تو پھر پسلے تم لوگ، ہی جاؤ۔ سُن لو پروفیسر۔ ہم ان

لوگوں کو گویوں سے بخون رہے ہیں۔" آفتاب، آصف نے کہا۔

انپکڑ کامران مرزا کا تھا۔

یہ — یہ کون آگئی؟

”آپ کی طبیعت صاف کر دینے والے آئے ہیں“
چھک کر بولا۔

”کی مطلب؟ وہ ایک ساتھ بولے۔“

”مطلب یہ کہ وہ آئے ہیں۔ جو آپ جیسوں کو ذرا بھی
نہیں دالتے۔“

”ذرا کھون بھی۔ دیکھتے ہیں۔ کون آئے ہیں؟ ایک نے
انداز میں کما۔“

ایک گیا اور اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھول دیا، لیکن
نہیں تھا:

”ہمیں! باہر تو کوئی بھی نہیں ہے، پھر دروازہ کس نے کھلنا۔“
”آسیب نے۔ آفتاب مکرایا۔“

”یہ یکے ہو سکتا ہے۔ باہر نکل کر دیکھو۔“ دوسرے دے رہا تھا۔ طیش میں آکر وہ انداز دھند انداز میں باہر
دروازہ کھونے والے سے کہا۔

”ادہ ہاں! اٹھیک ہے۔ یہ کہ وہ باہر نکل گی۔“

باقی دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔ چند سینڈ گز لگائیں اپنی افسوس ان کی طرف سے کوئی خطرہ، ہی نہیں تھا۔ انہوں
باہر نکل فاموشی رہی۔ اس پر اندر والوں میں سے ابھر نے موقع خدمت جانا اور ایک ساتھ ان تینوں پر چھلانگیں لگا
لیں۔ وہ اٹھ کر گئے اور دوسرے لمحے ان کی کلاشن کوفیں

”کہاں رہ گئے؟“

”شاید باہر جاتے، ہی سو گئے۔“ آفتاب بولا۔

”ڈونے — تم دیکھو جا کر، لیکن احتیاط سے جاتا۔“

”تم فکر نہ کر د استاد۔“

اور دوسرا باہر کی طرف بڑھا۔ باہر نکلنے سے پہلے اس
نے ذاتیں بائیں دیکھا، لیکن باہر نہ اسے اپنا ساتھی نظر آیا، نہ
کوئی اور۔ اس کے مز سے نکلا:

”ارے باہر تو کوئی بھی نہیں ہے۔“

”تو باہر نکل کر دیکھو تا۔“

وہ باہر نکل گیا۔ اب باقی اس کی طرف سے کوئی اطلاع
ملنے کا انتظار کرنے لگے، لیکن اس کی طرف سے بھی کوئی جواب
نہیں! باہر تو کوئی بھی نہیں ہے، پھر دروازہ کس نے کھلنا۔“
”علاء:

”حد ہو گئی۔ اب مجھے دیکھنا ہو گا۔“ اس نے کہا جو انہیں حکم
دیکھنے کا انتظار کرنے لگے، لیکن اس کی طرف سے بھی کوئی جواب
نہیں! باہر تو کوئی بھی نہیں ہے، پھر دروازہ کس نے کھلنا۔“
”علاء:

”اب تیکھے تین رہ گئے۔“ وہ دروازے کی طرف متوجہ تھے۔

باقی دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔ چند سینڈ گز لگائیں اپنی افسوس ان کی طرف سے کوئی خطرہ، ہی نہیں تھا۔ انہوں
باہر نکل فاموشی رہی۔ اس پر اندر والوں میں سے ابھر نے موقع خدمت جانا اور ایک ساتھ ان تینوں پر چھلانگیں لگا
لیں۔ وہ اٹھ کر گئے اور دوسرے لمحے ان کی کلاشن کوفیں

تینوں کے ہاتھوں میں تھیں :

”اب تم لا تھے اور اٹھا دو۔ تم لوگوں کے تین ساتھی اب

اس قابل نہیں رہ گئے کہ تمہاری کوئی مدد کر سکیں۔ اس پر

باہر میرے والد صاحب۔ یعنی انپکٹر کامران مرتضیٰ ہیں۔

”نہ۔ نہیں۔“ وہ خوف زدہ انداز میں چلائے۔

”آبا جان! اندر یہ لوگ اب ہمارے قابو میں ہیں۔ یہ

کیا پوزیشن ہے؟“

”یہ تینوں بے ہوش پڑے ہیں۔ باہر سے ان کی آواز سنائیں۔

”بس تو پھر آپ بے دھڑک اندر آ جائیں۔“

وہ اندر آ گئے۔ ڈشمنوں کی کلاش کوئیں اب ان کے ہاتھوں

میں تھیں، وہ انہوں نے اندر لا کر ڈھیر کر دیں۔

”پہنے میں ان تینوں کو اندر کھینچ لاؤ۔“ وہ بولے۔

”جی بہتر!“

جلد ہی چھے کے پچھے غذے بندھے پڑے تھے:

”یکے مزاج ہیں دوست۔ اور ہاں! اب ذرا یہ بھی بتا دو کہ یہ چکر کیا ہے؟“ آفتاب نے کہا۔

”میں بتا دیتا ہوں۔ انپکٹر کامران مرتضیٰ مسکرا رہے۔“

”آپ یکے بتا سکتے ہیں؟ فرحت چرخ ہو کر بولی۔“

”پروفیسر صاحب کے بیٹے کو لے کر آنے والے کامیں نے

تعاقب کیا تھا اور پھر راتے میں، ہی میں اسے چاپ بیٹھا، لہذا

ہی نے اس سے سب اگلوں یا:

”جی کیا مطلب۔ کیا اگلوں یا؟“

”انشارج میں ایک عدد اڑن طشتی گری تھی۔ پروفیسر صاحب کو اس کے بادے میں بہت کچھ معلوم ہے۔ جب کہ انشارج چاہتا ہے۔ کسی کو کوئی بات نہ بتا سکیں۔“

”ٹھیک ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ انھیں کیا معلوم ہے؟“

”تو اب ہم ان سے پوچھیں گے۔ دروازہ بند کر دو۔“

”آصف نے بیڑنی دروازہ اندر سے بند کر لیا۔“

”ہاں پروفیسر صاحب۔ اب بتائیں۔“

”اڑن طشتی واقعی گری تھی۔ اور انشارج کی حکومت اس لازم کر رکھنے کے چکر میں تھی۔ لہذا پہلے تو مجھے دھکی دی کیا، پھر میرے بیٹے کو اخوا کیا گیا۔ اس کے بعد یہ کارروائی کی گئی۔“

”حالانکہ اس کارروائی کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں تھی۔“

”جی۔ کیا مطلب ہے؟“

”ذرا غد کرو۔ پروفیسر اسلام ان کی بات مان پکے تھے،“

”انہوں نے ان کا بیٹا واپس کر دیا۔ یعنی میں اس کے

کارروائی بعد چھے غذے بھیج دیے۔ آخر ان کی یہ ضرورت

بیش آگئی تھی۔ یا تو وہ بیٹا واپس نہ کرتے۔ اس بات نے میں نے خیال کیا۔ اُڑن طشتی کسی دوسرے سیارے سے مجھے چکرا دیا۔ یہاں تک کہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

آلا ہے اور کسی خرابی کی وجہ سے انشادج کی سرز من پر گر آپ کنا کیا چاہتے ہیں؟ آفتاب نے پریشان ہو کر کہا۔ مجھی ہے۔ پہلے میں اس کو شہاب شاقب خیال کرتا رہتا۔

یہ کہ۔ پروفیسر صاحب ایسیں بتائیں گے۔ یہ چکر کیا ہے، جب وہ شروع میں نظر آئی تھی۔ یونکو میں تا چکا ہوں۔ اس سے زیادہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ بعض شہاب شاقب آگ کی ماںڈل سُرخ بھی ہو سکتے ہیں۔

وہ مسکرائے۔

”ہوں!“ بھر آپ نے انشادج کی رسیدگاہ کے انچارج ایم تپ پھر اس بات کی تکمیل سمجھا دیں کہ جب انھوں نے ہون کو فون کیا۔ لیکن اس نے اُڑن طشتی کے بارے میں آپ کا بیٹا واپس کر دیا تھا تو ساختہ ہی پچھے غصہ سے بھینجنے کے باتانے سے انکار کر دیا۔ اور بھر اخبارات میں بھی کوئی کیا ضرورت تھی؟“

”میں کی کہ سکتا ہوں۔ یہ تو بھینجنے والے بتا سکتے ہیں۔“

”acha وہ فلم ہمیں پھر دکھائیں؟“

”ضرور کیوں نہیں۔ آئیں؟“

”وہ انھیں سٹوڈیو میں لے آئے اور فلم لگادی۔ فلم ختم ہوئی تو آپ نے پورٹ درج کرائی۔“

انھوں نے کہا:

”آپ نے اس واقعہ کو جب اپنی آنکھوں سے دیکھا تو کیا کیا آپ کو۔ بس اتنا پتا ہے کہ ایک عدد اُڑن طشتی انشادج خیال کیا؟“

”یہ کہ... وہ کہتے کہتے رک گئے۔ ان کی آنکھوں میں ملجنی تھی۔“

”یہ کہ... وہ کہتے کہتے رک گئے۔“

”آپ ڈک کیوں گئے۔ خیر تو ہے؟“ وہ فوراً بولے۔

نے خود ان گنت مرتبہ شائع کی ہیں۔ جب بھی کوئی اس قسم کا واقعہ پیش آیا۔ ان کے اخبارات نے خوب اچھالا۔ زور شود سے شائع کیا:

”تب پھر کیا بات ہے۔ یہ آپ بتا دیں۔“ وہ جھلک کر بولے۔ ”ہاں ہی میں ضرور بتاؤں گا۔ اس مرتبہ اُن طشتی میں کسی دُسرے سارے کی مخلوق بھی آتی تھی۔ انشا رب دراصل اس ادمی کو چھپانا چاہتا تھا۔“

”نہ۔ نہیں۔“ پروفیسر چلا اٹھے۔ ان کی آنکھیں حیرت اور خوف سے بھیل گئیں۔

میر ھی کھیر

فادرُون اور فرزانہ جو نہی تجربہ گاہ میں داخل ہوتے، خلم گرمانی
ان کے سامنے آ گیا:

”آخر تم لوگ پھر یہاں آ گئے۔“

”اُف! مالک! یہ آپ ہیں۔ خادم گرمانی۔“

”ماں! ہی میں ہی ہوں۔“ اس نے طزیز لمحے میں کہا۔

”آخر یہ چکر کیا ہے۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟“

”تجربہ گاہ پر قبضہ۔ اور وہ اس وقت ہمارا ہے۔“

”یک آپ پہلے سے اس پروگرام پر عمل پیرا ہو چکے تھے؟“

”ہاں! بالکل۔“

”گویا پہلے آپ نے پروفیسر ڈاؤڈ سے دوستی گانٹھی۔ یہاں

انا جانا شروع کیا اور آخر اچھا یہ حرکت کر ڈالی۔ لیکن اس

ٹھنچ بھلا آپ کب تک قبضہ کیے رہیں گے؟“

”زیادہ دیر قبضے کی ضرورت نہیں۔ ہمیں بس ایک چیز

کی تلاش ہے۔ جو نبی وہ ملی۔ ہم یہاں سے پڑے جائیں گے
ادہ۔ اور وہ کیا چیز ہے؟
” یہ تو میں نہیں بتاؤں گا۔ تم خود ذہن دوراً۔ یا
پروفیسر داؤد کو ہوش میں لا کر مسلم کرو۔“
” نہیں۔ ہم آپ سے معلوم کریں گے۔“
” ضرور۔ کوشش کر دیکھو۔“

دونوں نے ایک ساتھ اس پر چھلانگ لگائی اور پھر جرا
دہ گئے، یکونکہ وہ اس سے نہیں مکار سکے تھے۔ جب کہ
انھوں نے بہت بچے تسلی انداز میں چھلانگ لگائی تھی۔ وہ اپنی
جلگ سے صرف بند اپنے ہست کر کھڑا مسکرا رہا تھا۔

” بہت خوب سڑھا خادم گرمائی۔ آپ بہت ماہر ہیں۔ مان گئے
ہیں۔ اورے۔ یہ محمود کمال رہ گیا؟ فاروق چونکا۔“

” سبھے چارہ باہر خاک پھانک دیا ہو گا۔“ خادم ہنسا۔
” کیا مطلب؟“

” جب آدمی مز کی کھاتا ہے تو خاک ہی پھانکتا ہے نا۔“
” کیا مطلب۔ کیا محمود بھی باہر مز کی کھا چکا ہے؟“
” ملیں! ابھی دکھا دیتا ہوں۔“ یہ کہ کہ اس نے مز سے
ایک عجیب سی آواز نکالی۔ فوراً ہی دروازہ کھلا اور ایک
 شخص بے ہوش محمود کو لامھوں پر آٹھا تے اندر داخل ہوا۔

” اسے ان کے پاس ڈال دو۔“
انھوں نے چران ہو کر ایک مدرسے کی طرف دیکھا۔
اور پھر وہ خادم گرمائی کی طرف دیکھنے لگے:
” آپ عجیب آدمی ہیں۔“
” عجیب دمک کہو تو زیادہ بہتر رہے گا۔“
” پڑلے یہی سی۔“

” ان دونوں کو باندھ دو۔ اور اس تیسرے کو بھی۔
کہیں یہ ہوش میں آ کر کوئی شرارت نہ کر جائے۔ یہ لوگ
انھوں نے بہت بچے تسلی انداز میں چھلانگ لگائی تھی۔ وہ اپنی
شراحتیں کرنے کے بہت شوقیں ہیں۔“
” اور کے سر۔“

” میکن، ہم خود کو نہیں بندھوائیں گے۔“
” بھی مشکل ہے۔ باندھ سے بیغز، اپنا کام آرام سے
نہیں کر سکیں گے۔“
” تو، یہیں اس سے کیا۔“

” اس صورت میں مجھے لاتھ پیر بلانا پڑیں گے۔“
” تو ہلاڈ۔ روکا کس نے ہے۔“
” اچھا تو پھر آؤ۔“
” یہ کہ کہ وہ ان دونوں کی طرف بڑھا۔ وہ بھی اس
بڑھلے کے لیے تیار ہو گئے۔“

آؤ آؤ۔ کوہ مجھ پر واد۔

دونوں نے ایک بار پھر خوب سوچ بھجو کر اس پر چلگائی اور چھلانگ ان کے اپنے خیال کے مطابق بہت ناخفاک تھی اور خالی نہ جانے والی تھی۔ یہیں ہوا کیا ڈھاک کے وہی تین پات۔ وہ فرش پر آ کر گرے اور فرگی گرمائی ایک چھلانگ لگا کر ان کے مردوں پر سے ہوتا ہے ان کی کمر کی طرف آ کر کھڑا ہو گیا۔ فرش سے اٹھ کر پھر اس کی طرف تڑپے۔

اس میں شک نہیں کہ آپ رٹائی میں بہت ماہر ہیں۔ یکن، ہم بھی صد کے پکے ہیں۔

آؤ بھئی آؤ۔ دیکھ لیتے ہیں۔ خادم گرمائی ہے۔

ترکیب نمبر ۱۷۔ فرزانہ بولی۔

اور وہ فوراً مختلف سمتوں میں کھڑے ہو گئے۔

یہ کیا بھئی؟ خادم ملکرا یا۔

ہمارا دار رونے کے لیے تیار ہو جائیں۔

اور پھر انہوں نے مختلف سمتوں سے اس پر چھلانگ لگائی۔ اس بار خادم گرمائی نے اپنی جگہ سے ہٹنے کی کوشش نہیں کی۔ وہ اس سے ڈکرا کر ڈور جا گرے۔ انہیں یوں لگا جیسے وہ کسی دوہے کے ستوں سے ڈکرا گئے ہوں۔

ان کے چودہ طبق روش ہو گئے۔

”آپ۔ آپ انسان ہیں یا نہ؟“

”وہ تو میرے آگے پانی بھرتا ہے۔ خیر۔ اب ذرا“

ایک لامھہ میرا بھی سہ کر دکھا دت۔

”فرود کیوں نہیں۔ اگر آپ تمیں ایک ایک لامھہ دیں کر سکتے ہیں تو کر کے دکھائیں۔“

”وہ اچانک حرکت میں آیا۔ انہیں سنبھلنے کا موقع بھی۔“

علی سکا۔ ان کے مردوں پر ایک ایک لامھہ پردا اور پھر بجھے

کوئی ہوش نہ رہا۔

ہوش آیا تو خود کو ایک کمرے میں بند پایا، یہیں

انہیں دیوں سے باندھا نہیں گیا تھا، ایسے ہی ڈال دیا گیا

تھا۔ اور ان کے علاوہ کمرے میں کوئی نہیں تھا۔ محمود جو

ہوش میں تھا۔

”یہ خادم گرمائی ہماری بھجو میں نہیں آیا۔ فاروق بولا۔“

”اور ہر سے کی بات یہ ہے کہ، ہم تجربہ گاہ کے ہی ایک

کمرے میں بند ہیں۔ گویا خادم گرمائی صاحب بھی ابھی تک

بیل موجود ہیں۔“

”اور اب آجائیں۔“ اور انہیں تو تجربہ گاہ میں ہونا چا

تا، کیا ابھی تک انہیں پر فیر انکل کی پُر اسرار بے ہوش

کی بھی اطلاع نہیں ملی۔ آخر کو، یہیں بھی تو انہوں نے اسی
ادھر بھیجا تھا۔
”پتا نہیں، کیا چکر ہے؟“
میں اس وقت دروازہ کھل اور خادم گرمائی کی شکل نظر
دے سکا رہا تھا:

”اب کیا حال ہے دوست؟“
”ٹھیک ہے۔ آپ سنائیں۔“ فاروق خوش گواہ لجھے میں روں
”میں خیریت سے ہوں۔“ تجربہ گاہ پر اس وقت میرزا
ہے۔ پروفیسر صاحب اور ان کے ماتحت، ہسپتال میں بے
پڑے ہیں۔ اپکرڈ جشید کا دور دور تک پتا نہیں۔ کیوں کہ
”بات پلے نہیں پڑی۔“ دری ڈہ سکرا یا۔

آپ چاہتے کیا ہیں؟“ محمود بول۔
”میں کیا چاہتا ہوں۔“ شاید یہ بات تو میں خود بھی نہیں با
”اس رومال کے بارے میں، ہی بتا دیں۔“
”رومال کے بارے میں صرف اور صرف مسٹر جیوال چکنے
سکتے ہیں۔ میں تو ان کا ایک ادنی سا خادم ہوں۔“

”خادم تو آپ ویسے بھی ہیں۔“ ویسے یہ جان کر حیرت
ہوئی اور خوشی بھی کہ آپ کا تعلق مسٹر جیوال سے ہے۔ ”مجھے
”یہ بات میں نے مثال کے طور پر کی ہے۔“ خادم گرمائی سکرا یا۔
آپ لڑائی بھڑائی اور طاقت میں اس قدر بڑھ چڑھ کر ہیں۔

مسٹر جیوال ایسے دیسے لوگ تو چنے سے رہے۔“

”ہاں : یہی بات ہے۔“

”سوال یہ ہے کہ یہاں کیا کرنے کا ارادہ ہے آپ کا؟“

”یہ بات تم لوگوں کو اس وقت معلوم ہو گی۔ جب مسٹر جیوال

اپنے منصوبے کو مکمل کر چکے ہوں گے۔“

”کیا مطلب؟“ ڈہ چونکے۔

”مطلوب یہ کہ جو منصوبہ وہ لے کر آئے ہیں۔ جب اس

بر عمل کر چکے ہوں گے اور جب اس کا نتیجہ سامنے آئے گا،

”میں خیریت سے ہوں۔“ تجربہ گاہ پر اس وقت میرزا

ہے۔ پروفیسر صاحب اور ان کے ماتحت، ہسپتال میں بے

پڑے ہیں۔ اپکرڈ جشید کا دور دور تک پتا نہیں۔ کیوں کہ

”بات پلے نہیں پڑی۔“

”میں مثال کے طور پر سمجھاتا ہوں۔“ فرض کی۔ مسٹر جیوال

اپ تجربہ گاہ کو بم سے اڑا دینے یا آگ لگادینے کا منصوبہ

”میں کیا چاہتا ہوں۔“ شاید یہ بات تو میں خود بھی نہیں با

”اس رومال کے بارے میں، ہی بتا دیں۔“
کر رکھ ہو جائے گی تو اس وقت آپ کو پتا چلنے گا۔ ظاہر

”رومال کے بارے میں صرف اور صرف مسٹر جیوال چکنے
سکتے ہیں۔“

”نہ نہیں۔“ تو کیا مسٹر جیوال تجربہ گاہ کو اڑانے

”خادم تو آپ ویسے بھی ہیں۔“ ویسے یہ جان کر حیرت

ہوئی اور خوشی بھی کہ آپ کا تعلق مسٹر جیوال سے ہے۔ ”مجھے

آپ لڑائی بھڑائی اور طاقت میں اس قدر بڑھ چڑھ کر ہیں۔

آپ مسٹر جیزال کے مقامی ساتھی میں یا انشادجہ سے ان بھل کرنا ہوگی۔ بس، ہم نے تعیین شروع کر دی۔“
ساتھ آئے ہیں؟

”میں یہیں رہتا ہوں۔ جب ان لوگوں کو ضرورت ہوئی ہے۔ وہ کیسے آ سکتا ہے؟“
”مجھ سے دابلٹ کر لیتے ہیں۔“

”اس کا مطلب ہے۔ تم خدا رہو۔“ محمود نے جمل کر کہا۔
”ایک یا کیا مشکل کام ہے۔ پروفیسر داؤڈ کی تجربہ گاہ تو ایک
”غدار کیسے؟ وہ مسکرا یا۔“

”اپنے ملک اور قوم کو نقصان پہنچا رہے ہو یا نہیں؟“
”ذی یہ میرا ملک ہے اور نہ اس ملک کے رہنے والے میرے کاموں کے لیے ہیں۔“

”تو پھر وہ ایسی کون سی چیز اڑانے آتے ہیں؟“
”قوم ہیں۔“ اس نے منہ بنایا۔

”کیا مطلب؟“
”جب یہ ملک بناتا تھا۔ تو اس وقت مهاجرین کے روپ اصول ہے۔ اپنے منصوبے کی ہواں ملک نہیں لگنے دیتے،
”میں بہت سے غیر مسلم بھی یہاں زیج دیے گئے تھے۔“
”ووگ یہ نظارہ دیکھنا پسند کریں گے؟“
”ایسیں کیا معلوم۔“ اسیں کیا معلوم۔“
”اوہ نہیں۔“ وہ بولے۔

”میں ان میں سے ایک ہوں۔“ خادم گرمائی نے کہا۔
”لیکن آپ جیزال کے لیے کام کرنے کیسے لگے گئے، کیا آپ
”معلوم نہیں کہ جیزال کب کا مرچکا ہے۔“

”ہمیں تو بس اُپر کے احکامات پر عمل کرنا پڑتا ہے۔“
”چل پڑتے۔ جلد ہی وہ تجربہ گاہ کے پیچھے لگاتے گئے
”میں حکم ملا۔“ مسٹر جیزال آ رہے ہیں، ان کے احکامات

”تب پھر۔ اسی نے کیا کہا؟“

”اس نے کہا۔ مجھے قتل کر کے بہت مزا آتا ہے۔ لہذا میں خود کو دوک نہیں سکتا۔“

”کیوں یا یہ بات ٹھیک ہے؟“

”ہاں ایں اپنی غلطی مانتا ہوں۔“

”لیکن مسٹر جیرال کو ایسے لوگ پسند نہیں۔ جو حکم کی خلاف ورزی کریں۔ وہ ایسے لوگوں کو اپنے گروہ میں رکھنے کا عادی نہیں ہے۔“

”تب پھر آپ مجھے گروہ سے نکال دیں۔“

”مسٹر جیرال کا ایک اصول اور ہے۔ حکم عدالت کرنے والے کو مزا ضرور دیتے ہیں۔ اگر تم فیصلہ حکم عدالت کرنے سے بچتے/رکوب سے نکال دیے جانے کی درخواست کی ہوتی تو اس کی بیوی کو انغما کرنا ہے۔ اور اس۔“

”خوشی سے تحسیں فارغ کر دیتے۔ لیکن اب نہیں۔ اب تھالی مزا صرف اور صرف موت ہے۔ پھانسی کا پھندا تیار ہے۔ اور مسٹر جیرال کا حکم ہے کہ تھیس ہر حال میں پھانسی دی جائے۔“

”نہ نہیں۔ میں ان سے معافی مانگنے کے لیے تیار ہوں۔“

”وہ معاف کرنے کے عادی نہیں۔ اسے پھانسی کی سزا دے دی جائے۔ خادم نے کہا۔“

باغ میں تھے۔ اس باغ کے ارد گرد بہت اوپری دیواریں تھیں اور ان سے بھی اوپرے سفیدت کے درخت تھے۔ گیا تھا رات دوہری دیوار کے اندر تھی۔ اس باغ کے درمیان میں ایک ستون ٹکڑا گیا تھا۔ اس ستون سے پھانسی کا ایک چینلا رکھ تھا۔ باغ میں اس وقت بیس کے قریب غنڈہ صورتی لوگ موجود تھے۔ ایک آدمی اس ستون سے بندھا ہوا تھا۔ ”تو یہ ہے وہ؟ خادم گرمائی نے بندھے ہوئے شخص کی طرف دیکھا۔

”وہ تھہر تھر کا نہنے لگا۔“

”یہ سر۔ وہ یہی ہے۔“

”لیکن مسٹر جیرال کا تھیس یہ حکم نہیں ملا تھا کہ صولت بچتے۔“

”جج۔ جی ہاں! ان کا یہی حکم ملا تھا مجھے۔“

”تب پھر تم نے اس کی بیوی کو ہلاک کیوں کیا؟“

”م۔ مجھ سے غلطی ہو گی۔“

”کیوں بھتی۔ کیا اس نے ایسا غلطی سے کیا؟“

”نہ۔ تو سر۔ ہم نے اسے روکا تھا۔ اور یاد دلایا۔“

”کہ مسٹر جیرال کا حکم دونوں کو انغما کرنے کا ہے۔ قتل کرے دی جائے۔ خادم نے کہا۔“

اس کے بدن میں تحریکی دوڑ گئی۔ اس کے ساتھی اے۔

مگر۔ کیا مطلب ہے وہ زور سے اچھلے۔

تم لوگوں نے دیکھا۔ مژر جیوال اپنے آدمی کو یہ سزا من کر موجود کر دکر دہ ایک بہت بڑی دعوت کا اہتمام کرے۔ اس لیے ذمے رہے ہیں کہ اس نے ان کے ایک دشمن پا خلاف جس میں بھی بڑے آفیر شرکیک ہوں۔

اس شرط نے انھیں صرفت میں مبتلا کر دیا۔

اس کے بدن میں تحریکی دوڑ گئی۔ اس کے ساتھی اے۔

کھولنے لگے۔

تم لوگوں نے دیکھا۔

مژر جیوال اپنے آدمی کو یہ سزا من کر دکر موجود کر دکر دہ ایک بہت بڑی دعوت کا اہتمام کرے۔

اس لیے ذمے رہے ہیں کہ اس نے ان کے ایک دشمن پا خلاف جس میں بھی بڑے آفیر شرکیک ہوں۔

”هم جانتے ہیں۔“ مژر جیوال اپنے اصول کے لئے پابند ہیں۔

”یہ بات ہمارے تجربات میں آچکی ہے۔“

اسی وقت اس کے گلے میں چھانسی کا چند اڈال دیا

گی اور اس کا دھڑ چھوڑ دیا گی۔ اس کا جسم پھر کئے

لگا۔ چند منٹ بعد وہ ساکت ہو گیا۔ انھوں نے بڑی

مشکل سے یہ نظارہ دیکھا۔ وہ اس شخص کے لئے کچھ

بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے کہ ایک تو وہ خود قاتل تھا

ایک بے قصور کو اس نے بلا وجہ قتل کر دیا تھا۔ دوسرے

اگر وہ کسی دم سے اسے بچانا بھی چاہتے تو خادم گرمائی

انھیں ٹیڑھی کھیر نظر آ رہا تھا۔

تم لوگوں نے دیکھا۔ خادم بولا۔

”ملی! دیکھا۔ اب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟“

”اس سزا سے تم لوگ پنج سکتے ہو۔ اگر مژر جیوال کی ایک

شرط مان لو۔“

”ملی! دیکھا۔ اب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟“

”اس سزا سے تم لوگ پنج سکتے ہو۔ اگر مژر جیوال کی ایک

شرط مان لو۔“

”ملی! دیکھا۔ اب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟“

”اس سزا سے تم لوگ پنج سکتے ہو۔ اگر مژر جیوال کی ایک

شرط مان لو۔“

کیا!!!

انپکٹر جمیڈ نے دھک دھک کرتے دل کے ساتھ رسیور اٹھا
یا۔ دوسری طرف سے فودا، ہی آئی جی شیخ شاد احمد کی آواز
ستائی دی:

”یس سر۔ میرے لیے کیا حکم ہے؟“

”جمیڈ تم نے چھے آدمیوں کو گرفتار کیا ہے اور انھیں گرفتار
کر کے یہاں لائے ہو۔ تم اس بات سے انکار تو کرو گے
نہیں۔ میں جانتا ہوں：“

”تحوڑا سافرق ہے سر۔ انپکٹر جمیڈ مکارے۔
کیا مطلب؟“ آئی جی چونک اٹھے۔

”میں نے چھے نہیں، پانچ آدمی گرفتار کیے ہیں۔“

”ادھو اچھا۔ تب پھر چھٹا کدھر گیا؟“

”اس کا مطلب ہے۔ کوئی چھٹا بھی تھا۔ اور وہ ہماری
نظردار میں نہیں آ سکا۔ یہ معااملہ کیا ہے سر؟“

”بھی ان لوگوں کو رہا کرنا ہو گا۔“
”یہ کہے ہو سکتا ہے سر۔ ان لوگوں نے ایک صحافی کو
اور اس کی بیوی کو قتل کیا ہے۔
”یا جو م ثابت ہے؟“
”یہ سر۔“
”تب تم ذدا انھیں عدالت میں پیش کر دو۔“
”او کے سر۔ آپ کے حکم کی تعیین ہو گی۔“ بحث انھیں
کرنے میں پیش کر دیا جائے گا۔“
”یہاں پانچ کو نہیں۔ چھے کو۔ اس لیے کہ تم پر الزام ہے
کہ چھے بے گناہ لوگوں کو گرفتار کیا ہے۔“
”یہی بات ہے۔ میں چھٹے کو بھی ان شار اللہ عدالت میں
کرنے ساتھ پیش کر دیں گا۔“
”ساتھ خوب! شکریہ جمیڈ۔“
”او انھوں نے رسیور رکھ دیا۔“
”اہ بھی۔ تو تمہارے ساتھ کوئی چھٹا بھی تھا؟“
”اے! اسی نے صولت کی بیوی کو قتل کیا تھا۔ ورنہ ہمیں
کہوت اخوا کرنے کا طا تھا۔“
”بپھر اس نے قتل کیوں کیا؟“
”کامیاب کہ وہ قتل کرنے کا یہون رکھتا ہے۔ میں اپنے

جنوں نے ہاتھوں مجبور ہو گیا۔

"وہ کہاں ہے؟"

"قتل کے بعد جب اسے ہوئی آیا کہ یہ کمپریٹر کیا ہے؟ وہ چلائے۔

تو بس کے خون سے فودا، تم سے الگ ہو گیا، یکوئی لامبا حکومت کے لوگ خادم گرمائی سے اس قدر خوف زدہ بہت خوف زدہ ہو گیا تھا۔

"میں نے پوچھا ہے۔ وہ ہمیں کہاں ملے گا؟"

"خادم گرمائی، ہمارے بارے میں۔ انھوں نے اب تک ایسے میں انھیں پروفسر داد داد اور اس رومال کا خیال آیا۔

اسے پکڑوا لیا ہو گا۔ یکوئی وہ حرمت اینجھر طور پر نہیں۔

چالاک ہیں۔ فودا مسراخ لگا لیتے ہیں۔ لہذا جہاں خارج ہے لہذا انھوں نے تجربہ گاہ میں فون کیا۔ لگنٹی کافی دیر

لگتی رہی، یہیں کسی نے رسیور نہ اٹھایا۔

"اوہ چھٹے کا نام کیا ہے؟"

"راجا کا نو۔" اس نے بتایا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اس کا مسراخ لگاؤں گا۔ اب صبح تم کام دیا ہو۔"

"لکھا یا وہ خوش ہو گئے۔"

"اس قدر خوش ہوتے کی کیا ضرورت ہے؟"

"آخر، ہمارے پرو اسراز بارے میں نے اپنا کام دکھا دیا۔"

تمھارا مطلب ہے۔ خادم گرمائی؟ وہ بولے۔

"نہیں۔ خادم گرمائی نے حکومت کے کئی بڑے بڑے آدمیوں

رتکلوں میں کو رکھا ہے۔ ان میں سے ایک بڑا آدمی، ہماری مقاالت کا ذمے دار ہے۔ اگر ہمیں کچھ ہو جاتا ہے تو مدد بڑا خادم گرمائی کے ہاتھوں مارا جائے گا۔"

تو بس کے خون سے فودا۔

بہت خوف زدہ ہو گیا تھا۔

وکر میں کیا بتا دل۔"

"خبر۔ دیکھتے ہیں۔ کیا ہوتا ہے؟"

اسے پکڑوا لیا ہو گا۔ یکوئی وہ حرمت اینجھر طور پر نہیں۔

چالاک ہیں۔ فودا مسراخ لگا لیتے ہیں۔ لہذا جہاں خارج ہے لہذا انھوں نے تجربہ گاہ میں فون کیا۔ لگنٹی کافی دیر

لگتی رہی، یہیں کسی نے رسیور نہ اٹھایا۔

"کام تجربہ گاہ میں گڑاڑ ہے۔ ان لوگوں کو یہیں بند کر

کو عدالت میں پیش کیا جائے گا۔ اب صبح تم کام دیا ہو۔"

"بلد، یہ وہ تجربہ گاہ کی طرف اُڑے جا رہے تھے۔ ابھی

کچھ فاصلے پر تھے کہ ان پکڑ جمیش نے کہا۔

"بلد، کام۔ میری چھٹی جس مجھے خردادر کر رہی ہے۔ تجربہ

میں خطرہ ہے۔ لہذا، تم گاڑی نے کریڈسے دروازے

بٹھنے کیا جائیں گے۔"

طرف گئے، جیب سے ریشم کی باریک ڈوری نکالی، اس کے
مرے پر دھتے کا ایک ٹکہ تھا۔ وہ انھوں نے اس
درخت کی ایک شاخ کی ایک طرف آچھا۔ ٹکہ شاخ پر
سے ہوتا ہوا ان تک آگیا۔ اب انھوں نے ٹکہ میں گرد
گانی اور رسی کو لکھنپا۔ ٹکہ اور جا کر شاخ کے گرد کس
گی۔ انھوں نے اپنا پورا وزن رسی پر ڈال کر اس کی
 مضبوطی کو چیک کیا اور پھر اس پتلی رسی پر چڑھنے لگے۔
اکرام کی آنکھیں مارے جیرت کے چھیل گئیں، یکونکہ رسی اگر
دیوار کے ساتھ ہوتی تو اور بات تھی۔ اس صورت میں دیوار
پر پیر ٹکاتے جا سکتے تھے اور چڑھا جا سکتا تھا، لیکن فضا
میں ٹکی ہوئی ریشم کی بالکل پتلی ڈوری، جس میں گھر ہیں بھی نہیں
لگی ہوئی تھیں۔ اس پر اور پر چڑھنا قریب قریب ناممکن
تھا، لیکن انپکڑ جیشید بہت آسانی سے چڑھ رہے تھے۔

جلد، ہی وہ درخت تک پہنچ گئے اور شاخ پر جایا،
صرف چند یکنڈ تک سانس لینے کے بعد وہ اس شاخ سے
ہوتے ہوئے دیوار کے نزدیک پہنچ گئے۔ شاخ دیوار سے
قدے اونچی تھی۔ پہلے انھوں نے رسی شاخ سے الٹا
لی، پھر اندازہ قائم کیا اور دیوار پر چھلانگ لگادی۔
اب رسی اندر کی طرف لٹکانی۔ ٹکہ کو دیوار میں چھایا،

"تب پھر؟ اکرام بولا۔

"تجربہ گاہ کے پچھلی طرف جو باغ ہے، اس طرف سے جائز
یکنی سر۔ اس طرف کوئی دروازہ نہیں ہے اور دیوار
بہت اونچی ہیں۔ سفیدے کے درخت دیواروں سے بھی
ہیں۔" اکرام نے کہا۔

"یاد کوئی بات نہیں۔ دیسے تم اپنے علے کو فون کر
وہ فوری طور پر تجربہ گاہ کو اپنے گھر سے میں لے لے
دروازے پر موجود نگرانوں کو بھی گرفتار کر لے۔"

"جی کیا فرمایا۔ انھیں گرفتار کرنے کی کیا ضرورت
"اکرام! ہمارا مقابلہ جیوال سے ہے۔ اس کا ایک طریقہ
ہے کہ کئی سماں سے بیک وقت دار کرتا ہے۔ جب کہ
کوئی پتا-ٹک نہیں ہوتا کہ وہ یہ سب کیوں کر رہا ہے
بلکہ کیا کچھ کر رہا ہے۔ وہ تو خود ہم سے ملاقات
لیے آگی تھا۔ وہ دیکھنے تو پتا بھی نہ چلتا کہ ہمارے خلاف
جو پُر اسرار چکر شروع ہوا ہے۔ اس کی تیں کہاں
دماغ کام کر رہا ہے۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ یہ کہ اکرام وائریس پر
ماتحتوں کو ہدایات دینے لگے، پھر وہ گاڑی سے اتر کر
کی پچھلی طرف چل پڑے۔ انپکڑ جیشید سیدھے ایک درخت

اکرام کو اشارہ کیا کہ وہ باہر کے معاملات کو بنھائے اور صد
دروازے کی طرف چلا جائے۔ اکرام فودا حركت میں آگئے
اور وہ دی بڑے سے پھسلے باغ میں آ رہے۔ باغ کے درمیان
میں انھیں کچھ لوگوں کی موجودگی کا احساس ہوا۔ شودج غروب
ہو چکا تھا۔ اور اس طرف مکمل تاریخی تھی۔ جب کہ باغ
کے درمیانی حصے میں ردشی تھی۔ وہ درخوں اور پودوں کی
ادٹ لیتے اس طرف بڑھنے لگے۔ نزدیک پہنچ کر انھوں
نے دیکھا کہ ایک لاش رسی سے جھول دہی تھی اور چار
عین اس وقت انپکٹر جمیڈ دبے پاؤں اندر داخل ہو گئے،
آدمی اس کی تحریکی کر رہے تھے۔ آخر چکر کاٹتے وہ اس
دردازے تک پہنچ گئے جو اندر جانے کے لیے تھا۔ جب کہ ان تینوں
سے ہو کر اندر پہنچ گئے۔ تحریک کا دروازہ انھیں کھل نظر
آیا اور اندر باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ محمود حیرت زدہ
آواز میں کہ رہا تھا:

”کیا مطلب۔ آخر آپ ایسا کیوں چاہتے ہیں؟“
”بس تھیں اس سے کیا۔ تم صرف اس بات کا وعدہ کر دکر
اس دعوت کا اہتمام کر دو گے اور یہاں سے رخصت ہو جاؤ۔“
”یہاں پہنچ جائیں گے، لہذا میں نے آپ کے استقبال کی پہلے
کیا فرمایا۔ رخصت ہو جائیں۔ چاہئے ہم وعدہ کر کے چلے
جاں گے اور یہ کام نہ کروائیں۔“
انھوں نے اپر دیکھنے سے پہلے ایک الٹی چھلانگ لگاتی اور
دروازے کے باہر جا کر گئے۔ ساتھ ہی وہ پہنچے۔ اب

”میں جانتا ہوں۔ تم انپکٹر جمیڈ کی اولاد ہو۔ اگر وعدہ کر کے

ان کے ہاتھ میں ایک پستول نظر آیا:

"ہاتھ اوپر آٹھا دو۔ اوپر میں بعد میں دیکھوں گا۔"

"اس کی ضرورت نہیں۔ خادم گرمائی مسکرا یا۔"

"کیا مطلب۔ کس کی ضرورت نہیں؟"

"اس کی... اس نے پستول کی طرف اشارہ کیا۔"

"آپ شاید جانتے نہیں۔ میری گولی ضائع نہیں جاتی۔"

"اب ضائع ہی جائے گی۔ فائز کریں۔"

اس وقت سکھ محمود، فاروق اور فرزانہ درمیان سے ہی گئے تھے۔ اپنے والد کو دیکھ کر ان کے چوپان پر رونق گئی تھی۔ اسی وقت انپکڑ جمیش نے ایک فائز کیا۔ گول کی آنکھ پر گلی۔ وہ بھی اس لیے کہ اس نے حرکت کرنے والا بھی کوشش نہیں کی تھی۔ گولی اچٹ کر اسی رفتار سے ان کی طرف آئی تھی، لیکن وہ خود کو اس سے بھی یہ فرش پر گرا پکے تھے۔ اس لیے کہ وہ جانتے تھے۔
والا شخص بلا وجہ دعویٰ نہیں کر رہا۔

ادھر انھیں گولی سے بچتے دیکھ کر خادم گرمائی جرت رہ گیا:

"بہت خوب! آپ کو بھی ماننا پڑتا ہے۔"

"تو مان لیں نا انکل خادم گرمائی صاحب۔" فاروق نے

آواز منہ سے نکالی۔

"کیا کہا۔ خادم گرمائی؟ انپکڑ جمیش نے مادرے جرت کے کہ

"یکوں آبا جان۔ آپ جزان یکوں ہو گئے؟"

"ارے بھئی یہ مستر جیزال ہیں؟"

"کیا! ان کے منہ سے ایک ساختہ نکلا۔"

ساختہ ہی ایک دھماکا ہوا۔

شوکی نے اس کو اندر لیا۔ پھر وہ پائیں باغ میں آئے۔
باغ والی کھڑکی پر بھی سیاہ ٹین لگا تھا۔ انھوں نے اس
کو بھی اندر لیا۔ اب دونوں ٹین لے کر اندر آئے۔ بلکم
جیشید ان ٹینوں کو دیکھ کر اچھل پڑیں:

حیرت ہے۔ آزادی سننے کے لیے ان کو تو گھر کے اندر کیس
چکا دیا جاتا ہے۔ اور جیزال نے باہر چکانے ہیں۔

ہو سکتا ہے۔ یہ اور زیادہ جدید ہوں اور باہر لگا دینے
پر بھی اندر کی آزادی پیچ کر لیتے ہوں۔ اگر مظرٹی ایس ایم
صاحب اس کی اس کارروائی کو نوٹ نہ کر لیتے تو، ایس اس
کے بارے میں ہرگز بتا نہ چلتا۔ دیسے بھی۔ یہ حضرت خود
بھی تو جیزال کے آدمی ہو سکتے ہیں۔

ماں! اس بات کا فردست امکان ہے۔ شوکی نے اسے
گھوٹتے ہوتے کہا۔

نہ۔ نہیں۔ یہ رے بارے میں اس تقدیر ہوناک، خوفناک
ہیں۔ یا کوئی جرام پیشہ نہیں ہیں۔ یا کسی جرام پیشہ کے
ایجنت کے طور پر کام نہیں کر رہے تو ضرور کام کے آدمی ہیں۔
فائلے انداز میں کہا۔

”ورنہ کیا؟“ اشFAQ نے جو سامنہ بنایا۔

”ورنہ میں بلے موت مر جاؤں گا۔“

بلے موت آج تک کوئی بھی نہیں مر سکا۔ بلکم جیشید مسکرائیں۔

اب ہو گی دعوت

رجھڑ پر لکھا تھا:

خوفناک شکل والے آدمی نے پہلے ان کی دیوار پر کوئی
چھوٹی سی چیز چکائی تھی، پھر وہ پائیں باغ میں گیا تھا۔ جب
کہ رُڑکی دہیں کھڑی رہی تھی۔ گویا اس نے باغ میں بھی
پکھ کیا تھا۔ اس کے بعد دروازے پر آ کر اس نے دشک
دی تھی۔

انھوں نے نوجوان کی طرف دیکھا:

”یاد ٹی ایس ایم۔ اگر آپ دشمنِ ملک کے ایجنت نہیں
ہیں۔ یا کوئی جرام پیشہ نہیں ہیں۔ یا کسی جرام پیشہ کے
ایجنت کے طور پر کام نہیں کر رہے تو ضرور کام کے آدمی ہیں۔“
”شکریہ؟“ اٹی ایس ایم مسکرا دیا۔

اب وہ دروازے کی طرف دوڑے۔ دروازے کے باہر
انھیں ایک بالکل نجھا سا سیاہ رنگ کا ٹین چکا نظر آیا۔

"میں خود کوٹی ایس ایم، ہی کہلاتا ہوں۔ اگر آپ کو یہ خود ہوں۔" بند نہیں تو پھر ظاہر ایس ایم کہ لیں۔"

"چلے خیر۔ ہم اس نام سے گزار کر لیں گے۔ یعنی یہ کیا بات ہوتی۔ اپنا آدمی خود ہوں؛ شوکی جل گی۔" مطلب یہ کہ کسی کے لیے کام نہیں کرتا۔ اپنے۔ اپنے ملکہ کو یہ کسی چائے کا نام ہے۔ یا چائے کی کمپنی کا نام اپنے دین اور اپنی قوم کے لیے کام کرتا ہوں اور کرنے کے لیے؛ شوکی نے کہا۔

ہر وقت تیار رہتا ہوں؟"

"خیر خیر۔ آپ کے بارے میں فیصلہ تو انکل جمیڈ کریں گے۔ ہتھیار میں ہی بولا:

گے۔ فی الحال آپ ہمارے ساتھ رہنا پسند کریں تو وہ سکتے ہیں۔ اور آپ دو ریشمے۔ آپ اس طرح میرا اور میرے صاف سخنے نام خوشی۔ دیسے آپ کا نام بہت عجیب ہے۔"

"میں آپ لوگوں کے ساتھ رہ کر زیادہ خوشی محسوس کر دیں گے۔ لیکھ کرے؟ شوکی نے بات کو ختم کرنے کے لیے کہا۔

"ہاں! ساتھ رہ کر دو ریشمے سے دیکھنے کی ضرورت نہیں رہے۔ بلات تو مجھے آپ لوگوں سے معلوم ہوں ہے کہ وہ جائے گی۔ اخلاق طنزیہ انداز میں بولا۔"

"آپ یہ کر سکتے ہیں۔ لیکن فیصلہ انکل جمیڈ ہی اتفاق کرنے کی کوشش کرتا گی۔"

"بالکل صحیک۔ لیکن ہمیں آپ سے ہوشیار تو رہنا پڑے جاؤ۔ آفتاب نے بھتا کر کہا۔"

"کیا پتا، آپ کیا کام دکھا جائیں۔ اشفاق نے من بنایا۔ ماں جاؤں؟ اس نے بوکھلا کر کہا۔"

"ضرور ہوشیار رہیں۔"

"اوہ وہ نام کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟"

ظاہر ایں ایم نے فوڑا اس کے سر کی طرف دیکھا، بیجے دیکھ رہا ہو۔ یہ کوئی چاٹنے کی چیز ہے بھی یا نہیں۔ افلاطون اپنے ہوا پہلے ہی سرک گئی۔ شوکی نے مز بنا یا۔

نے بھی اسے ایسا کرتے دیکھ لیا:

”تم میرے سر کو کیوں گھور رہے ہو؟“
”غُخ۔ نن نہیں۔ غلا۔ غلطی ہو گئی؟“

”ایک لفظ غلطی بولنے کے لیے جاپ نے تین غلطیاں کیں“ داہ ! یہ صحیک رہے گا۔ آپ کتنی ایچھی ہیں؟“

آئندہ خیال رہے۔ اقبال بھنا آٹھا۔

”م۔ معافی۔ چاہتا ہوں۔“
”معافی کے بھی دو ڈگرے کر دیے۔ اماں آخر آپ ہیں۔ آپ۔ کون ہیں؟“

جیز پر رفت نے اسے گھودا۔

”می ایں۔ سودی۔ ظاہر ایں ایم۔“

”ہو گے۔ اپنا یہ عجیب و غریب نام بنھال کر رکھیں۔ مشکل یا مطلب؟“

وقت میں کام آئے گا۔ شوکی نے جعلے کئے انداز میں کہا۔ بیگم الجابر جمشید دہان موجود ہیں۔ یہاں آپ لوگوں کے لیے جمشید بے ساخت مسکرا دی۔

میں اس وقت کسی نے دروازے پر دشک دی۔ انھوں نے ”وہ اکرام بھائی کون بھج سکتے تھے۔ محمد حسین حوالدار کو بیگم جمشید پر ج گئیں：“

چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ پھر ان کی نظری تھے۔ بیگم جمشید مسکرا ایں، پھر بولیں:

”آپ بتائیں۔ باہر کون ہو سکتا ہے؟“

”کوئی دشمن۔ یہ انداز کسی دوست کا نہیں۔ وہ بولیں۔“

”لما فون کر سکتے تھے۔ یہاں آپ کے لیے دہان تک

جانا مشکل ہوتا۔ جیوال کا جال جگہ جگہ پھیلا ہوا ہے اور اس نے اشناق بولा۔

جال سے صرف ہم آپ کو بچا کر لے جاسکتے ہیں۔

”یعنی اکرام بھی تو لے جاسکتے تھے۔“

”یہ آپ کا خیال ہے۔ ہمارا نہیں۔“

”یعنی آپ کا یہ خیال یکوں نہیں ہے؟“ یعنی جیش بولیں۔

آپ تو وکیوں کی طرح بحث کرتی ہیں۔

”محبودی ہے۔“

”تو آپ دروازہ نہیں کھولیں گی؟“

”نہیں۔“ وہ بولیں۔

”ابھی بات ہے۔ کسی کو مدد کے لیے بلانا ہے تو بلا لیں گے۔“

”ہم دروازہ توڑ رہے ہیں۔“

”اس کام کے لیے میں خود کافی ہوں۔ انھوں نے منہ بنایا۔“

”یعنی جیش فوراً واپس پہنچ سے ادھر دروازے پر کوئی چیز لٹھے۔“

”لیکن کوئی بیان آنے کی تاکید کی تھی؟“

”گھر کرنے لگی۔“

”شاید وہ دروازے پر برا چلا رہے ہیں۔“ شوکی نے گھبرا کر اسی وقت نیچے کی طرف دوڑیں۔

”دوسرًا جربہ اختیار کرنے کے لیے باونچی خانے کا درخ

لائیں کہ دروازہ کھل گی۔ اور پھرے آدمی اندر داخل ہو

کر کما۔“

”بھی گھرانے اور پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے؟“

”مم۔ میں کیا کروں۔ ارے ہاں۔ میں پائیں باغ کے

ذریعے دوڑ لگا جاتا ہوں۔“ ظاہر بولा۔

”اک کے انھوں میں کلاشن کوفیں تھیں۔“

”باپ رے۔“ اتنی کلاشن کوفیں۔“ ظاہر نے تھر تھر

"ہاں ! اس میں شک نہیں۔"

"دد - دیکھیے - میں بہت غریب آدمی ہوں" ظاہر نے
ہاپ کر کہا۔

"غریب آدمی کار اور دُور بین کے مالک نہیں ہوتے" اس
نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"تم لوگوں کو تجربہ گاہ پہنچانا ہے۔ اس لیے کہ انپکٹر جمیڈاڑا "ادہ" یہ تو یہ بات بھی جانتے ہیں" ظاہر نے گھبرا کر کہا۔
ان کے اسنٹ بھی وہاں پہنچ چکے ہیں اور پوری طرح بخادر۔ "ہاں ! لہذا اب خاموش رہیں۔ ان کے ساتھ جانا، یہ ہو
بچھے میں ہیں۔ اب تم لوگوں کی کمی وہاں شدت سے محسوس نہیں" آپ کو تو خوش ہونا چاہیے۔ وہاں انکل جمیڈاڑا اور انکل
جادہ ہی ہے:

"ان حالات میں تو ہم خود خوشی سے وہاں جانا پسند کیں گے۔ یہ بات جس قدر خوشی کی ہے، اسی قدر ہونا کہ بھی تو
شوکی نے فوڑا کہا۔

"یہ اور اچھی بات ہے۔ باہر گاڑی کھڑی ہے۔ چبڑا ہاں ! یہ تو ہے"۔
چاپ اس میں بیٹھ جاؤ۔ اگر کوئی شرارت کرنے کی کوشش اور پھر وہ کلاشن کوفوں کے ساتے میں باہر کھڑی بڑی گاڑی
کی تو بُری طرح پیش آئیں گے۔ میں بیٹھ گئے۔ دروازہ جوں کا توں چھوڑ دیا گی۔ گاڑی
"ہل۔ یہکن بخاب ! میرا ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں۔ میں بڑی۔ تھوڑی دیر بعد وہ تجربہ گاہ کے دروازے پر
ظاہر نے گھبرا کر کہا۔

"تعلق نہ سی، یہکن تم جا سوئی ضرور کر رہے تھے۔ یہاں پہلے بخاب۔ تجربہ گاہ آگئی۔ اندر چل کر انپکٹر جمیڈاڑا
ہونے والی ساری گفتگو مسٹر جیوال سن چکے ہیں۔ لہذا انپکٹر جیوال سے ملاقات کر لیجیے۔ ایک نے طنزیہ انداز میں کہا۔
انھیں اندر لایا گیا۔ پزو نیسر دند دالے کمرے میں جوںی
"ارے باب دے۔ مارا گیا پھر تو میں"۔

کا پنتے ہوتے کہا۔

خاموش: شوکی نے اسے ڈالنا۔

اور وہ سہم گیا۔

"کیا چاہتے ہو دوستو؟"

وہ داخل ہوتے۔ ان کے اوپر کے سانس اور اور پیچے کے
رو گئے۔

انپکڑ جھٹید، اگرام اور باقی لوگ گرسیوں پر رسیوں
ذریعے بندھے ہوتے تھے۔ جب کہ ایک شخص ان کی
آرام کرسی میں ہلکوڑے نے رہا تھا۔ ان کی طرف دیکھ
اس نے کہا:

”خوش آمدید۔ آپ کا ہی انتظار تھا۔ اب
دھوت؟ اس نے مسکرا کر کہا۔
میں اس وقت فون کی گھنٹی بھی۔“

امید کی آخری کرتیں

”آپ کی آنکھوں میں خوف اور یحربت کا مطلب یہ ہے کہ
میرا اندازہ بالکل درست ہے۔ تو اڑاں طشتی میں اس بار
لکھی دوسرا سیارے کی مخلوق آئی ہے۔ اور اشارہ جس اس
خبر کو چھپانا چاہتا ہے؟“

”ہاں! یہی بات ہے۔ پروفیسر اسلام نے کھوئے کھوئے
انداز میں کہا۔“

”اور آپ نے اپنے آلات کے ذریعے اس مخلوق کو دیکھ
لیا تھا۔“

”ہاں! یہی بات ہے۔“

”وچھر۔ آپ نے یہ خبر، بخاری حکومت کو کیوں نہیں دی،
پہنچ تک کیوں دیکھی۔ یہ صرف اس لیے کہ ایم بیٹن سے
آپ کے دوستانہ تعلقات ہیں اور اس نے آپ کو کوئی بہت
ٹھاٹ پکھ دیا تھا۔ یہ کہ اگر آپ یہ خبر چھپائے رہیں گے“

”یکن آپ کو یہ فرصت نہیں ملے گی۔“ مژہ جرال یہاں پسخ
لکھے ہیں۔ ”وہ کی منصوبہ لے کر آئے ہیں۔“ یہ تو میں جانتا
نہیں۔ یکن کوئی بہت خوفناک مسئلہ ہے۔ اسی لیے وہ
مجھے ملک نے باہر بیجھ دینے کے لیے تیار ہیں۔ اور میں بہت
بندیہاں سے رخصت ہو جاؤں گا۔“ پروفیسر اسلام نے کہا۔
”آپ، ہمارے ملک کے مجرم ہیں۔ ہم آپ کو فراد نہیں
ہونے دیں گے۔“

”مجھے یہاں سے انشادِ جہاں یا کسی اور ملک میں پہنچانا۔“ مژہ
جرال کا کام ہے۔ یہ کام اخی کو کرنا ہے، لہذا میں اس
صورت میں موجود ہے؟ انپکٹر کامران مزا نے پریشان ہو کر پوچھا یا نہیں۔“
”اہ! آپ نے سو فیصد درست نتیجہ نکالا یا۔“

”یکن یہ نتیجہ آپ کے لیے مدد ہے۔ تکلف دہشا بہت سے ملتی جلتی ہے۔“
”ہو گا۔“

”اب مجھے بروانہ نہیں رہ گئی۔“ مجھے خود سے نفرت محسوس
ہوا۔ اس کی عادات اور اطوار کی فلمیں اس مخلوق کو دکھائی گئیں اور
بڑی خبر پھیالی۔ اب جو ہو گا، دیکھا جائے گا۔“
”اہ! یہ خبر تو پوری دنیا کو ہلا کر دکھ دے گی۔ اب کاموں میں ایم
ہم اس خبر کو اخبارات میں شائع کریں گے۔“

”اہ! میں جانتا ہوں۔“ انپکٹر کامران مزا بولے۔

تو انشادِ جہاں کی طرف سے ایک بہت بڑی رقم آپ کو ملے گی۔
میں غلط تو نہیں کر رہا ہو۔“
”ن۔ نہیں۔“ اس نے منہ سے نکلا۔

”بہت خوب! مخلوق کون سے سیارے کی ہے؟“
”سیارے کا نام چلی باقی ہے۔“

”چلی باقی۔ اچھا۔ پہلے یہ نام سننے میں نہیں آیا۔“
”مخلوق نے یہی نام بتایا تھا۔“

”بہت خوب! تو وہ نام بتانے کے قابل تھا۔“
”ن۔ نہیں۔ اسے اس قابل بنایا گی تھا۔“

”تو کیا۔“ وہی مخلوق اس وقت ہمارے ملک میں جرال کی
صورت میں موجود ہے؟ انپکٹر کامران مزا نے پریشان ہو کر پوچھا یا نہیں۔“
”اہ! آپ نے سو فیصد درست نتیجہ نکالا یا۔“

”یکن یہ نتیجہ آپ کے لیے مدد ہے۔ تکلف دہشا بہت سے ملتی جلتی ہے۔“
”ہو گا۔“

”اب مجھے بروانہ نہیں رہ گئی۔“ مجھے خود سے نفرت محسوس
ہوا۔ اس کی عادات اور اطوار کی فلمیں اس مخلوق کو دکھائی گئیں اور
بڑی خبر پھیالی۔ اب جو ہو گا، دیکھا جائے گا۔“

”اہ! یہ خبر تو پوری دنیا کو ہلا کر دکھ دے گی۔ اب کاموں میں ایم
ہم اس خبر کو اخبارات میں شائع کریں گے۔“

”اہ! میں جانتا ہوں۔“ انپکٹر کامران مزا بولے۔

” بلکہ میر انپکٹر کامران مرزا اگر میں ایک اور خبر آپ کو فراز دوں تو مارے چرت کے آپ لوگوں کا بُرا حال ہو گا۔“
 ” ہمارا دعویٰ ہے کہ بُرا حال نہیں ہو گا۔ چاہے آپ چرت انگریز خبریکوں نہ سنادیں۔“
 ” بھی دیکھ لیں۔ میں جو خبر سن سکتا ہوں۔ اس دُنیا کے صرف چند آدمی واقف ہیں۔“
 ” اس کے باوجود ہم حیران نہیں ہوں گے۔ آپ تجربہ لیں۔ اخنوں نے کہا۔“
 ” خیر میں ابھی خبر سننا دیتا ہوں۔ لاتھ لگن کو آر سی کیا۔“
 ” میر جیزال۔ جو دوسرے یادے سے آتے ہیں۔ اخنوں بتایا ہے کہ اس یادے کی آبادی میں۔ نہ صرف یہ کہ م موجود تھا۔ بلکہ وہاں انپکٹر حمید، محمود، فاروق، فزان، از جلد انپکٹر حمید تک پہنچ جانا چاہتے ہیں۔ میں بہت بڑا سب لوگ موجود ہیں۔“

” نہیں !! وہ واقعی دلکشی نہ گئے۔ یہ بات اخنوں نے / میر جیزال تو اصل منصوبے کی ہوا تک نہیں لگنے دیں کبھی اپنے دم و گمان میں بھی نہیں سوچی تھی۔ چند یکنہ تکانے پر سکتے کا عالم طاری رہا۔ ایسے ہیں پروفیسر اسلام نے کہا:

” کیا خیال ہے۔ آپ لوگ چرت نہ ہوئے یا نہیں؟“

” ہاں ! آپ جیت گئے؛ انپکٹر کامران مرزا ہوئے۔“
 ” تب تو ہم پھر اس یادے کی سیر کو ضرور جائیں گے۔“
 ” آفتاب نے زور داد لجھے میں کہا۔“

” لیکن سوال یہ ہے کہ کیسے جائیں گے۔ جیزال تک تو ہاں جانے کے قابل رہا نہیں۔“

” دیکھا جائے گا۔ جانے کے قابل ہوں گے تھی جائیں گے نہ۔“
 ” ہاں اور کیا۔ دیسے بات ہے۔ بست زور دار۔ اور میں سوچ رہا ہوں۔ اگر کبھی ہم دہاں پہنچ گئے اور ایک دوسرے کے سامنے آگئے تو کس قدر عجیب گئے گا۔“

” خیر۔ اللہ کو منظور ہوا تو ہم دہاں ایک دن ضرور جائیں گے۔ اب ہم آپ کو گرفتار کر رہے ہیں، یونہج ہم جلد موجود تھا۔“

” از جلد انپکٹر حمید، محمود، فاروق، فزان، انپکٹر کامران مرزا، آفتاب، آصف، فرحت اور شوکی برادری، خطر، محوس کر رہا ہوں۔“

” آپ لوگوں کو محوس کرنا بھی چاہیے، لیکن مشکل یہ ہے

” کبھی اپنے دم و گمان میں بھی نہیں سوچی تھی۔ چند یکنہ تکانے پر سکتے کا عالم طاری رہا۔ ایسے ہیں پروفیسر اسلام

” ہم وہ کریں گے جو ہمارے اللہ کو منظور ہو گا اور ہم کے زیادہ تو ہم کچھ کر بھی نہیں سکتے۔“

صاحب سے ۔ ولے :

"ہمیں تو آپ اجازت دیں ۔ مارے خوف کے میرا بڑا
حال ہے ۔ پروفیسر ارسلان فراز نہ ہونے پائیں۔"
کیا فرمایا آپ نے ۔ مارے خوف کے آپ اور خوفزدہ ۔
بکے ہو سکتا ہے ۔ آفتاب بولا۔

"یعنی ہم نہیں جانتے ۔ منصوبہ کیا ہے ۔ جب کہ جیزال پوری
طرح حرکت میں ہے۔"

آپ ٹھیک کہتے ہیں ۔ جلدی کیجیے ۔ آصف نے فرما کیا ۔
اور پھر وہ وہاں سے سیدھے انپکٹر جمیڈ کے گھر کی طرف
روانہ ہوتے ۔ دروازے پر پہنچ کر انھیں ایک دھکا سا گا،
یکوں کہ دروازہ کھلا تھا ۔ اور انپکٹر جمیڈ کے دروازے کا
کھلا ملنا خیریت کے ذہونے کی کھلی نشانی تھی ۔

معلوم ہوتا ہے ۔ اندکوئی بھی نہیں ہے ۔ جیزال یہاں
بھی داد کر گیا ہے ۔ انہوں نے اندک داخل ہونے سے پہلے کہا ۔
یا نہیں ۔ یہ کوئی اس سے پہلے یہ کسی ناول کا نام ہو سکتا تھا
کہ فرحت بولی ۔

اس طرح وقت ضائع ہو گا ۔ انپکٹر کامران مرزا نے کہا اور
ہمارے پاس ضائع کرنے کے لیے وقت بالکل نہیں ہے ۔
خوش دھڑک اندر داخل ہو گئے ۔ ایک نظر دیکھ کر ہی وہ پکار

اس نے اپنا سر جھکا دیا ۔ انپکٹر کامران مرزا نے فر
آئی جی شیخ شارا احمد سے رابطہ کیا اور پھر وہاں فوراً پولیس
کے اہم لوگ پہنچ گئے ، یکونکہ یہ مسئلہ کوئی مستحول
نہیں تھا ۔ خود آئی جی صاحب بھاگے چلے آئے تھے ۔ انہیں
 تمام باتیں تفصیل سے بتائی گئیں تو ان کی سٹی بھی گم ہو گئی ۔
شیخ صاحب چلا اٹھے ۔

"یکن انپکٹر جمیڈ کہاں ہیں؟"

"وہ جہاں بھی ہیں ۔ ہم ان تک پہنچ جائیں گے اور پھر
کہ جیزال کے منصوبے کا خاتمہ کریں گے ان شارع اللہ ۔"

"جھے آپ لوگوں سے یہی امید ہے ۔ بلکہ آپ تو ہمارے
ملک کی امید کی آخری کرنسی ہیں ۔"

"آخری کرنسی ہے ۔ آفتاب نے بوکھلا کر کہا ۔

"یکوں ۔ یکا ہوا بھئی ۔ کیا تم لوگ آخری کرنسی نہیں ہیں ۔

سکتے ۔ ان کے لمحے میں حیرت تھی ۔

یہ تو نیز بعد کی بات ہے کہ ہم آخری کرنسی ہو سکتے تھے ۔

یا نہیں ۔ یہ کوئی اس سے پہلے یہ کسی ناول کا نام ہو سکتا تھا
کہ خوش ۔

"حد ہو گئی ۔ تم فاروق ہو کیا؟ فرحت نے جھلا کر کہا ۔

"ہمارے پاس ضائع کرنے کے لیے وقت بالکل نہیں ہے ۔

انپکٹر کامران مرزا نے سرد آداز میں کہا اور جلدی سے شیخ

"اخوا کر لیے گئے۔"

"آپ کا مطلب ہے۔ انکل جمیڈ بھی۔ آصف کے بھے میں
جیت تھی۔"

"یہ میں نہیں جانتا کہ کون کون اخوا ہوا ہے۔ ایک منٹ سو بیس ویبلہ فون کا انتظار کرو۔"
یہ کہ کراخنوں نے خان رحمان کے نمبر ڈائل کیے۔ دوسری
اپکلہ کامران مرتضیٰ نے فون بند کر دیا۔ اب اخنوں نے
طرف سے فوراً ظہور کی آواز سنائی دی:
"میں ظہور احمد ہوں درجہ اول۔"

"کیا مطلب۔ یہ درجہ اول کیا ہوا؟"

"بیسے پنج سو سیڑی یا نجع صاحبان نہیں ہوتے درجہ اول۔ میں دیکھ اسلام۔ اپکلہ کامران مرتضیٰ بات کر دے گا ہوں۔"
یہاں کا ملازم ہوں درجہ اول۔ ارے! یہ آواز تو کامران مرتضیٰ۔ اپکلہ کامران مرتضیٰ یہ تم ہو۔ ارے بھی۔ فرایہاں
صاحب کی ہے۔ حد ہو گئی۔ پتھر پڑ گئے میرے کاؤن پرشاہی۔ بالقی سب توک بھی یہیں ہیں۔
ظہور نے کہا۔

"وقت بہت نازک ہے۔ خان صاحب کہاں ہیں؟"

"بصع سے ڈنڈ پیل رہے ہیں۔ اپنے جسم کو فولاد سے زیادہ مضبوط بنانے کے لیے چکریں ہیں آج کل۔"

"میری ان سے بات کراؤ۔ ذرا جلدی۔"

"جی اچھا۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

جلد، ہی خان رحمان کی آواز سنائی دی:

"اسلام علیکم! آداز ہانپ بھی تھی۔"

"خان رحمان۔ انکل جمیڈ کی کیا خبر ہے۔ اور ان کے
بیوی بچوں کی؟"

"تم۔ میں نہیں جانتا۔ میں تو ڈنڈ۔"
ہاں! میں جانتا ہوں۔ خیر۔ فوراً تیار ہو جاؤ۔ اور میرے

یہ کہ اخنوں نے خان رحمان کے نمبر ڈائل کیے۔ دوسری
اپکلہ کامران مرتضیٰ نے فون بند کر دیا۔ اب اخنوں نے

ردیفر داؤد کے نمبر ڈائل کیے۔ دوسری طرف سے فوراً ظہور
لیا گیا۔

"اسلام علیکم۔ پروفیسر داؤد بات کر دے گا ہوں۔"

"بیسے پنج سو سیڑی یا نجع صاحبان نہیں ہوتے درجہ اول۔ میں دیکھ اسلام۔ اپکلہ کامران مرتضیٰ بات کر دے گا ہوں۔"

یہاں کا ملازم ہوں درجہ اول۔ ارے! یہ آواز تو کامران مرتضیٰ۔ اپکلہ کامران مرتضیٰ یہ تم ہو۔ ارے بھی۔ فرایہاں
صاحب کی ہے۔ حد ہو گئی۔ پتھر پڑ گئے میرے کاؤن پرشاہی۔ بالقی سب توک بھی یہیں ہیں۔

یہی بھی معلوم کرنا تھا، تم آ رہے ہیں۔ یہ کہ کراخنوں نے
بند کر دیا اور پھر بولے:

"بصع سے ڈنڈ پیل رہے ہیں۔ اپنے جسم کو فولاد سے زیادہ مضبوط بنانے کے لیے چکریں ہیں آج کل۔"

پروفیسر داؤد نہیں۔ بیرون بات کر دے تھا۔ گیا تجربہ گاہ
کاں کا قصد ہے۔

"جی اچھا۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

جلد، ہی خان رحمان کی آواز سنائی دی:

"اسلام علیکم! آداز ہانپ بھی تھی۔"

اپکلر جمیڈ کے گھر پہنچ کر پہلے میں نے تھیس فون کی، پھر تجربہ گاہ فون کیا۔ جانتے ہو۔ دہان فون پر کس نے مجھ سے بات کی؟
کس نے؟ خان رحمان نے فوٹا کا۔
خود جیوال نے پروفیسر داؤد کی آواز میں بات کی تھی۔
کیا؟ خان رحمان چلتے۔

KHAN STATIONERS &
GENERAL STORE
Shop F/890, Bhabra Bazar,
Nishtar Road, Rawalpindi

KHAN STATIONERS &
GENERAL STORE
Shop F/890, Bhabra Bazar,
Nishtar Road, Rawalpindi

KHAN STATIONERS &
GENERAL STORE
Shop F/890, Bhabra Bazar,
Nishtar Road, Rawalpindi

KHAN STATIONERS &
GENERAL STORE
Shop F/890, Bhabra Bazar,
Nishtar Road, Rawalpindi

”ہاں اس میں کوئی شک نہیں۔ اورے ہاں۔ خان رحمان وہ بولے اور ایک بار پھر انھوں نے ان کے غیر ملائے:
”خان رحمان بغور سے سُنو، ہم بہت سنگین حالات سے ہیں۔ فوٹا تجربہ گاہ کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ ادھر ہم دوڑا ہو دہنے ہیں۔

”کہاں سے۔ ملک کے مشرق چھتے سے؟

”اورے نہیں۔ میں اس وقت اپکلر جمیڈ کے گھر سے بچ کر رہا ہوں۔“

”ادھر اچھا۔“

”اور چہرے تک اہم تم لے سے دہان نہ مل لیں۔ تم تجربہ گاہ میں داخل نہ ہو۔“
انھوں نے فوٹا پیسود رکھ دیا اور تیزی سے باہر نکلے۔
اب ان کی کار ہوا سے باتیں کر رہی تھیں۔ وہ عین اس وقت تجربہ گاہ کے سامنے پہنچے، جب کہ خان رحمان بیٹھے۔
”یہ اچھا رہا۔ نہیں ان کا انتظار کرنا پڑتا، نہ انھیں ملنا پہلے وہ ایک دوسرے سے ملے۔ پھر خان رحمان نے جمیڈ اور پروفیسر داؤد سے اینی آخری ملاقات کے بارے میں بتایا۔ اس کے بعد اپکلر کامران مرازا بنے بھی جلدی جلدی مختصر طور پر انھیں حالات بتائے، پھر وہ بولے:

اللہ کو پاک کرو

"آپ جانتے ہیں انپکٹر جمیڈ۔ یہ فون کس کا ہے؟"

"ان جانتا ہوں۔ انپکٹر کامران مرتضیٰ کا۔ وہ مسکرا دیا۔"

"بہت خوب۔ مان گیا آپ کو بھی۔ یہن میں یہ فون یہاں نہیں سننے گا۔"

یہ کہ گروہ اتحاد میڈیٹ لے کر کیس دُور چلا گی۔ پھر والیں پہنچ تو اس کے چہرے پر ایک بھرپور مسکراہٹ ناچ دیتی تھی:

"وہ داتی انپکٹر کامران مرتضیٰ تھے۔ آپ لوگوں کے لیے بہت پریشان۔ میں نے پروفیر داؤڈ بن کر ان سے بات

کی ہے۔ لہذا وہ بھی آمد ہے ہیں۔"

"نہ نہیں۔ اکرم نے بوکھلا کر کیا۔"

انپکٹر جمیڈ کے چہرے کی مسکراہٹ اور گھری ہو گئی۔ نرال کی نظر ان کے چہرے پر پڑی تو وہ زور سے چونکا،

پھر تیزی سے اٹھ کر گردے سے نکل گیا۔

"ان حضرت کو کیا ہوا؟"

"شاید اس نے میری مسکراہٹ کا مطلب سمجھ لیا ہے۔"

"جی کیا فرمایا۔ مسکراہٹ کا مطلب ہے فاروق نے جیران ہو کر کیا۔"

"ہاں! جب اس نے بتایا۔ کہ اس نے پروفیر داؤڈ کی آواز میں انپکٹر کامران مرتضیٰ سے بات کی ہے تو میں بھرپور آواز میں مسکرا دیا۔ ادھر اس نے مجھے مسکراتے دیکھ لیا اور وہ میری مسکراہٹ کا مطلب جان گیا۔ سکاش۔ میں نہ سکلا یا ہوتا۔"

"لیکن آپ کے مسکانے سے وہ کیا مطلب سمجھ گی؟"

"یہ کہ انپکٹر کامران مرتضیٰ اس کی آواز کر پروفیر داؤڈ کی آواز ہرگز خیال نہیں کر سکتے۔ یہ اس کی بھول ہے۔"

"اوہ۔ پھر اب وہ کیا کرے گا؟"

انپکٹر کامران مرتضیٰ کے لیے نیا جال تیار کرے گا۔"

"جیزت تو اس پر ہے۔ کہ یہ جیزال آکھان سے گیا۔ وہ زندہ کیسے ہو گیا؟"

"اس سوال کا جواب انپکٹر کامران مرتضیٰ دیں گے۔ ان کا بخادرے گھر پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس بات کی تذ

تک پہنچ چکے ہیں۔ درد دہ بھادے گھر کا دخ نہ کرتے۔“
میں اس وقت کرے یہیں ایک تیز ترین گیس کی بو
محسوں ہوتی۔ ساتھ ہی دروازہ بند ہو گیا۔ انہوں نے بہت
کوشش کی کہ اس گیس کو سانس کے ساتھ اندر نہ جانے دیں۔
جب تک ملک ہوا، وہ سانس روکے رہے، لیکن آفر کا
انھیں سانس لینا پڑا اور وہ بے ہوش ہو گئے۔

”نن۔ بن۔ نن۔“ وہ ہٹکایا۔

”یعنی تین نن۔ مگر تین کیا۔“ آپ سات بار بھی نن بول
دیں گے۔ تب بھی بات واضح نہیں ہو گی۔“ محمود نے بُرا
سامنہ بنایا۔

”ایک منٹ ٹھہر۔“ شوکی کو بات کرنے والے انکھڑے جمیش نے
انھیں گھوڑا۔

شوکی نے اس کے بارے میں بتایا۔ انکھڑے جمیش چند یکٹہ
تک اسے گھوڑتے رہے، آخر انہوں نے کہا:
”الجھن میں ڈال دیا ہے نوجوان۔ یا تو پکے چار سو میس
تو۔ یا پھر پکے جاہد ہوت۔“

KHAN STATIONERS.
GENERAL STORE
Shop F/890, Bhabra Bazar,
Nishat Road, Rawalpindi.

”میں کچھ نہیں کھوں گا۔“ آپ خود میرے بارے
ملا اندازہ لگائیں۔ اس لیے کہ آپ اندازے قائم کرنے میں
معتمد تیز ہیں۔“

ہوش آیا تو وہ تجربہ گاہ کے تھانے میں تھے۔ اب شوکی
برادر بھی رسیوں سے بندھے نظر آئے۔ یہ تھا خانہ پروفسر داد دا
نے خاص مقاصد کے لیے بنایا تھا۔ اپنے خوبی قسم کے تجربات
وہ یہاں کرتے تھے، اس لیے یہاں ہر چیز کا انتظام تھا۔
ان سب کو کرسیوں پر بٹھا کر باندھا گیا تھا۔ تھانہ خوب
روشن تھا، لیکن اس کی روشنی اور آواز اور تجربہ گاہ میں نہیں
جا سکتی تھی۔ اب انھیں الہیمن اور سکون سے ایک دوسرے
کا جائزہ لینے کا موقع ملا:

”یہ تم لوگوں کے ساتھ کون صاحب ہیں؟“ ایسے میں انکھڑے
جمیش کی منظریں لیں۔ ام پر پڑیں تو وہ چھ بیٹھے۔

”یہ میں ایس ایم ہیں۔“ آپ انھیں ظاہر ایس ایم کہ سکتے ہیں۔
”محب سانام ہے۔“ خیر۔ ان کی تعریف؟
ظاہر خوش ہو گیا۔ پھول کر بُرا ہو گیا۔ حالانکہ ابھی انکھڑے

جسے تیل کی دھاد دیکھیں گے:

اے — ہماری نقل نہ مارو۔ فاروق نے فرد کہا۔

یہنکہ یہ محاودہ تو میں نے یہڑک کی آرڈو گرامر کی کتاب میں پڑھا تھا کبھی۔ یہ نقل مارنا کیسے ہو گیا۔ طاہر نے جلدی سے کہا۔

جواب معقول ہے۔ محمود سکرایا۔

میرا خیال ہے۔ اپکٹر کامران مرزا باہر رہ کر صبر نہیں کر سکتے۔ وہ اندر بزور آئیں گے۔

اور اندر جیرال کا چال تیار ہے، یکون تھے، میں تھا خانے میں بند کرنے کا مقصد ہی یہی ہے۔

اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی کچھ عرض کر سکتی ہوں۔ رفت لی آواز سُلائی دی۔

ضرور یکوں نہیں۔ ہم تو بھول ہی گئے تھے کہ تم بھی یہاں موجود ہو۔ شکر ہے۔ یاد تو آیا۔ محمود نے خوش ہو کر کہا۔

یاد آیا نہیں۔ میں نے یاد دلایا ہے کہ میں بھی یہاں موجود ہوں۔ رفت نے بُرا سامز بنایا۔

اوہ ہاں! یہ بات بھی ہے۔ خیر تم بتاؤ۔ انکل کیا کریں گے فرزاد نے کہا۔

بکن فرزانہ۔ آج تمہاری عقل کو کیا ہوا؟

"میں اندازہ لگاوں گا۔ تم نکر د کر د۔ اے ہاں۔ فون نمبر کیا ہے تمہارا؟"

جی۔ فون نمبر پاپچ چار سو بیس ہے۔

واہ۔ کیا نمبر ملا رہا ہے۔ پاپچ چار سو بیس۔ اب اس میں کیا شکر رہ گیا کہ آپ جا ب چار سو بیس ہیں، بلکہ پاپچ گن چار سو بیس ہیں۔ فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

میں کچھ نہیں کوں گا۔ اس نے بھٹا کر کہا۔

ہمیں؟ تو کیا تم گونگے ہو؟ فاروق کے لمحے میں حیرت تھی۔ میں اپکٹر کامران مرزا کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔ کیا تم لوگ اندازہ لگا سکتے ہو۔ وہ اب کیا کریں گے۔ تجوہ بگاہ۔

میں تو وہ کب کے پنج چکے ہوں گے اور اندر خطرے کو بھی وہ بھانپ چکے ہیں۔

تب وہ خاموشی سے اندر داخل ہوں گے جیسے آپ داخل ہوتے، یہنکہ جیرال کے چال میں پھنس جائیں گے۔

مشتعل ایں ہم۔ آپ بتا سکتے ہیں۔ ہمارے انکل کیا کریں گے؟

ہاں! یکوں نہیں۔ اس نے اکٹا کر کہا۔

بہت خوب۔ بتاؤ بھی۔ اپکٹر جمیل کے لمحے میں حیرت تھی۔ وہ اندر داخل ہی نہیں ہوں گے۔ باہر رہ کر تیل دیکھیں

”پچھے بھی نہیں۔ میں تو جانتی ہوں۔ انکل کیا کریں گے؟“
 ”اے۔ تم جانتی ہو۔ تم اب تک من میں کیا گھنٹنیں
 ڈالے بیٹھی تھیں۔“ محمود نے جمل کر کہا۔
 ”یہ بات نہیں۔ میں نے سوچا تھا۔ پہلے سب
 اپنی رائے دے لیں۔ پھر میں بات کروں گی۔“
 پہلے رفتت۔

”اچھی بات ہے۔ مونہی سہی۔“ رفتت نے برا مان کر کہا
 ”اس میں برا ماننے کی بات نہیں۔ فرزانہ فوراً بولی۔
 ”خیر کوئی بات نہیں۔ جس میں را ماننے کی بات ہو
 بتا دینا۔ مان جاؤں گی۔“ رفتت بولی۔
 ”اوہو! ہمارے کان کاٹنے کی تیاری ہو رہی ہے۔“
 ”ظاہر بھائی۔ آپ دیکھ رہے ہیں۔ میں نے ان میں
 کسی کے کان تو نہیں کاٹے؟“
 ”نہیں۔ تو۔ بب باہل نہیں کاٹے۔ میں چشم و
 گواہ ہوں۔“

”کیا کما۔ ظاہر بھائی۔ ایک دم جاتی بھی بنایا۔“
 ”اہ! یہ کہ تم پریشان نہ ہو جاؤ۔ اور یہ بتا کہ میں نے
 شخص کو جس کے بارے میں ابھی تک ابا جان تک کوئی فیلا
 نہیں کر سکے۔“

”تو فصلہ ہونے تک بھائی بنا لینے میں کیا حرج ہے؟“

”یکی ابا جان! ہم ان گرسیوں کو دیوار پر مار کر قوڑ تو
 رفت مسکاتی۔“
 ”سو بارہ بناؤ، لیکن ایسے بھائی کام نہیں آئیں گے۔“
 ”وہ دیکھیے۔ آپ میری توہین کو رہے ہیں۔ اور میں ہرگز
 پرداشت نہیں کر سکتا۔“
 ”اچھا تو نہ کرو۔ یہ کر دو گے تم؟“
 ”فی الحال صبر۔ یکوئی لا تھہ پیر بندھے ہونے ہیں۔“
 ”اے ہاں۔ یاد آیا۔ ابا جان۔ آخر ہم ان گرسیوں سے
 بھات حاصل کرنے کی کوشش یکوں نہیں کر رہے۔“ محمود چونکا۔
 ”اہ! یہ کہ یہ کوشش میں بہت پہلے کر چکا ہوں۔“
 ”بھی کیا مطلب ہے؟“
 ”یہ رسیاں لا تھہ پیر بلانے سے اور کہتی ہیں، لہذا تم ایسی
 کھل کے کان تو نہیں کاٹے؟“
 ”اوہ بھر بھی آپ، خس رہے ہیں، مسکارا رہے ہیں، باتیں کر
 رہے ہیں۔ بھیے کچھ ہوا تھا نہیں۔“ فرزانہ نے بے چین ہو کر کہا۔
 ”کیا کما۔ ظاہر بھائی۔ ایک دم جاتی بھی بنایا۔“
 ”اہ! یہ کہ تم پریشان نہ ہو جاؤ۔ اور یہ بتا کہ میں نے
 اس پریشان تو بھر بھی کر دیا۔ یہکی تم لوگوں کو خیزدار کرنا
 کھڑکی تھا۔“

سکتے ہیں۔"

"مگر اس طرح گی ہے کہ ہم کریں کوئے کر آٹھ نسلیں ہوں گی تو نہ جانے کیا کیا دوسرے یہ کہ آٹھنے کی کوشش میں بھی تو رسیاں اور کسی نہیں ہوتا چاہیے۔"

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے۔ ہم محمود کا چاقو بھی ہے۔ ہل بالکل۔ ہمیں اللہ کو یاد کرنا چاہیے۔ نہیں لا سکتے۔"

"پہلی بات تو یہ کہ محمود کا چاقو جوتے کی ایڑی میں اٹ گیں۔ اچانک انھیں یوں لگا۔ جیسے اپر کوئی زبردست حیرال نہ رہنے، ہی نہیں دیا ہو گا۔ اور دوسرا بھاکھا کا ہوا ہو۔

"کہ ہم چاقو استعمال کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ تیریں۔ ان کے دل دھک دھک کرنے لگے۔

"یجیے۔ اب رسیوں کے بھی بال نکلنے لگے۔ کمال کر دیا۔ آنکھ مسکایا۔

"ان حالات میں اور میں کرہی کیا سکتا ہوں۔" وہ مکار

"حیرت ہے۔ اب تک کوئی کادر والی شروع نہیں کیا۔ آخر یہ انپکٹر کامران مرزا کم کیا رہے ہیں۔"

"سوال یہ ہے انکل۔ اگر انکل کامران مرزا بھی ہماری پھنس گئے تو کیا ہو گا۔ حیرال تو اپنے منصوبے پر عمل ہو چکا ہو گا۔ شوکی نے کہا۔

"عمل بیرون تو وہ پہلے سے ہو چکا ہے۔ مجھے تو شدید کمی ہے۔ انپکٹر جیشید بولے۔

خوفناک خطرہ

ہاں : بات جیزال نے کی تھی۔ اس کا صاف مطلب ہوئے ہوئے کہا۔
ہے کہ تجربہ گاہ پر اس وقت جیزال کا قبضہ ہے اور ہمارا تپ پھر آپ بتائیں۔ ان حالات میں ہم کیا کریں۔ فرحت ساتھی اس کے قابو میں ہیں۔ لہذا ہمیں یہ فیصلہ کرنا چاہیز ہے۔

کہ ہم اب کیا کریں۔ اندھے جیزال کا جال، ہمارے پکھے نہیں۔ بس یہی کریں گے۔ لیکن ذرا مجھے مزید غور تیار ہو گا۔ اور جیزال کا جال، بہت خوفناک جال ہوتا ہے دو۔ دوسرے یہ کہ ہمیں اسلیے سے بھی یہس ہونا جال کا رُخ تک بکھر میں نہیں آتا۔ پھر وہ جدید ترین طریقے۔ وہ بولے۔

چیزوں اور آلات سے کام یافتہ ہے۔ اب جلدی سے اپ بھیسے حکم فرمائیں۔ ہم کرنے کے لیے تیار ہیں۔ کر کے بتاؤ، ہم کریں تو کیا؟

انپکٹر کامران مرزا سوچ میں ڈوب گئے۔ کافی دیر سوچتے ہے، پھر انہوں نے انھیں ہدایات دیں اور ہتھیار بھی دیے، یہ بات جیزال بھی جانتا ہے۔ کہ ہم خفیہ طور پر اس کے بعد فرحت اور خان رحمان صدر دروازے کی طرف بڑھے، داخل ہونے کی کوشش کریں گے۔

تاب پھر ہم ڈبل کوشش کریں گے۔ ایسے میں فرحت بولیں گے۔ انہوں نے وقت بھی طے کر لیا تھا کہ خان رحمان

کی کہا۔ ڈبل کوشش۔ وہ چونکہ اٹھئے۔

ہاں : وہ ایسے کہ میں اور انگل خان رحمان دروازے پر
ٹک دیں گے۔ آپ بچھلی طرف سے اندر داخل ہونے کی
کوشش کریں۔

بہت خوب! ان حالات میں اس سے بہتر تر کیب کوئی
میں ہو سکتی۔ خان رحمان بولے۔

جیر۔ ہم یہی کریں گے۔ کیونکہ کچھ دکچھ تو کرنا ہو گا،
اہ میں جانتا ہوں۔ جیزال بھی اس رُخ سے سوچ چکا ہو گا۔

کس وقت دشک دیں گے۔ پہلی طرف پہنچ کر انہوں نے بڑا۔

وقت دیکھا، پھر سفیدے کے اس درخت کے نیچے پہنچ پکھ دیو بعد وہ بھی گزیوں سے بندھے تھے خانے میں موجود جس کے ذریعے انپکٹر جمیڈ اندر پہنچے تھے۔ انھیں بھی نہیں۔ اور جیوال آدم کو کسی میں بیٹھا ہلکوہ میں رہا تھا۔ درخت کا پتا تھا۔ لہذا پہلے وہ اس پر چڑھے انھیں ہوش میں آتے دیکھ کر وہ ہنسا:

دیوار پر آترے اور دیشم کی ڈوری کی مدد سے نیچے اترے۔ وہ انپکٹر جمیڈ۔ تمہاری ساری ٹیکم پودی ہو گئی۔ اب مجھے ان کے بیچھے آفتاب اور آصف بھی درخت پر چڑھ پہنچنے سے سنو۔ یکونکہ یہ خرستا کر میں یہاں سے چل دوں گا۔ پھر دیوار پر آگئے تھے۔ میں اس وقت فرحت صدمہ لوگ اگر خود کو ان دیسوں سے نجات دلا سکو۔ تو فوراً پر درشک دے رہی تھی۔ انہوں نے باغ کا جانشی والی ہال پہنچنے کی کوشش کرنا۔

اس میں کوئی نہیں تھا۔ انہوں نے آفتاب اور آصف "عوامی ہال۔ کیا مطلب ہے انپکٹر جمیڈ یو کھلا آٹھے۔ بھی نیچے آنے کا اشارہ کیا، وہ دسی پر چلتے انہیں "ہال! عوامی ہال۔ وہاں اس وقت تمہاری قوم کے تمام پہنچ گئے۔ وہ انتظار کرنے لگے۔ اپنیک انہوں نے صدر دروازے کی طرف ایک ہلکے نمائیں گے۔ آزادی کا جشن۔ میں نے ایک وزیر کے ذریعے دھماکے کی آواز سنی:

"میرا خیال ہے۔ ان پر دار ہو گیا۔ انپکٹر کامران سلطنت جس نمائیں گے اور پھر صحیح ٹھیک چار بچے..."

نے گھبرا کر کہا اور دوڑنے لگے۔ آفتاب اور آصف "وہ کہتے کہتے دک گی۔ اس کا چہرہ آگ کی طرح شرخ کے بیچھے دوڑے۔ چکر کاٹ کر انھیں صدر دروازے ہلکا ہلکا۔ آنکھیں گویا جلنے لگیں۔ لمحہ اس قدر خوفناک تھا طرف آنا پڑا۔ فوراً ہی ایک اور دھماکا ہوا۔ یہ انپکٹر جمیڈ اور انپکٹر کامران مرزا شکر کے روئیگئے کھڑے پہنچ کی نسبت بڑا تھا۔ انھیں اپنے پیروں کے نیچے ائمہ:

زمیں نکلتی محسوس ہونے لگی۔ اور پھر انھیں کوئی چال بیچے کیا؟ انپکٹر جمیڈ کو خود اپنی آواز ڈور کسی اندر بھے

کنوں سے آتی محسوس ہوئی۔

"ٹھیک چاہ بچے ہو گا۔ جس کے لیے مجھے یہاں بھجو
گیا ہے۔ پہلے میں نے اپنی تیاریاں مکمل کی تھیں، پھر
میں آپ کے لئے ملاقات کرنے کے لیے آیا تو
اگر میں ملاقات کے لیے نہ آتا اور پردے میں روکا
اپنے منصوبے پر عمل کرتا تو شاید میں کامیاب نہ ہوں
یکونکہ اس صورت میں وہ پُر اسرار دعوت آپ لوگوں
ضرور چونکا دیتی۔ لہذا میں نے اس کا انتظام کیا کہ
ووگ چونک بھی نہ سکیں۔ اور جب میرے بتائے پر جنہیں
کے قابل ہوں تو کچھ کر نہ سکیں۔ اس جگہ سے عوامی
کافی حصہ گھنٹے کا ہے۔ تیز ترین ڈرائیور بھی آدھ
سے پہلے نہیں پہنچ سکتا۔ فون والوں کوئی متے نہیں کیا
یکونکہ وزیر صاحب نے یہ تجویز دکھی ہے کہ آج کے دن
کوئی فون نہیں سنیں گے۔ یہ تجویز دراصل میری ہے
عوامی ہال کے فون اگر ایک ساتھ بھی بخٹے لگیں، تب
ان کے کافوں پر جوں تک نہیں ریٹنے گی۔ دیوں
ہونے میں آپ لوگوں کو پردے چاہ گھنٹے لگ جائیں گے۔
گویا پردے ساتھے چاہ گھنٹے بعد جب آپ لوگ عوامی
لبخندی کی باتوں پر غور کرتے ہیں۔ اور نہ اپنے بھی پر
سک پہنچنے کے قابل ہوں گے۔ تو یعنی اس لمحے دھماکا
نے ہوئے قرآن پر۔ قرآن بے شمار یاتوں کا کھول کھول

کر اعلان کر رہا ہے، لیکن اس اعلان پر بھی آپ لوگ
کان نہیں دھرتے۔ جاتے ہوئے بتا جاتا ہوں ان پکڑ جیش
کہ قرآن کلھے الفاظ میں کہ رہا ہے:
یہود اور نصاریٰ تمہارے دوست نہیں ہیں،
یہ تو آپس میں دوست ہیں۔

مطلب یہ کہ یہود ہوں۔ نصاریٰ ہوں۔ جاہانی ہوں۔
یہ سب مسلمانوں کے دوست نہیں ہیں۔ دشمن ہیں۔ اور
لوگ ہو کہ ان لوگوں کو اپنی فوج میں بھی شامل کر لیتے
ہو۔ بڑے بڑے سرکاری عہدے اخیس سونپ دیتے ہو۔
اپنے ایسی پلانٹ مک میں تم لوگوں نے جاہانیوں کو عہدے
دے رکھے ہیں۔ پھر بھلا بھج جیسا آدمی کیوں آسانی سے کامیابی
نہیں ہو گا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو بھی اس منصوبے پر عمل
کرنے میں دانتوں پیزند آ جاتا۔ لیکن میں نے تو بہت
آدم سے بیٹھے تمہارے کامیابی حاصل کر لی۔ خطرہ تمہارے
تم لوگوں سے۔ تھیں اس رووال کے ذریعے یہاں پہنچنے لیے
اپنے اس سے زیادہ کیا کہوں۔ ویسے تم لوگ سوچ
رہے ہو گے کہ میں کیسا دشمن ہوں۔ خود ہی تم لوگوں کی
کمزوریوں سے آگاہ کر رہا ہوں۔ یہ اس لیے کہ جب تم
اپنے ملک کا ان بلاؤں سے پاک کر دو گے اور پھر میں کوئی
تم نہ رہ جائے۔ اب دیکھ لیں۔ تم لوگوں کے پاس

Downloaded By Muhammad Nadeem

پڑھے ساڑھے چار گھنٹے ہیں۔ میں اگر یہ تمام باتیں نہ
اور تم لوگ اپنے آپ کو یہاں سے چھڑا لیتے تو یہ کرنے
کیا بھاگ دوڑ کرتے۔ اور ادھر دھا کا ہو جاتا۔ یعنی
نے سادی بات بتا دی ہے۔ کچھ کر سکتے ہیں تو کر لیں
تمام ہے۔

الپٹھر، حمید نے اعلان کرنے والے انداز میں کہا۔
آپ، ہمیں چند منٹ کی مدت دیں۔ فرزانہ نے کہا اور
وہ ہمیں سوچ میں ڈوب گئیں۔ صرف تین منٹ بعد
بھی فرزانہ بولی:

”ہمیں کسی ایک گرسی کی رسیوں کو آگ دکھانا ہوگی؟“

”آگ!! دہ سب ایک ساتھ ہوئے۔“

”ہاں! آگ۔“ فرزانہ نے پُر جوش انداز میں کہا۔

”یعنی ہم آگ کس طرح دکھائیں؟“

”فاروق کی حیب میں لائٹر موجود ہوتا ہے۔“

”اوہو۔ آخر لائٹر کیسے نکالیں۔ اور پھر اسے جلائیں
کس طرح؟“

”ساڑھے چار گھنٹے بہت ہوتے ہیں اب آجاتا۔ سوچ کیا
ہیں۔ حرکت میں آ جائیں؛ ابے میں فاروق کی آواز گونج اٹھی۔“

”ادہ ہاں دائمی۔ ساڑھے چار گھنٹے بہت ہوتے ہیں۔“

”یعنی ہمیں پہلے غور کرنا ہے کہ ان رسیوں سے نبات تک
کی آواز سنائی دی۔“

”آپ لوگ ٹھہریں۔ میں اللہ ہو جاتا ہوں۔“ ٹی ایس ایم
طرح حاصل کریں۔ اس لیے کہ جتنا آپ لوگ کوش کر لے
گے۔ اتنا یہ رسیاں گوشت میں دھنیں گی۔ سوال ہے۔“

”مجیب الحسن ہیں آپ بھی۔ اسے میاں لائٹر تو فاروق
ہے کہ وہ کیا ترکیب ہو سکتی ہے کہ رسیاں گوشت میں
لے جیب میں ہے۔“ تھوڑے بھتنا کر کہا۔

”ادہ سوری۔“ ظاہر نے ختم کر کہا۔

اور تم لوگ اپنے آپ کو یہاں سے چھڑا لیتے تو یہ کرنے
کیا بھاگ دوڑ کرتے۔ اور ادھر دھا کا ہو جاتا۔ یعنی
نے سادی بات بتا دی ہے۔ کچھ کر سکتے ہیں تو کر لیں
تمام ہے۔

”ہر ہڑا اور تھانے کی سیڑھیوں کی طرف چل پڑا۔“

”میں سے کسی کا جی بات کرنے کو نہیں چاہ رہا تھا۔“

”بینخ کرو ہڑا۔ ایک نظر ان سب پر ڈالی اور ہاتھ ہلا کر
بکل گیا۔ ساتھ ہی دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا۔“

”ان کے دل گویا دھک کرنا چھوٹ گئے۔“

”ساڑھے چار گھنٹے بہت ہوتے ہیں اب آجاتا۔ سوچ کیا
ہیں۔“

”ادہ ہاں دائمی۔ ساڑھے چار گھنٹے بہت ہوتے ہیں۔“

”یعنی ہمیں پہلے غور کرنا ہے کہ ان رسیوں سے نبات تک
کی آواز سنائی دی۔“

”آپ لوگ ٹھہریں۔ میں اللہ ہو جاتا ہوں۔“ ٹی ایس ایم
طرح حاصل کریں۔ اس لیے کہ جتنا آپ لوگ کوش کر لے
گے۔ اتنا یہ رسیاں گوشت میں دھنیں گی۔ سوال ہے۔“

”مجیب الحسن ہیں آپ بھی۔ اسے میاں لائٹر تو فاروق
ہے کہ وہ کیا ترکیب ہو سکتی ہے کہ رسیاں گوشت میں
لے جیب میں ہے۔“ تھوڑے بھتنا کر کہا۔

”ادہ سوری۔“ ظاہر نے ختم کر کہا۔

"یکن بھئی۔ اس نے اپنے جذبے کا اظہار تو یہی ہے۔ انپکٹر جمیڈ بولے۔

"نم۔ میں الٹ رہا ہوں۔ چاہئے رسیاں میری ہڈیوں پر
یکوں نہ پہنچ جائیں۔" فاروق نے جذبائی آواز میں کہا۔
شاباش فاروق۔ اس نہم کا سارا دار و مدار اب تھے۔
ایسے میں ہے۔ انپکٹر جمیڈ بولے۔

"شاباش فاروق۔ ایک چیز باہر آگئی ہے۔ تو لائٹر کیوں
نہیں گئے گا۔ اب جیب کا رُخ بھی ینچے کی طرف ہے۔
ایک دو جھٹکوں کی اور ضرورت ہے۔"

"ایک دو مزید جھٹکوں میں کہیں میرا جھٹکا نہ ہو جائے۔" فاروق
لئے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ایسے دین، ملک اور قوم کے لیے الگ تم جان قربان کر گئے
تو ہم فخر کر سکیں گے فاروق۔ نظر نہ کر۔ انپکٹر جمیڈ نے بلند
آواز میں کہا۔

"اچھی بات ہے۔ اللہ کا نام لے کر ایک اور زور دار جھٹکا
ملائتا ہوں۔" فاروق نے کہا اور زور سے جھٹکا دیا۔ اس بار
میں چار چیزوں باہر آ کر گئیں، یکن ان میں لائٹر نہیں تھا۔
فاروق نے ایک جھٹکا اور مالا۔ ساتھ ہی فرازانہ چلا اٹھی۔
لائٹر باہر آ گا ہے۔"

"آپ پریشان نہ ہوں آبا جان۔" یہ کہ کر فاروق نے زور لگایا تو کھسی اٹھ گئی۔
بھی قدمے اٹھا ہو گیا۔ اب وہ لگا اپنے جسم کو ہلانے
تک اس کی جیب سے چیزیں نکل کر گئے لگ جائیں۔
شاباش فاروق۔ خود کو اور ہلا وہ۔ انپکٹر جمیڈ بولے۔
نم۔ میں ہلا رہا ہوں۔ اور جوں جوں ہلا رہا رہا ہوں۔
رسیاں گوشت میں دھنس رہتی ہیں۔"

"ہم جانتے ہیں فاروق۔ یکن اپنے دین، ملک اور قوم
کے لیے ایسی قربانیاں تو دینا ہی پڑتی ہیں۔ کیا تم نیل
چاہتے کہ ہم جیوال کے منصوبے کو نامام بنا دیں۔"

"بھلا میں کیوں نہ چاہوں گا۔"

"تو یہ ہلا وہ۔ خود کو۔ اس قدم ہلا وہ کہ جیب سے
چیزیں گرنے لگیں۔"

فراز نے ان الفاظ کے ساتھ ہی فاروق نے جم ڈسٹرکٹ
بھی میں حیرت تھی۔
دیا۔ اس کے چہرے پر شدید تکلیف کے آثار ظاہر تھے۔ این
جشید نے اس وقت اپنے دل میں درد سامنے کیا، لیکن
انھوں نے اپنے سر کو ایک جھٹکا دیا اور لائسٹر کی طرف
تو جل گئے۔

ادھر انپکٹر کامران مرزا ان کی طرف سرک رہے تھے۔ اب
اب کی نظریں ان پر جم گئیں۔ اللہ اللہ کمر کے دہ ان سک پنج
لئے اور اپنی کُرسی کو الٹ دیا۔ اب ان کا منہ ان کے
کام میں اور انپکٹر کامران مرزا کر سکتے ہیں۔ اور بیرون
از پکٹر جشید نے کہا۔
”یکن کیسے؟ محمود کے لمحے میں حیرت تھی۔
”بس تم دیکھتے جاؤ۔“
یہ کہ انپکٹر جشید اپنی کُرسی کو لائسٹر کی طرف سرکانے لے
لائسٹر کے نزدیک پنج کر انھوں نے کُرسی کو الٹ دیا۔ اس طرح
ان کا منہ فرش سے نزدیک ہو گی۔ وہ اپنا منہ لائسٹر کی طرف
سرکانے لے گئے۔ یہاں تک کہ منہ لائسٹر کو چھوٹا لگا۔ اب
انھوں نے زبان اور ہونٹوں کی مدد سے لائسٹر کو منہ میں سے
لیا۔ انھوں نے لائسٹر کا پچلا حصہ منہ میں لیا تھا۔

”انپکٹر کامران مرزا۔ اب آپ کو میرے نزدیک آنا پڑے
لگا۔ اس اخون نے اپنے ہاتھ کو سرکانے کی کوشش شروع کر دی،
لگا بات ہے۔ میں یہ کوشش ضرور کروں گا۔“

انپکٹر جمیش نے یسیور اٹھایا تو دوسری طرف سے جیوال کی آواز سنائی دی۔

"بہت خوب انپکٹر جمیش۔ مان گیا آپ نوگن کو۔ مجھے صرف ایک فی صد امید تھی کہ آپ لوگ وقت سے پہلے رکی نہیں کھول سکیں گے، یہکن میرا ننانوے نیصد اندازہ غلط ہو گیا اور ایک فیصد امید جیت گئی۔ اب عوامی ہال کی طرف دوڑ لگا دیں۔ میں بہت قریب سے دیکھوں گا کہ اب پ لوگ کیا کرتے ہیں۔"

وہ خان رحان کی بڑی گاڑی میں دوڑ پڑے۔ ڈراموںگ انپکٹر جمیش کو رہے تھے۔ آدھ گھنٹے بعد وہ عوامی ہال کے سامنے پہنچ گئے۔ یہ ایک بہت بڑی سرکاری عمارت تھی۔ تمام بڑی سرکاری دعوییں اس ہال میں دی جاتی تھیں۔ اس وقت یہ عمارت جگ مگ جگ مگ کر رہی تھی۔ تمام بڑے سرکاری افسروں اسی میں موجود تھے اور جشن منوار ہے تھے۔ کھا رہے ہیں اور کسی سے الگ ہو گئے۔ دوسرے ہی لمحے کو اپنے جسم سے الگ کر چکے تھے۔ باہمیں کر رہے تھے۔

البات سے بے نجر کیا قیامت ٹوٹنے والی ہے۔

وہ صدر دروازے پر جونی گاڑی سے اُترے، دروازے کر کے وہ سب آزاد ہو گئے۔ اب وہ اوپر کی طرف ٹکڑا موجود فوجی آفیسرز نے اپنی رانیں ان پر تان دیں۔

بھی تجربہ کاہ والے کمرے تک پہنچے تھے کہ فون کی گھنٹی۔

یہ کام بھی آسان نہیں تھا، لیکن انھیں کرنا تھا، وہ نندہ کر رہے۔ نگاتے رہے۔ ان کی جان پر بنتی رہی۔ آج یہ نندہ کو کسی قدر بامہر نکالنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس کری کو سر کانے لگے۔ تاکہ ان کا نندہ لائسٹر کے نزدیک بانائے۔ اس کوشش میں بھی کہنی منت لگے۔ آخر انگل پھر رگڑا کھانے لگی۔ وہ بار بار اسے چکر دینے کی کوشش کر رہا۔ اچانک لائسٹر کا شعلہ بھڑکا۔

"وہ ماڑا۔ جلدی کریں۔ کری سے بندھی رسیوں کو دکھا دیں۔ انپکٹر کا مران مزا چلاتا۔"

انپکٹر جمیش نے لائسٹر کے شعلے کا رُخ ان کی کُرسی لے جائیں۔ بندھی رہی کی طرف کر دیا، جونی آگ نے اسے چھوڑا۔ پھر ہونے لگی۔ رسی نے تیزی سے آگ پکڑ لی۔ جو کری کے پاس نے جلی۔ انپکٹر کا مران مزا نے اکتوبر مارا اور کسی سے الگ ہو گئے۔ دوسرے ہی لمحے کو اپنے جسم سے الگ کر چکے تھے۔ اب انھوں نے اپنے نندہ میں لے لیا اور رسیاں جلانے لگے۔ ایک کر کے وہ سب آزاد ہو گئے۔ اب وہ اوپر کی طرف ٹکڑا موجود فوجی آفیسرز نے اپنی رانیں ان پر تان دیں۔

تکی۔

”خیزدار! میں انپکٹر جنیڈ ہوں۔ اور ایک بہت بڑے خبر ک خبر لے کر آیا ہوں۔ رائفلیں پنجی کر لیں اور ہمیں اندر جاؤ دیں۔“

”افسوس! آپ اندر نہیں جا سکتے۔“

”کیا کہا۔ ہم اندر نہیں جا سکتے۔ تو پھر یہ پوری بھروسہ بلے کا ڈھیر بننے والی ہے۔ اب سے صرف تین گھنٹے کی مطلب؟“
”وہ ایک ساتھ چللاتے۔“

حکم یہ ہے

”ہاں آپ لوگ ہمیں نہ روکیں۔ ہم پہنچے ہی بہت مشکل سے جیوال کی قید سے نکل کر آئے ہیں۔ یہ دیکھئے۔ یہ کہ انپکٹر جنیڈ نے پکڑا ہٹا کر اپنے ذخیر دکھابئے۔ فاروق نے بھی بھی کیا۔ اس کے ذخیر دیکھ کر تو فوجی بھی کانپ گئے۔ پھر ایک نے زخم آواز میں کہا۔“

”یعنی ہم کیا کر سکتے ہیں۔ حکم نہیں ہے۔“
”کیا آئی جی نثار احمد صاحب اندر ہیں؟“
”ہمیں معلوم نہیں۔“

”صدر صاحب تو اندر موجود ہیں تا؟“

”ہاں، ان کے بارے میں معلوم ہے۔ وہ اندر ہیں۔“
”الا سے کوئی دیس۔ باہر میں موجود ہوں اور فوری طور پر ملنا چاہتا ہوں۔“

”حکم یہ ہے کہ نہ تو کسی ملاقاتی کو اندر جانے دیا جائے۔“

کسی کا پیغام اندر پہنچایا جائے۔ نون پر کسی کو کسی بات کرائی جائے؟

”میں۔ میں اندر جاؤ گا۔“ فوجی نے جلدی سے کہا۔

”اس سے یہ کہیں بہتر ہے کہ آپ مجھے جانے دیں۔“

”اچھی بات ہے۔ اب جو ہو گا۔ دیکھا جائے گا۔ آپ

”ووگ اندر جائیں۔“

”آپ ایسے نہیں نہیں گے۔ میں آپ کو دکھاتا ہوں۔“

”یہ کہ کر انھوں نے اپنی اندروں جیب سے اپنا خ

اجازت نام نکالا اور اس کی طرف بڑھا دیا۔

”ہمیں حکم ہے۔ کسی کی لائی ہوئی کوئی چیز نہ دکھیں۔“

”اس پر توجہ دیں۔ یہاں تک کہ صدر صاحب کا حکم

ان کے والد صاحب، بھی آ جائیں۔ تو انھیں بھی باہر

چھوڑ دیا جائے۔ اور ان تک ان کا پیش۔ اندر نہ دیا جائے۔“

”اچھی بات ہے۔ اب ہم اپنی کوشش شروع کرتے

ہیں۔ اسی قسم کی حرکات کرتے دیکھ کر خود انھیں شرم محسوس

ایک بات آپ سن لیں۔“ پوری کی پوری عمارت اٹھ

وائی ہے۔ چراں نے اس عمارت میں تمام بہم فٹ کر رکھا

ہے۔ ایک بھی فرد نہیں بچے ہوا۔ خود آپ ووگ بھی نہیں پہنچ

گے۔ کیا یہ پیغام بھی آپ اندر نہیں دے سکتے؟ ان کا

حد درجے سخت ہو گیا۔

”کیا واقعی یہ بات ہے؟“ فوجی۔ پریشان ہو کر کہا۔

”تو پھر ہم گھوم پھر کر دُور دراز کے گوشوں میں انھیں تلاش

کرنے میں رانپکٹہ کامران مرزا نے کہا۔“

”وہ دیوار کے ساتھ ساتھ چکر کاٹنے لگے۔ آخر ایک کو ز

کے قابل کہاں رہ جائیں گے؟“

”کامران مرزا کے قابل کہاں رہ جائیں گے؟“

”کامران مرزا کے قابل کہاں رہ جائیں گے؟“

بہر نکالنے کا کوشش کریں:

آد جیش: صدر صاحب نے کہا۔

اور صدر صاحب نائک کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔ پورے
لیں ان کی آواز گونجنے لگی:

خواتین و حنرات - آپ کے لیے انپکڑ جمیلہ کی طرف سے
بچر - بھروسے اور بریشان ہونے سے کوئی فائدہ نہیں ہو
- آپ سب پُرسکوں انداز میں عمارت سے باہر آ جائیں،
پکڑ جمیلہ خرا آپ لوگوں کو باہر، ہی نہیں گے۔

لے سکتے ہیں کہ آزادیں اُبھریں۔

اُس کی ایک دلیل ہے۔ اور وجد بھی آپ کو باہر سناتی تھے۔ اب آپ سب باہر تشریف لے چلیں۔ تم

لیں ہوں پھر دیں۔

اُد کے سر - جو حکم -
ب لوگ پُر سکون انداز میں باہر جانے لئے -

بہت اچھا رہا۔ اگر پہلے ہی بلوں کی خردے دیں

لوب لوگ اندھا دند بام کی طرف دوڑیاڑتے۔

کل طرح بہت نقصان ہوتا، کچھ وگ زخمی ہو جاتے۔

پس پر لیے جاتے۔ انگریز کامران مرا نے صدر حاصل

میں پہنچ آدی گرسوں میں دھنے نظر آئے۔ وہ اس طرح
بڑھنے لگے۔ نزدیک پہنچ کر انہوں نے دیکھا۔ وہاں زمرہ
آئی جی صاحب موجود تھے، بلکہ ان کے ساتھ ملک کے
اور ایک دو دوسرے سنبھالے لوگ، بھی تھے۔ انھیں دیکھا
جائے۔

جھیڈ۔ تم اور کامران مرتا بھی۔ خیر تو ہے؟

”خیریت نہیں ہے سر۔ سوت بڑا خطرہ ہمارے سروں
منڈل رہا ہے۔ آپ سب کو مجھ سارت فوراً چھوڑ دینی چاہیے
لگ۔ کما مطلب؟ وہ دکھل آئے۔

اس عمارت میں جیرال نے خام بم فٹ کر رکھے ہیں۔

لک۔ کیا۔ شامیں ہم ڈھنے چلاتے۔

"ہاں سر۔ آپ لوگوں کو اس خطرے سے جذبہ دیکھنے کے لئے ہمیں یہاں آتا تھا، لیکن تم جیزال کی قید میں تھے اور قید سے رہانی کے لیے یہ دیکھیں سر۔ ہمیں کی کچھ نہیں کر سکتے۔"

بڑا۔۔۔ یہ کہ انپکٹر جمیں نے فاردد
دہ تھرا آئھے۔ ساتھ ہی انپکٹر جمیں
نے بھی پڑے، رشا کر ذخیر دکھائے:

اُن مالک - یہ کیسے زخم ہیں؟

کی تعریف کی۔

کوئی دھماکا نہیں ہوا۔ بلاوجہ، ساری دعوت خراب کی گئی۔
یک تیز آداز سنائی دی۔ انہوں نے مژہ کر دیکھا۔ یہ فدیر غارجہ
باد جلانی تھے۔

ہال بلاوجہ اتنے لوگوں کو بیٹھان کیا گی؟ یک اور آقینہ بولا۔
میں اس لمحے کیسی دُور یک دھماکا ہوا۔ ان سب
کے کام کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے پہنچ کر عمارت
کی طرف دیکھا، میکن عوامی ہال بالکل ٹھیک ٹھاک کھڑا
تھا۔ اسی وقت کئی دھماکے پے درپے ہوئے اور پھر تو
مسلسل دھماکوں کا سلسلہ شروع ہی ہو گیا۔ جب کہ عوامی ہال
لوگوں کا توں تھا۔

یہ دھماکے کیسی اور ہو رہے ہیں؟ انپکٹر جنید پوری وقت
سے چلا گئے۔

میکن کہاں؟ انپکٹر کامران مرزا کا چھرو سرخ ہو گیا۔
میں اسی لمحے کی ہوناک دھماکے ہوئے۔ پودا شہر رز
ٹھا۔ پودے شہر میں ہل چل پچ گئی۔ چند منٹ بعد انہیں
ہوناک تھیں خبر سننا پڑی۔

پودے ملک کے اسلحے کے ڈیو میں آگ لگ گئی ہے۔
آن کے حواس جاتے رہے۔ پھر میزانِ اُل پھٹنے لگے۔
اُل اصر سے اُدھر شہر پر گرنے لگے۔ جب کہ اسلحے

چند منٹ میں عمارت خالی ہو گئی۔ وہ باہر آتے۔ انپکٹر
جنید ایک اونچی جگہ کھڑے ہو گئے۔ تفصیل سے ساری بنت
باتے لگے۔ لوگوں کے منہ مارے خون کے گھٹلتے چلے گئے
پھر اپنی بات تکمیل کرتے ہوئے وہ بولے:

اور ابھی کچھ وقت باقی ہے۔ آپ سب لوگوں کے
سامنے والی عمارت حاضر ہے۔ آپ اپنی باقی دعوت والی
اڑا لیں۔ اگرچہ وہاں اس قدر انتظامات نہیں کیے جائیں
ٹھیک چار بجے کا وقت ہے۔ اگر اس سے پہلے بم سکواد
بم تلاش کر لیے تو بھم عمارت بچانے میں کامیاب ہو جائے
گے، ورنہ اللہ کو جو منتظر ہے۔ وہ ہو کر رہے گا۔

اور پھر وہ ساقیہ والی عمارت میں داخل ہونے لگے۔ اس
مارست کو صدھ صاحب کے حکم پر کھلوا یا گیا تھا۔

وقت آہستہ آہستہ گزرنے لگا۔ یہاں تک کہ بیچ کے چار
بجے میں چند منٹ رو گئے۔ اس وقت تک بم سکواد مسلسل
بم تلاش کرنے کی کوشش میں لگا رہا تھا۔ میکن پوری عمارت
میں انھیں ایک بم بھی نہ مل سکا۔ اور پھر چار بجے میں تین
چار منٹ پہلے انھیں بھی باہر نکال دیا گی۔

پھر چار بجے گئے۔ چار بجے کر چند یکنہ ہو گئے۔

Upoaded By Muhammad Nadeem

کا ڈپ شر سے باہر کافی فاصلے پر تھا۔ یہ میزائل خود میلوں ڈور دار کرتے ہیں۔ جہاں جہاں میزائل گرے تباہی پہنچتے لگی۔ عمارتیں تباہ ہونے لگیں۔ دارالحکومت۔ دارالحکومت کے ساتھ واقع دوسرے شہر۔ بھی زد میں اس کے ادپر تباہ ہونے والی کوئی عمارت گرفتے تو گئے۔ بوگوں میں بھگکر ٹیک گئی۔ سب کے اتحاد

طوطے اڑ پھکے تھے۔ صدر کیا۔ وزیر کیا۔ انپکٹر جنید کیا۔ سب کو قیامت ہی قیامت نظر آ رہی تھی۔

آگ بکھلی تو کیا ہو گا۔ انپکٹر جیشید کا پت کر بولے۔
پورا ملک ان کی پیٹ میں آ جائے گا۔

کو تباہ کرنے کا ہونا کہ تین - لڑکہ نیز تین منصوبہ پھر سیکر پر اعلان ہونے لگا: جسراں دار کر گیا اور ہم عوامی ہل پر نظری جما کے رہے۔ اعلان صدر میں صدر صاحب نے تمام بڑے فوجیوں کا اجلاس آئی۔ اُنہیں "جما سے - فوجی حضرات فرما" وہ سننے کے کوشش کر

مل۔ لیکن کیا آبا جان اس آگ پر قابو نہیں پایا جاسکتا۔ پھر جنید اور ان کے ساتھی بھی دہائی پہنچ جائیں۔ ان کے ترخ ایوان صدر کی طرف سے گئے۔ انہوں نے مدد بولی۔

یکی بائیں کرتے ہو۔ ان حالات میں اسلجے کے ڈیپو کارل ٹال میں پہنچایا گیا۔ بہان سب لوگ جمع تھے۔ انپکٹر جیش
نگ کون کر سکتا ہے۔ جو کرے گا، مارا جائے گا۔

ہم پر دت - میرزاں پر دت نیاں بھی ہو سکتے ہیں۔

ل نہیں۔ ذرا غور کرد۔ صرف بلاس کیے بچا سکتا
ان حضرات کا یہاں کیا کام سر؟ ان پکڑ جمیں نے سرد
لہیں کہا۔

لہجی ابھی اشارہ سے یہاں پہنچے ہیں۔ اسلحے میں آگ

لگ جانے کے سلسلے میں ہی یہاں آتے ہیں، تاکہ ہمیں کوئی بڑا مشورہ دے سکیں۔

"ادھ اچھا۔ ہم ان کا مشورہ ضرور منسیں گے۔"

"پہلے کمانڈر اپنی خیال ظاہر کریں گے۔ یہ بتائیں گے۔

ہم کہاں کھڑے ہیں۔"

"یہ سرہ کمانڈر اپنی خیال نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ان کی آنکھ میں رُدش تھی۔ پھر وہ پلکاتی آواز ہیں کہنے لگے۔

"ہم لوگوں کے پاس آگ بھانے کے ذرائع ضرور موجود ہیں۔ ہم اپنی کوشش بھی شروع کر سکتے ہیں۔ یہاں اس طرح ان کو فوجی شہید ہون گے۔ اور آگ بجھ جائے گی یا نہیں۔ اس کے بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔"

"تو یہاں آپ کہنا چاہتے ہیں کہ آگ پر قابو پانے کو کوشش نہ کی جائے۔ اور پورے ملک کو راکھ ہو جائے کہ ان حالات، اپنے کمیکلز اور اپنے ذرائع سے آگ پر قابو پانے کی۔ دوستی کا حق ادا کیں گے ہم۔"

"واہا یہ ہوتی نبات۔ اس سے خوب صورت بات جائے۔ پورے عالم کو تھس نہیں ہونے دیا جائے۔"

"ہوں! اس کی تفصیلات مختصر طور پر بتائے دیتا ہوں۔ جملہ صاحب نے غصہ میں آ کر کہا۔"

"جی نہیں۔ اس کے لیے کوئی ایسا طریقہ اختیار کی جائے۔ اس کے ساتھ بھی مرجانے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ کمانڈر بولے۔ آپ لوگوں کو دارالحکومت خالی کرنا ہو گا۔"

"ادھ، ہم ایسی ہی ایک ترکیب لے کر آتے ہیں۔ اشارجہ کی ڈرم کے اخراج نے بلند آواز میں کہا۔"

تمام گھروں کو خالی کرنا ہو گا۔ صرف دارالحکومت

"میرا بھی سی خیال ہے سر کہ ان کی تجویز پہلے سُن لی جائے۔"

"آئیے جان ڈگی صاحب۔ صدر صاحب نے اس سے کہا۔"

جان ڈگی اٹھ کر پیٹھ پر آیا اور اس نے تقریر شروع کی۔

"یہ آگ ایسی آگ ہے کہ اس میں آپ کے ملک کا سب

بکھر جل کر راکھ ہو سکتا ہے۔ یہاں اشارجہ آپ کا دوست

ہے۔ ہمیشہ آپ کے کام آیا ہے۔ لہذا آج اس مرحلے

میں رُدش تھی۔ پھر وہ پلکاتی آواز ہیں کہنے لگے۔

ہم لوگوں کے پاس آگ بھانے کے ذرائع ضرور موجود ہیں۔

ہم اپنی کوشش بھی شروع کر سکتے ہیں۔ یہاں اس طرح ان کو

فوجی شہید ہون گے۔ اور آگ بجھ جائے گی یا نہیں۔ اس کے

بادے میں یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔"

تو یہاں آپ کہنا چاہتے ہیں کہ آگ پر قابو پانے کی

کوشش نہ کی جائے۔ اور پورے ملک کو راکھ ہو جائے کہ

ان حالات میں بھلا اور کیا ہو گی۔"

صاحب نے غصہ میں آ کر کہا۔

"جی نہیں۔ اس کے لیے کوئی ایسا طریقہ اختیار کی جائے۔

آپ لوگوں کو دارالحکومت خالی کرنا ہو گا۔"

"لیکن ایک مطلب؟ سب ایک ساقہ بولے۔"

تمام گھروں کو خالی کرنا ہو گا۔ صرف دارالحکومت

کی ڈرم کے اخراج نے بلند آواز میں کہا۔"

کو خالی کرنا ہونگا، بلکہ اس پاس کے شہروں کو خالی کرنا ہو گا۔ تمام لوگوں بھی خالی کرنا ہو گا۔ اور وہ بھی ایک دن کے ساتھ ہے۔ پورا ملک تو پچھے جانے نہیں۔ ایک آدھہ ماہ کے لیے نہیں۔ پورے بھیجا مانگے۔ کیس بھتہ ہے کہ کچھ تو پچھے جائے۔ سارا تباہ ہونے سے یہ کے لئے۔ بھیجا مانگے۔ مسلکو ش کے بعد اس آگر کیلئے اگر شاد جستان حملہ کر دے تو یہم کیا کریں گے۔ کیا آدمی شہید ہوں گے، آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ یہکیں بھائیں گے۔

اس قسم کے نیحات ان سب کے ذہنوں میں آ رہے اپنے آدمی مرداں ہیں گے۔ اپنی ہر چیز استعمال کریں گے کی آواز سنائی دی۔ کوئی سمعوں ہاگ نہیں ہے۔ اس سے بڑی آگ شریعہ ٹھیک ہے مشریق جان ڈالی۔ ہم... پادری دنیا۔ میں پہلے بکھری نہیں لگی ہو گی۔ پورے ملک ایک منٹ سر۔ ایسے میں ایک آواز اُبھری۔ کے ذہنوں کے لیے اسکے کا ذخیرہ اس ڈپو میں موجود ہے۔ اس کی آداز میں، اعب تھا۔ دببر تھا۔ دلوہ تھا۔ اور نامہ۔ میں لیکہ کچھ تھا کہ سب اس آداز کی طرف گھوم گئے۔

تمہارے جگ سوچ میں ڈوب گئے۔ سوچ کے سمندر صدر صاحب بولے۔ کوئی صدر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔ بات کریں۔ اجازت میں اترنے۔ ہر کوئی بس صرف یہ سوچ رہا تھا کہ صدر صاحب بولے۔

اشارجہ کا نایندہ بالکل دست کر رہا ہے، یہ روگ کی وجہ پر ہو گی تھا۔ ندر مخلص دوست ہیں۔ ان حالات میں بحلہ کوئی اپنی فوج کے آدمی ہلاک کرنے کی جرأت بکر سکتا ہے۔ دُسروں میں جو عملِ مشرف ہوں۔ آپ کی اجازت سے کچھ عرض کے لیے اپنی فوج۔ اپنا سامان دیتا ہے۔ اور شرط کس

قدر یہ ہے۔ صرف بھیجا مانگے۔ صدر صاحب بولے۔

شرط مسکاتے۔

"اور وہ کیا؟ سب لوگ بول پڑے۔

"میں اس آگ پر صرف ایک ماہ میں قابو پا کر دکھاؤں گا۔
یا؟! سب کے سب چلاتے۔

"اہ سر۔ صرف ایک ماہ میں۔ اور کسی ایک گھر کو خالی
کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ زیادہ خطرے میں راجہ حکومت
اور آسی پاس کے دیہات یا شہر نہیں ہیں۔ ان سے آنے
والے شہر اور دیہات زیادہ خطرے میں ہیں۔ ہم کسی کس
کو خالی کرائیں گے۔ ہم اپنے اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے
سب لوگوں کو اپنے گھر دین میں رکھتے ہوئے یہ کام صرف
ایک ماہ میں کر دکھائیں گے۔"

جنل مشرت کے الغاظ نے سناٹا طاری کر دیا۔ جان
دل کا چہرہ بالکل مر جا گیا۔ یوں لگا جیسے اسی کے جسم
میں خون کی ایک بوندندہ گئی ہو۔ آخر صدر صاحب
کی آواز سنائی دی۔

"بہت خوب جنل مشرت۔ اس سے بڑھ کر کہا بات ہو
سلکتی ہے۔ میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ آپ ابھی اور
اکی وقت کام شروع کر سکتے ہیں۔"

"یعنی۔ شما

"کام شروع کر سکتے ہیں۔"

"سر۔ ہمارے مخلص دوست ہم سے چھے ماہ مانگنے ہی
ہے اس آگ پر چھے ماہ میں قابو پائیں گے۔ گھما چھے
مسلسل اس ڈپو میں آگ بھڑک رہے گی۔ تو تکس
ذخیرہ جلتے گا۔ کس حد تک جلتے گا۔ اور پھر ہر شہر کو
اپنا گھر چھوڑنا پڑے گا۔ چھے ماہ کے لیے لاکھوں روپ
آخر کماں جائیں گے۔ چھے ماہ وہ کماں رہیں گے۔ جسی
میزاں ان نزدیکی شہروں سے بھی دور دراز کے شہروں
وار کر رہے ہیں۔ میزاں تو چاس ساٹھ کلو میٹر تک
کر رہے ہیں۔ بلکہ کچھ میزاں اس سے بھی آئے گرے
ہیں تو پھر صرف دادا حکومت کو اور آسی پاس کے شہروں
یکوں خالی کیا جائے۔ پھر تو پوئے ساٹھ ستر کلو میٹر
دور تک کے شہروں کو اور دیہاتوں کو خالی کرانا ہو گا۔
یہ کام خود ایک مصیبت ہو گا۔ یہاں تک کہ کر جنل مشرت
خاموش ہو گے۔"

"تب پھر۔ آپ یہ کہتے ہیں۔ کیا تجویز پیش کر سکتے ہیں
کیا آپ کے ذہن میں اس کے علاوہ کوئی اور حل ہے۔"
صاحب بولے۔

"اہ سر۔ میرے پاس ایک عدد حل ہے۔ اسے
نہایت مختصر۔ اس سے حد درجے آسان اور قابل عمل: جنل

مشر夫 کے سامنے جا کھڑے ہوئے :

آپ ؟ اس کے منہ سے مارے چرت کے نکلا۔

” ترا آپ ہمیں جانتے ہیں ؟ انپکٹر کامران مرزا مسکونے۔

” لیں سر۔ شرط تو انتادیہ کے نمایندے جان ڈل گئے۔ آپ کو بہت اچھی طرح جانا ہوں۔ آپ جیسے لوگ آسان ہے :

” تب پھر۔ اپنے ان پسا ہیوں میں، ہمیں بھی شامل کر لیں،

” لیے کہ ہم بھی نمائی ہیں۔ زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔ اور دین

” اور ہر کام کے لیے مجھے سات سو روپیہ کے احکامات پر کاربنڈ ہیں:

” آپ کو۔ شامل کروں۔ آپ تو میرے ساتھ رہ کر کام

” کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ میں آپ سب کو خوش آمدید

” کر دے دیں جائیں۔ ساتھ ہی وہ شہادت کے لیے باہمی خوشیوں کی

” دو خوشیوں کی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد یہ مسلمان اللہ کی حضور

” پیار ہوں۔

” اعلیٰ کو دعا کر رہے تھے اور پھر اسکے کے ڈبو کا ذرخ کر

” تھا۔ ایک مشکل ہے۔ ہماری فوج میں ایسے ان گستاخوں کے تھے۔

” ایک خوت ناک ترین اور ہولناک ترین ذمہ داری

” ہیں۔ جو آپ کا اعلان سن کر خود اپنے آپ کو کوچھ کوچھ۔

” ایسے میں شوکی کوٹی ایس ملک کا خال آگیا۔ وہ اسے

” کہا۔ میں بھی اُن نظر نہ ریا۔ اس نے دل ہی دل میں سوچا۔ بہت

” بانگل خیک۔ اسی وقت فوج میں یہ اعلان کر دیا جائے۔

” اعلان کے ڈبو پر جب ان لوگوں نے بڑی بڑی مشنون کے

” شکاری پر ہمراز گلہ فوجی سروں پر کفن باندھے موجود

” تھا۔

” آپ کی کوئی شرط بھی ہے۔ صدر صاحب چوتھا

” لیں سر۔ شرط تو انتادیہ کے نمایندے جان ڈل گئے۔

” آپ کو بہت اچھی طرح جانا ہوں۔ آپ جیسے لوگ

” نے بھی پیش کی ہے۔ میری شرط ان کی شرط سے

” ہوں تو ملک کا نہ جانے کیا حال ہو جائے۔

” آسان ہے۔ اور وہ کیا ہے ؟

” صرف اور صرف یہ کہ اس کام کے لیے مجھے سات سو روپیہ کے احکامات پر کاربنڈ ہیں:

” دیتے جائیں۔ اور وہ فوجی پانچ وقت کے باجماعت

” ہوں۔ زکوٰۃ ادا کرتے ہوں۔ دین کے باقی احکامات

” پر مکمل طور پر عمل پیرا ہوں اور بس۔ ایسے آدمی بھی

” کر دے دیں جائیں۔ ساتھ ہی وہ شہادت کے لیے باہمی خوشیوں کی

” پیار ہوں۔

” یہ یک مشکل ہے۔ ہماری فوج میں ایسے ان گستاخوں کے تھے۔

” جو آپ کا اعلان سن کر خود اپنے آپ کو کوچھ کوچھ۔

” ایسے میں شوکی کوٹی ایس ملک کا خال آگیا۔ وہ اسے

” کہا۔ میں بھی اُن نظر نہ ریا۔ اس نے دل ہی دل میں سوچا۔

” بہت بانگل خیک۔ اسی وقت فوج میں یہ اعلان کر دیا جائے۔

” صدر صاحب نے حکم دیا۔

” اعلان کے صرف ایک لمحہ بعد جریل مشر夫 کے پار

” یہ شکاری پر ہمراز گلہ فوجی سروں پر کفن باندھے موجود

” تھا۔

” ایسے میں انپکٹر جمیش اپنے ساتھیوں کے ساتھ

مشرف پریشان ہو گئے۔ وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر الہ ہرام دھے گا۔ پوری قوم ان کی احتجاج مند ہے۔
جتنی مشرف اور ان کے ساتھیوں کی آنکھوں میں آنسو ہے۔
خوشی کے اور شکر کے آنسو تھے۔ ایسے میں انسکتہ جہشید کی
دعا کی:

”یا اللہ! تو نے پانی میں آگ کو بچانے کی تائیر کی
بے۔ یعنی، ہم آگ پر پانی برساتے ہیں اور آگ
اور بھڑکتی ہے۔ میرے مالک۔ تو پانی کو اس کی تائیر
والا ہی رہنے دے۔ ہماری مدد فرم۔ آئیں اے
اب جو پانی برسایا گی تو آگ نہ بھڑک۔ فوجی خوشی ہے
اور زور شور سے پانی برسانے گے۔ یعنی نہیں۔ اللہ تعالیٰ یا ہے۔ ایک فوجی نے کہا۔

موسلا دھار بارش کر دی اور پورے ایک ماہ کے دوران میں خیر خیر۔ یہ وگ تو پہنچے ہی بھادے، بیرداز ہیں۔ ان تو
مسلسل بارش ہوتی۔ ادھر فوجیوں نے پانی بھایا۔ اسی پیرو بات کرو۔ صدر صاحب نے مکرا کر کہا۔

”سر۔ کیا آپ کے خیال میں یہ آگاتفاقیہ تھی؟
ان کے سوال نے تمام حاضرین کو چونکا دیا۔
ایک ماہ سے بھی بہت پہلے آگ پر قابو پا دیا گی۔ الگ
وقت تک اسلخے کا قریباً دو تھائی حصہ جل چکا تھا،
تھائی ذخیرہ۔ پچا لیا جاتا۔ بعضی کوئی معمولی بات نہ تھی اور بعضی
اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہوا تھا۔ جتنی مشرف اور اس کے
فوجیوں کا سچا جذبہ تھا۔ ایک ماہ بعد وہ سب یوں مدد
موجود تھے۔ صدر صاحب کو رہے تھے:

KHAN STATIONERS &
GENERAL STORE
Shop F/890, Bhabra Bazaar,
Nishtar Road, Rawalpindi

”پورا ملک جتنی مشرف کو اور ان کے ساتھیوں کو
میرے۔ جتنی مشرف نے وہ کام کیا ہے کہ رہتی دنیا تک

چھٹی لے لو

"بہت بہت شکریہ جمیل۔ اور جنل شرف۔ آپ وہ لوگ
ہیں۔ جن کی وجہ سے اس ملک کا نام روشن ہے۔ اللہ تعالیٰ
آپ لوگوں کو جزا عطا فرمائے۔"
"آئین! سب نے کہا۔

"اور اجلاس برخاست ہو گی۔ وہ دہلی سے یہدیہ اپنے
کھڑک آتے اور صحن میں آبیٹھے۔ یہم جمیل نے فوراً کھانا سامنے
رکھ دیا۔ کھانے سے فارغ ہو کر انپکٹر جمیل نے کہا:
"اب ہمیں اس کیس پر غور کرنا ہے۔ آخر اس سازش میں
کون لوگ شامل ہیں۔"

"صاف ظاہر ہے۔ یہ کام خود انشادجہ کا ہے۔ اس نے
کام جیوال کے ذریعے ہیا۔"

"یعنی جیوال نے یا اس کے انشادجہ کے ساتھیوں نے خود تو
اُنگل گکائی نہیں۔ اس نے تو ایک جال تیار کیا تھا۔ اس
جال میں پہلے اس نے ہمیں پہنانا۔ پھر عوامی ہال میں
ملک کے تمام بڑے آفیسر کی دعوت کرانی۔ تاکہ یہ سب
ملک دعوت میں شریک رہیں۔ مگر رہیں اور ادھر وہ پنا کام
کر جائیں۔ لہذا اس سازش میں ڈپو کے ملازم ضرور شامل
چلے گئے ہیں۔ ان کی مدد کے بغیر یہ کام ہو، یہ نہیں سکتا
کہاں کو بولے۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

کئی سینکڑا ملک سکتے کا عالم طاری رہا، پھر صدر حماج
آواز آجھری:

"آپ کی کہتے ہیں انپکٹر جمیل؟"

"سر! یہ سو فی صد سازش تھی۔ میں اُنگل گکائے میں
 مجرموں کو پکڑنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے اجازت دے دیں تھے۔
لے گر اسلام اندوز میں کہا۔"

"بھلا اس میں اجازت کی کیا ضرورت ہے؟"

"سر! اجازت کی بہت ضرورت ہے۔"

"میں بکھرا نہیں جمیل۔ کیا کہنا چاہتے ہوں؟"

"سر۔ جو لوگ مجرم ہوں۔ انھیں چھوڑا ہرگز نہیں جا

گا۔ چاہے مجرم کوئی بھی ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ ہم کسی سے رعایت نہیں کریں گے۔"

تب پھر، تم اللہ کا نام لے کر پنا کام شروع کرتے ہیں۔"

"ہل بالکل؟"

ملازم تھے۔ ان سب کے کاغذات جب چیک کیے گئے تو وہ
جنت انگریز بات سامنے آئی کہ وہ بہب کے سب جابانی تھے۔
وہ دھک سے رہ گئے۔ ان دو سو ملازم میں کوئی ہال
بی لیا گیا:

"آپ دو سو ملازم میں نے اس روز رات کو چھٹی کیوں لی
تھی؟ افسوس نے پوچھا۔

"بھیں اپنے گھروں میں کچھ کام تھے۔
یکن یہ کس قدر عجیب بات ہے کہ دو سو کے دو سو
ملازم۔ چھٹیں کچھ کام تھا۔ جابانی ہیں۔"

"جی۔ وہ ایک ساتھ ہوئے۔ ان کے زندگ اڑ گئے۔
مجھے ان پر شک ہے۔ یہ گھری سازش ہے۔ اگر
لگانے والوں کو پتا تھا۔ سب سے پہلے ڈپو کے ملازم
ہیں گے۔ یکن اگر لگانے والے نہیں چاہتے تھے کہ
 Jabanی ملازم بھی مادے جائیں۔ انھیں ان جابانیوں سے
فارسی ہمدردی تھی۔ لہذا انھیں اشارہ دیا گیا کہ یہ اس
رات کو چھٹی کی درخواست دے دیں اور ڈپو کا رُخ نہ
کریں۔ کیوں ظالمو۔ یہ بات درست ہے یا نہیں؟"

جب ان درخواستوں کو چیک کیا گیا۔ تو واقعی ان لگانے
نے اس رات چھٹی لی ہوئی تھی۔ وہ رات کی ڈیوٹی والی

"ہم پہلے اپنے گھر کے غداروں کی گردیں دبوصیں لے گئے۔
جیوال کا رُخ کریں گے۔ کیا خیال ہے، آپ کا؟ انہیں
کامران ہزارنے کیا۔

"اصل خطرناک تو یہی گھر کے بھیدی ہوتے ہیں۔"

"بالکل صحیک۔ اور اس کے لیے ہمیں اسلیے کے ڈپو کے قابل

ملازم میں سے پوچھ چکہ کرنا ہو گی۔ یہ کام ہم جسکے سے ہی
کر دے ہے ہیں۔"

"بالکل صحیک۔"

"دوسرا صبح یہ ٹھم اسلیے کے ڈپو میں بیٹھ گئی۔ پہلے
ملازم کے رجسٹر چک کیے گئے۔ پھر وہ تین گروپوں میں بٹ
گئے اور یہی وقت تین ملزم ملازم میں کو چیک کیا جانے کا
ملازم میں سے ایک عام سوال یہ کیا گیا:

"جب آگ لگی۔ آپ اس وقت کیا تھے؟"

فریباً دو سو ملازم نے اس سوال یہ جواب دیا:

"ہم اس روز چھٹی پر تھے۔ دیکارڈ میں، ہماری درخواست
موجود ہیں۔"

جب ان درخواستوں کو چیک کیا گیا۔ تو واقعی ان لگانے

نے اس رات چھٹی لی ہوئی تھی۔ وہ رات کی ڈیوٹی والی

"ہذا۔ کس نے تم لوگوں کو یہ ہدایت دی تھی کہ چھٹی لے تو
وہ گلگھڑے دھے۔ آخر انکھڑ جہید نے کہا:
"یہ لوگ اس طرح نہیں مانیں گے۔ ان پر سختی کر
کی۔ لہذا انھیں اللہ لشکا دیا جائے۔"

چھٹی لئنے کی ہدایات کیوں دی تھیں۔ انھیں یہ حکم کیوں دیا
تھا کہ اس رات کوئی جاہانی ڈپو میں نہیں رہے گا۔
"م۔ میں نے۔ نہیں تو جاہ۔ میں نے تو ایسا کوئی
حکم نہیں دیا۔"

یہیں جاہ۔ وہاں ملازم جاہانیوں نے اس بات کا اقرار
لیا ہے۔ آپ کا انکار کوئی معنی نہیں رکھتا۔ عدالت ان ملازمین
کا، میاں درست مانتے گی۔ ذکر آپ کا۔ اب صرف یہ بتا
ولی کہ آپ کو یہ ہات کس نے بتائی تھی کہ ڈپو میں آگ لگا
گی جائے گی۔

مجھے۔ نہیں تو۔ مجھے تو ایسی کوئی بات معلوم نہیں ہے۔

خیر۔ اب عدالت میں بیان دیجیے گا۔
انداز میں کہا اور پھر ان سب کو خوالات میں ڈالنے کا
لئے۔ نہیں۔ ظہر ہے۔ بتا آ ہوں۔ آپ کو معلوم ہے،
دلے خلیفہ ملک سے فراد ہو کر بڑائیں جائیں گے۔
وقت بھی۔ اس کی حالت غیر تھی۔

اپسے جاہانیوں کو اس رات ڈپو میں نہ رہنے دوں۔

ادھر پھر۔ آپ کے ان الفاظ کی بنا پر آپ کو گرفتار
کے دوسرا جاہانی ملازمین کو آپ نے ۱۳ تاریخ کی رات کوئی
خوبی ہے۔ ایکونکہ اس ملک کا شہری ہونے کے ناطے
خلیفہ کا حکم مان کر جاہانیوں کو بچانے کی کوشش کرنے

چاہیے تھی:

”فُضَّلَ جھونک دہے تھے کیا۔“ محمود نے طنزی انداز میں کہا۔

”نہ نہیں۔ یہ کام تو میں پھپن میں کیا کرتا تھا، ویسے آپ کو کیسے پتا چلا؟“ اس نے گٹ بڑا کر کہا۔

”اہم کچھ باتیں لوگوں کے چھرے دیکھ کر بھی بتا دیتے ہیں۔“ محمود مسکرا یا۔

”بہت خوب۔“ اس نے کہا۔

”بھی محمود۔“ بُری بات ہے۔ دروازے پر لکھڑے ہو کر باہی کرنے لگے۔ انھیں اندر لے آؤ۔ میں کچھ ان کے بارے میں بھی اندازہ قائم کرنا چاہتا ہوں۔

”پیلیے صاحب۔“ محمود نے کہا اور اسے صحن میں لے آیا۔ اسے کرکی پر بٹھایا۔ وہ گھبرا یا گھبرا یا سا بیٹھ گی۔ انکلکڑ جنید الدین پکڑ کامران مرزا بغور اس کا جائزہ لے رہے تھے۔ آخر دونوں مکاریے۔

”یہ توجوہان ٹھیک ہیں۔ ان پر شک کرنے کی ضرورت نہیں۔“ پیلیے۔ آپ کہتے ہیں تو نہیں کرتے شک۔ یہیں اس وقت حضرت کیا خبر لے کر آئے ہیں۔ یہ تو ہم نے پوچھا ہی نہیں۔

”ادھا ہاں۔“ بتائیں بھی۔ آپ کی کرتے رہے اس دوران میں کہم آگ بھا رہے تھے۔

”جس۔“ وہ بس۔ میں نے سوچا۔ میں بھی کوئی کام دکھا

چاہیے اسے گرفتار کر دیا گی۔ رات ہو چلی تھی۔ نہداز نے مگر کارڈ کیا۔ آج کرنے کا کوئی اور کام نہیں رہتا۔ تفتیش کی گاہدی یہاں آ کر اٹک گئی تھی:

”سوال یہ ہے کہ اب ہم کیا کریں؟“

”جواب اس کا یہ ہے کہ ہم اشارة جائیں گے۔ جیرالڈ مکائیں گے۔ جیرالڈ ہی، میں اسی پوری سازش کی تفصیلات بتا سکتا ہے۔“

”ادھ بائل ٹھیک۔ اب آئے گا مزا۔“ محمود نے خوش ہو کر کہا۔

”عن اس وقت دروازے کی گھنٹی بجی۔“

”ہمیں۔ یہ اس وقت کون آگیا؟“ فرزانہ جونک اٹھی۔

”کوئی تو اللہ کا بندہ ہو گا۔“

”محمود دروازے پر بچ کر بولا۔“

”کون صاحب ہیں؟“

”جس۔ جسی یہ میں ہوں۔ ٹی ایس ایم۔“

”اچھا آپ ہیں۔ بُردار صاحب۔“ یہ کہ کہ محمود نے دروازہ کھول دیا۔

”میں آپ کو صرف یہ بتانے آیا ہوں کہ آپ لوگ جب بھا رہے تھے تو میں بھی اس وقت کچھ کام کر رہا تھا۔“

بی دوں۔"

"تو پھر دکھایا کوئی کام؟"

"خیال تو بھی ہے۔"

"باتیں۔ ہم سن رہے ہیں۔"

"جان دلگی نے خفیہ طور پر عابد جیلانی سے ملاقات کی تھی۔"

"کیا!!"

"وہ سب ایک ساتھ چلتے۔"

"جذب لمحے تک وہ سکتے کے عالم میں رہے، پھر انپر جشید
کھڑے ہوتے۔"

"بہت بہت شکریہ دوست۔ آپ ہم سے الگ رہ کر
کام کر رہے ہیں۔ الگ، ہی رہیں۔ جب کوئی ایسی خبر
آئے، فدا دے دیا کریں۔ آؤ دوستو۔ ہم ذرا عابد جیلانی
کے دو دو باتیں کرائیں۔"

"یک آدمی سے دو دو باتیں کرنے کے لیے ہم سب کی
نیاز نہیں ہے۔ ہم ذرا اپنی دو دو باتیں کریں گے۔
لیل ایس یام صاحب کو بھی ان دو دو باتیں میں شریک
کیلے گے۔ فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"بھی نہادی مرضی۔ خان رحمان۔ تم ہمارا ساتھ دو
کیا ان لوگوں کی باتیں سنو گے۔"

"بھی پروفیسر صاحب فرمائیں۔ خان رحمان پروفیسر داڈ کی

طرف مرتکبے آگ لگنے کے زمانے میں انھیں اور ان کے ساتھ بیٹھے تھے۔ اور وہ حرمت زدہ سے ان کی طرف دیکھ دیتے
ہیں۔ اخراجیوں کو اپنے آگ پر تھا۔

بھی میں بھی تھک گیا ہوں۔ اور ان کی بائیں سُن کر تھا۔
اتاروں گا۔

"وہ تو ایک ماہ پہلے کی بات ہے۔ اب تو وہ ختم ہو گیا،
ہماری بائیں تھکن اتا نے کامانگ ہیں کیا نکل؟ آنکھ پھر دیسی کوئی بات نہیں ہوتی۔ غالباً وہ خود بخود میرا ہیچا
نے ہنس کر کہا۔

"پتا نہیں۔ لیکن یہ بات ضرور ہے کہ تھکن بے چاری
غائب ہو جاتی ہے۔ پروفیسر مکارے۔

"ہوئی جو بے چاری۔" انپکٹر کامران مرزا نے منہ بنایا۔
انپکٹر جمیڈ اور وہ اسی وقت گھر سے روانہ ہو کر عابد جلالی "آپ اس بات کو چھوڑ دیں کہ ہم سے یہ بات کس نے کر دی۔
کی کوئی پہنچے۔" ڈستے میں وہ سوچ رہے تھے کہ عابد جلالی کے وقت انپکٹر جمیڈ کوئی ایسی ایم کا خیال آگیا۔ وہ دل
یعنی اس وقت ان کے گھر آئے تھے۔ جب جیوال ان کے ہاتھی دل میں مکلتے۔

گھر سے رخصت ہو رہا تھا۔ اس وقت وہ اپنا کوئی ملکا "تو پھر آپ مجھ سے سُن لیں۔ آپ کو کسی نے جھوٹی خبر
لے کر آئے تھے، لیکن وہ ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔" میں نے جان ڈگی سے کوئی ملاقات نہیں کی،
لے کے۔ لہذا انھوں نے انپکٹر کامران مرزا کو بھی بتا دیا کہ وہ کمر دیسی کی ہوتی تو بھی کیا یہ جرم تھا۔ وہ ہمارے ملک میں
سلسلے میں آئے تھے۔

کوئی کے دروازے پر دو سلح پولیس میں موجود تھے۔ "بلیں خیل۔"

انھیں پہچانتے تھے، لہذا فوٹا ان کا کارڈ لے کر اندھے لے گئے۔ آپ صرف اتنا بتا دیں کہ ملاقات ہوتی یا نہیں؟ انپکٹر کامران
دو منٹ بعد دونوں عابد جلالی کے ڈرائیک روم میں ان کے لہذا سرد آباداز میں بولے۔

" بالکل نہیں۔ انہوں نے سخت لمحے میں کما۔

" شکریہ ! کیا میں ایک فون کر سکتا ہوں ؟

" دس فون کریں۔" انہوں نے بھٹا کر کما۔

" شکریہ ! دس فون کرنے کی نوبت نہیں آئے۔"

مکارائے اور گھر کے نمبر ڈائل کیے۔ فوراً ہی محمود کی آواز پڑی۔

" السلام علیکم محمود۔ یہ میں ہوں۔ ہم جاننا چاہئے۔"

جان ڈگی نے عابد جیلانی صاحب سے کب اور کہاں ملاقات کی تھی۔

" جی بہتر ! محمود نے کہا اور رسورٹی ایم کی طرف پڑا۔ ان بعض وجوہات کی بتا پر یہ جرم بن سکتا ہے اور میں

ہوئے بولا :

" آبا جان جانا چاہتے ہیں کہ جان ڈگی نے عابد جیلانی کہا اور کب ملاقات کی تھی؟"

" اچھی بات ہے۔ اس نے کہا اور رسورٹی بیا :

" سر۔ یہ ملاقات کارروان ہوٹل کے کمرہ نمبر ۱۷ ہوتی تھی۔

آپ صرف یہ بتا دیں کہ اس ملاقات میں کیا بات چیت ہوئی تھی۔

اس نے عابد جیلانی کو فون کیا۔ عابد جیلانی فوراً دیکھ لیا۔

اور دنوں نے قریباً ایک گھنٹے تک بات چیت کی۔

بات کی گواہی ہوٹل کا مالک بھی دے گا، کیونکہ ہو

مالک عابد صاحب کو خود کمرے کے دروازے تک پہنچ

آیا تھا۔ اور اس نے اندر جان ڈگی کو بھی دیکھا تھا۔

بہت خوب۔ ابھی تم یہیں ٹھہرنا۔ یہ کہ کہ انپکٹر جشید نے زن بند کر دیا اور اس کی طرف مڑے۔

آپ نے جان ڈگی سے ممتازت ہوٹل کارروان میں کی تھی۔

" یہ بات درست نہیں۔" وہ بولا۔

اگر تم ہوٹل کے مالک کی گواہی دلوادیں۔ تو یہ مکارائے اور گھر کے نمبر ڈائل کیے۔

کوشش کر دیجیے۔ دیے فرض کیا۔ میں نے ملاقات کی تھی۔ تو پھر کیا یہ کوئی جرم ہے ؟ اس نے جل جھن کر کما۔

" جی بہتر ! محمود نے کہا اور رسورٹی ایم کی طرف پڑا۔ ان بعض وجوہات کی بتا پر یہ جرم بن سکتا ہے اور میں ہوئے بولا :

" آبا جان جانا چاہتے ہیں کہ جان ڈگی نے عابد جیلانی کہا اور کب ملاقات کی تھی؟"

" اچھی بات ہے۔ اس نے کہا اور رسورٹی بیا :

" سر۔ یہ ملاقات کارروان ہوٹل کے کمرہ نمبر ۱۷ ہوتی تھی۔

آپ صرف یہ بتا دیں کہ اس ملاقات میں کیا بات چیت ہوئی تھی۔

اس نے عابد جیلانی کو فون کیا۔ عابد جیلانی فوراً دیکھ لیا۔

اور دنوں نے قریباً ایک گھنٹے تک بات چیت کی۔

بات کی گواہی ہوٹل کا مالک بھی دے گا، کیونکہ ہو

مالک عابد صاحب کو خود کمرے کے دروازے تک پہنچ

آیا تھا۔ اور اس نے اندر جان ڈگی کو بھی دیکھا تھا۔

حمد ہو گئی۔ اب میں غدار بھی ہو گیا۔ انپکٹر جو
آپ صد سے بڑھ رہے ہیں۔ آپ ذرا خاموش رہیں۔
ابھی آپ کو بتاتا ہوں کہ میں کیا ہوں۔ اس نے فرم
انداز میں کہا۔

پھر اس نے فون پر کسی کے نمبر ملائے۔ سلدے
اسے گرفتار کیا جاتا۔ لیکن جو تجویز وہ لے کر آیا تھا،
اس نے کہا:

”میں یہاں آپ کی ضرورت شدت سے محسوس کر رہا
انپکٹر جیشید اور انپکٹر کامران مرزا مجھے پریشان یکے دوسرے کے لیے چھٹے ماہ کی مہلت مانگ رہا تھا، جب کہ ہمارے
دیروں نے آگ پر صرف ایک ماہ میں قابو پایا اور کسی کو گھر
ہیں۔“ یہ کہ کر اس نے دیسورد کھ دیا۔

”آپ مدد کے لیے کسی کو بھی بُلا لیں۔ ہم اپنا کام بھوڑ کر نہیں جانا پڑتا۔ ہاں جن کے مقدار میں شہادت تھی، وہ
رہیں گے۔ یا تو آپ جان ڈرگی سے ملاقات کی تفصیل
لکھیں چھٹے ماہ تک یہاں کی کرنا چاہتی تھی؟ سوال تو یہ
گئے۔ یا پھر حوالات میں جائیں گے؟“

”آپ دونوں کے دماغ چل گئے ہیں۔ میں اس کا کہا ہے۔ اور آپ نے اس ٹیکم کے اچھا بچ سے خفیہ ملاقات
وزیر خارجہ ہوں۔“

”تو کیا وزیر خارجہ ہونے کے ناطے۔ آپ کسی سے
خفیہ ملاقات کر سکتے ہیں۔ کسی ملک دشمن سے۔“ اس نے
ٹنزیہ انداز میں کہا۔

”اگر جان ڈگی جرم ہے تو ضرور میرا اس سے بات
لٹکے ایک بار عرب آدمی کو لیے اندر داخل ہوا، لمبے آدمی
خلط ہے۔“ اس نے کہا۔

نے فوراً کہا۔

بلاقی صاحب - انپکٹر جمیڈ اور انپکٹر کامران مزا آپ (جس کی وجہ سے آپ کے نزدیک ان کا یہ فعل قانوناً غلط نہیں ہے) پریشان کر رہے ہیں؟

لاؤ! یہی بات ہے۔ اس نے فوراً کہا۔

”تب پھر آپ کو تو فوراً پولیس کو فون کرنا چاہیے تھا۔“
”اوہ نا! اب بھی پولیس کو جلانا چاہیے تھا۔“

”خیر کوئی بات نہیں۔ یہ کام آپ میں کیے دیتا ہوں۔“
ادب پھر بلے آدمی نے پولیس کو فون کر دیا، لیکن ان پکٹر جمیڈ مکارے۔
نام لیے بغیر کہا:

”دد آدمی وزیر خارجہ کو پریشان کر رہے ہیں۔ فوراً آئیں۔ دکیل ہو گئی ہے وکالت کرتے۔“
میں ان کا دکیل شوکت غزالی بات کر دے ہوں۔ ان الفاظ کے ہم ہوں خیر۔ ہاتھ لگلن کو آرسی کیا۔ ابھی معلوم ہو جائے گا۔
آخر دروازے کی گھنٹی ایک بار پھر بجی۔ ایک پولیس آفیسر اپنے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔
دونوں پہنچہوں پر مکراہست چیل گئی۔

”تو آپ ان کے دکیل ہیں۔ لیکن آپ نے آتے ہی پولیس کو فون کر دیا۔ یہ نہیں پوچھا۔ بات یہاں ہے۔“
”یہ آپ اب بتا دیں۔“

انپکٹر جمیڈ نے جلدی جلدی ساری بات دہرا دی۔ شوکت پولیس آفیسر ان کی طرف مترا اور زور سے اُچھلا:
”غزال نے سُن کر بُرا سامنہ بنایا اور جھلکا کر بولا:“
”یہ تو انپکٹر جمیڈ اور انپکٹر کامران مزا صاحبان ہیں۔“
”بس! آپ اتنی سی بات پر ایکس گرفتار کرنے کا خوب توجہر اس سے کیا ہوتا ہے۔ کیا کوئی جرم کرنے پر ایکس

گرفتار نہیں کیا جا سکتا ہے؟

"ضد گرفتار کیا جا سکتا ہے، لیکن پسے جرم تو ثابت ہو۔ اپنکو جنید مسکرائے۔" اب اسے تفصیل سنائی گئی۔ پولیس آفیسر چکرا کر گیا، اور پھر اس نے کہا:

"بہتر یہ ہو گا کہ آپ معاملہ عدالت میں لے جائیں۔ پروٹک کیا جا سکتا ہے۔" آپ انھیں گرفتار کرائیں، زیر آپ کو۔

"ہم ایسا کر ریلتے ہیں، لیکن اگر یہ ملک سے فرار ہو جائیں تو کیا آپ ذمے دار ہوں گے؟ انھوں نے طنزیہ بھیجے۔ "افسوں! ہم نے اس بات چیت کو ریکارڈ نہیں کیا تھا۔" میں کہا۔

"نہ نہیں۔ لیکن یہ تو ملک کے وزیر خارجہ ہیں۔ فرانسیسیں رہا ہوں۔ اور یہ باکل درست جوابات دے رہے ہیں۔" کیوں ہونے لگے؟

"کہیں چھپ تو سکتے ہیں۔" "آخر بھے چھنے کی ضرورت کیا ہے۔ میں نے کی جرم کا ہے جو اسی کی وجہ پر کر دیے گئے۔" عابد جیلانی نے کہا۔

"آپ ہمارے ملک کے وزیر خارجہ ہیں۔ اشارجہ کے ایک اہل! میں آپ پر الزام لگانا ہوں۔ آپ نے اس خفیہ ملاقاتیں کیا تھیں؟" عابد جیلانی نے کہا۔

"اہم آدمی نے جس جریم پسے ہی شک کر رہے تھے، آپ ملک کے ماڑ جان ڈگ کے حوالے یکے ہیں۔" آخر خفیہ ملاقاتیں کیے گئے، یہ بتا دیں کہ اس ملاقاتیں کیا ہیں وہ ایک ساخت چلائے۔

"وہ ادھر ادھر کی باتیں تھیں، موسم کی باتیں۔ صحت اور

اے سے بائیں سے ۔ کیا آپ یہ دعویٰ صرف اس ملاقات کی
بیان پر کردے ہیں ۔ محمود کا پنچاہ گیا ۔

اسی پیشہ پر تو میں نے صرف ان سے ملاقات کی تھی ۔
اور ملاقات کے دوران میں جو کیا کرتا ہوں ۔ وہ تم جانتے
ہی ہو ۔

”تو ہم اسی وقت روانہ ہو جاتے ہیں ۔“

کمرے میں سنٹا طاری ہو گیا ۔ میون محسوس ہوتا تھا
جیسے اب کوئی کچھ نہ کر سکے گا ۔ آخر عابد جیلانی کی آواز اُبھری
اسی پرداں کے دستخط کرا لینا ، یکونکہ یہ معاملہ ٹیکھا ہے ۔
”ٹھیک ہے ۔ آپ اسی بات کا ثبوت پیش کریں ،“
”چھی بات ہے ۔“

آپ اپنی ملازمت پر برقرار نہیں رہ سکیں گے ۔
”کوئی بات نہیں ، آپ مجھے اپنے گھر کی تلاشی لینے پر لا کے چھر سے پر ایک رنگ آ رہا تھا تو دوسرا جا رہا تھا ۔
اجازت دیں ۔“
”اجازت دی ۔“ وہ بولے ۔

انپکڑ جشید نے اسی وقت گھر فون کیا ، محمود کی آواز میں تردید پیش آئی ۔ ادے ہاں ۔ ایک کام تو رہ ہی گیا ۔
کر وہ بولے ۔

”یادِ معاف کرنا ۔ تم لوگوں کے لیے ایک کام نہ کل ۔“ اکوام ۔ تم ہوشیار دادا کوئی پورے آؤ ۔“
” ۔ عابد جیلانی صاحب کے گھر سے غیر ملکی مواد تلاش کرنا کوئی پورے آؤ ۔“
” ۔ میرا دعویٰ ہے کہ وہ اشارجہ کے جا سوی کے طور پر جیسا بہت بہتر ۔“

اور انھوں نے رسیور رکھ دیا ۔

خبریں

جلد ہی پھوٹی پارٹی مجھر ٹوں سمت آگئی۔ تلاشی کا عمل شروع ہوا۔ انپکٹر جمیل، انپکٹر کامران مرا، خان رحمن اور پروفیسر داؤد عابد جیلانی اور اس کے وکیل کے پاس بیٹھے تھے۔ بہت زبردست محاورے بازی ہو رہی تھی جمیل نے بہت ذہنیت میخرا صاحب ہیں۔ ہوٹل کے مالک بھی یہی ہیں۔ میں اسے جب تمہارا فون آیا۔ پروفیسر داؤد بولے۔

”کوئی بات نہیں۔ یہ کام تو یہ تلاشی کے دوران بھی لیں گے۔ انھوں نے کہا۔

اور پھر صرف پندرہ منٹ بعد پھوٹی پارٹی ایسے کام کرنے لیے دہلی آگئی۔ جن کی رو سے عابد جیلانی صاحب اٹھا کے جاسوس کے طور پر کام کر رہے تھے۔ اس کے دلیل یہ تھے کہ اپنی طرف سے کہ رہے ہیں؟ عابد جیلانی نے آنکھیں نکالیں۔ جب وہ کاغذات دیکھنے تو جتنا کہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”معاف کرنا جیلانی صاحب۔ اب میں آپ کی وکالت نہیں کروں گا۔ اب آپ جائیں، آپ کا کام۔“

اور پھر جیلانی صاحب کو گرفتار کر کے دفتر لایا گی۔

”ہاں! اب بتائیں۔ آپ نے جان ڈگی سے کیا بات کی؟“ انپکٹر جمیل نے کہا۔

”نہیں بتاؤں گا۔ تم مجھے حوالات میں زیادہ دیر نہیں کر سکو گے۔“

”یہ بات میں جانتا ہوں۔ اسی لیے اس سے پہلے یہ اچکا ہے۔“

علوم کریتا چاہتا ہوں۔ کیا بات چیت ہوتی تھی۔“

”میں نے ملاقات، ہی نہیں کی۔“

عین اس لمحے اکرام ہوٹل کے میخرا کو لیے انہوں داخل ہوا۔

”یہ میخرا صاحب ہیں۔ ہوٹل کے مالک بھی یہی ہیں۔ میں اسے لے کر پہلے عابد جیلانی صاحب کی کوئی پہنچ، وہاں آپ دھلے تو اسے یہاں لے آیا۔ اس نے اقرار کیا ہے کہ عابد جیلانی صاحب نے جان ڈگی سے ان کے ہوٹل کے ایک کمرے میں ملاقات کی تھی۔ یہ اس ملاقات کے چشم دید گواہ ہیں۔“

”میکون شاہزادے۔ کیا یہ بات تم نے تسلیم کی ہے۔ یا کوئی بہت افراد کے طرف سے کہ رہے ہیں؟“ عابد جیلانی نے آنکھیں نکالیں۔

”یہ میں نے اقرار کیا ہے سر۔ اس لیے کہ میں ان لوگوں کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔“

”اوہ مجھے بے دوہ بولے۔“

”آپ کا سورج تو اب غروب ہونے والا ہے۔ جس کے پیچے یہ لوگ بڑھ جاتے ہیں، اسے کب چھوڑتے ہیں؟“

”تبت پھر تمہاری تبر بھی ان کے ساتھ بننے لگی۔“

”اوے باپ دے۔ یہ تو اٹھا کام ہو گی۔ انپکٹر صاحب اُب نے تو یقین دلایا تھا کہ جیلانی صاحب کے خلاف ثبوت مکمل

اُس میں کیا شکر ہے۔ اکام کی بجائے انپکٹر جیش
بول آئے۔ جیسا تجویز دے گا؟

”اگر اس میں کوئی شک نہیں تو پھر جیلان صاحب قیام
والی بات کیوں کر رہے ہیں؟ اس نے گھبرا کر کہا۔“

”یعنی یہ باقی سامنے آجائے کے بعد اب کیا اہمیت
ہر شخص اپنی عادت کے مطابق بات کرتا ہے۔ اکام بوجائے گی۔“

”تم ان کا تحریری بیان لے پکے ہوئے
لیں سو۔“

”تو پھر اب انھیں ملک کی کوئی عدالت دنا نہیں کرسکتی۔ ملک میں کام کروں گا تو ہر مشکل میں اشارجہ آپ کے کام
ان کے خلاف ہمارے پاس مکمل ثبوت ہیں۔“

”اس کے باوجود رہائی میرا مقدار ہے اور ادھر میں رہائی پناہ دے گا۔ لہذا اب میں وہاں جا کر رہ سکتا ہوں،
ہوں گا، ادھر تم پر مصیبت نازل ہو جائے گی، اس لیے کہ...“

”ایک آپ کی ذراست تو چون جائے گی۔“

”اس لیے کہ اشارجہ میرے لیے بھی جیسا تجویز دکھانے ہے۔“

”کیا!“ وہ بلند آواز میں چل آئے۔

ایک گھنٹے بعد صدر صاحب کا فون آیا، وہ کہ رہے تھے:

”اُنہم نے کیا کیا ہے جیش۔ عابد جیلانی کو حالات میں بند

بیا۔ ایسا کرنے سے پہلے مجھ سے پوچھ تو لیتے۔“

”جذلخ سکنے کے عالم میں گز رکھنے، پھر انپکٹر جیش کھوئے
کیا اس سے پہلے کسی جرم کو گرفتار کرنے سے پہلے میں آپ
کھوئے اداز میں بولے۔“

"نہیں۔ لیکن یہ معاملہ تو دزیر خارجہ کا تھا۔"

"ایک غدار کا کمیں سر۔"

"انشارجہ کی حکومت طرح طرح کی دھمکیاں دے رہی تھیں۔"

"تو ریتی دھے۔ نہ کرو، ڈولی اسی سے۔"

"جمشید تم سمجھنے کی کوشش کرد۔ عابد جیلانی کی حوالات باہر نکال دو، پھر جاہے وہ انشارجہ چلے جائیں۔"

"یہ نہیں ہو گا سر۔ وہ ہمارے ٹک کے مجرم ہیں اخس یہیں کی حوالات میں رہنا ہو گا۔"

"جمشید! تم نے میرا حکم نہیں، مُزا!"

"آپ ایک غدار کو چھوڑنے کا حکم دے رہے ہیں سر۔"

"میں چلو! یہی بات سی۔ میں تم چھوڑ دو۔ میرے لیے چھوڑ دو۔"

"بہت بہتر سر۔ اپنکڑ جمیشید بولے۔"

"ان کا لہجہ اس لمحے سرد ہو گی۔ ان کے ساتھی کانٹے کے۔ پھر وہ حوالات تک آئے۔ دروازہ کھلوایا گیا تو عالم جیلانی نے طرزیہ انداز میں کہا۔

"یکوں۔ ہو گی ناشکت۔"

"نہیں۔ شکست آپ کی ہے۔ اپنکڑ جمیشید بولے۔"

"دل کے چھپولے چھوڑنے سے پکھے نہیں ہو گا۔ اب

تو صبر کرنا ہو گا۔"

"آپ جا سکتے ہیں۔ میرے غصے کو آواز دینے کی کوشش کریں۔"

"ورنہ تم کیا کر لو گے؟ وہ غرانتے۔"

"پھر آپ یہاں سے جانہیں سکیں گے۔ ان کا چھوڑ سرخ ہو گیا۔"

عابد جیلانی پکھ کر کہتے رک گئے، پھر سر کو ایک جھٹکا دے کر باہر نکل گئے۔ باہر ان کی لمبی سی ایک کار کھڑی تھی۔ باہر نکل کر اس نے طرزیہ انداز میں ٹرکر ان کی طرف دیکھا اور جا کر کار میں بیٹھ گئے۔

"یہ کیا ہوا سر؟ اکرام بڑا ہے۔"

ہمارے صدر اس قدر مجبوہ ہیں۔ یہ بات بہت عجیب ہے۔ وہ بولے۔

"سوال یہ ہے کہ اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ اس طرح بھی کوئی کیس ختم ہو سکتا ہے۔ یہ تو تم نے کبھی کو جانک نہیں تھا۔"

"نہیں! یہ کیس ختم نہیں ہوا۔ یہ کیس جیزال کو شکست ہے۔ بغیر ختم نہیں ہو گا۔"

"جیزال۔ اب یہاں کماں۔ وہ تو انشارجہ جا چکا ہو گا۔"

یوری حکومت سے مبارک بادی وصول کر دیا ہو گا۔
” تو کیا ہوا ۔ ہم بھی تو دلہ جا سکتے ہیں ۔“
” وہ ۔ کتنا مزا آئے گا ۔ جب ہمارا جیوال ہے
ہو گا ۔ تو کیا ہم تیاری شروع کر دیں ہے ۔“
” ہاں بالکل ۔“

نکلننا ہو گا

جیوال اپنے عالی شان گھر میں موجود تھا ۔ اس کے چہرے
بہ شدید ناگواری کے آثار تھے ۔ اس وقت تک وہ لاکھوں فن،
گودرے دن کے اخبارات میں عابد جیلانی کے
عکس تکہ اور ان گنت خطوط و صول کر چکا تھا ۔ ان سب میں
حادثے میں مرنے کی خبریں پڑھ کر وہ سکتے میں آگئے ۔ اسی زبردست کامیابی پر مبارک باد دی گئی تھی ۔ اور
اب اس کی یہ حالت تھی کہ وہ مزید ایک بھی مبارک باد
صول کرنے کے موڑ میں نہیں تھا ۔ ایسے میں اس کے نائب
لے بتایا ۔ اشارجہ کے صدر اس سے بات کرنا چاہتے
ہیں ۔ اس نے فوراً رسیدہ اٹھا لیا :

”میں سر“

اشادرجہ کے تمام بڑے لوگ آپ کے ساتھ ایک شام
ملائی چاہتے ہیں ۔

”مگر اسی شام کا وقت نہیں آیا سر“ ۔ جیوال بول
”وہ یکسے ۔“

"ابھی میری محض کمک نہیں ہوئی۔"

"کیا مطلب — کمک کیسے نہیں ہوئی۔"

انپکٹر جیشید اور انپکٹر کامران مزما کو آپ کی سمجھتے ہیں۔ آپ انھیں نہیں جانتے سر۔ میں ان کے ملک میں اپنا اس شکست کا بدلہ لینے یہاں ضرور آئیں گے۔ بلکہ میرزا تم کو چکا۔ اب ان کی باری ہے۔ وہ میری اپنے ملک ہے۔ وہ انشارج میں داخل ہو چکے ہیں۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جب کہ تم نے ان کی آمد کا لکھا تھا۔ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ جیزال پھر ان کے پیش نظر تمام راستوں کی ذہن دست نگرانی شروع کرا رکھی۔"

"یہ ٹھیک ہے، لیکن اس کے باوجود میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس لمحے اگل لگائی جانے والی تھی، میں نے انھیں ایک

وہ آپکے ہیں۔ اس لیے فی الحال یہ دعوت نہیں ہو گی اور یہ میری طرف مصروف رکھا۔ لیکن اب ان کی باری ہے سر۔

"لیکن مستر جیزال یہ دعوت تو ہو کر رہے گی۔"

"ٹھیک ہے سر۔ میں آجاؤں گا۔ لیکن نسبت کی ذئے میں تو کہا ہوں۔ وہ ادھر کا رخ کرنے کی جرأت

جھپٹنہیں ہو گی۔"

"ٹھیک ہے۔ ہم خود ذے دار ہوں گے۔"

"اچھی بات ہے۔ یہ دعوت کب اور کیا ہو رہی ہے۔"

"میں ان سے بہت شکریہ۔"

"کل۔ کوئی اہل میں۔ آپ اس شام کے مہماں خصوصی۔"

"اپ جیزال نے ادھر ادھر فون کرنا شروع کیے۔ اپنے

ان میں سے کوئی داعل نہ ہونے پائے۔"

"وہ بھلا اس دعوت میں کیسے آسکتے ہیں۔ جب کہ داخل صحن

"وہ کے ذمیع ہو سکے گا۔"

آپکشہ، جیشید اور انپکٹر کامران مزما کو آپ کی سمجھتے ہیں۔ آپ انھیں نہیں جانتے سر۔ میں ان کے ملک میں اپنا

اس شکست کا بدلہ لینے یہاں ضرور آئیں گے۔ بلکہ میرزا تم کو چکا۔ اب ان کی باری ہے۔ وہ میری اپنے ملک

ہے۔ وہ انشارج میں داخل ہو چکے ہیں۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جب کہ تم نے ان کی آمد کا لکھا تھا۔ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ جیزال پھر ان کے

پیش نظر تمام راستوں کی ذہن دست نگرانی شروع کرا رکھی۔"

"یہ ٹھیک ہے، لیکن اس کے باوجود میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس لمحے اگل لگائی جانے والی تھی، میں نے انھیں ایک

وہ آپکے ہیں۔ اس لیے فی الحال یہ دعوت نہیں ہو گی اور یہ میری طرف مصروف رکھا۔ لیکن اب ان کی باری ہے سر۔

"لیکن مستر جیزال یہ دعوت تو ہو کر رہے گی۔"

"ٹھیک ہے۔ ہم خود ذے دار ہوں گے۔"

"اچھی بات ہے۔ یہ دعوت کب اور کیا ہو رہی ہے۔"

"میں ان سے بہت شکریہ۔"

"کل۔ کوئی اہل میں۔ آپ اس شام کے مہماں خصوصی۔"

"اپ جیزال نے ادھر ادھر فون کرنا شروع کیے۔ اپنے

ان میں سے کوئی داعل نہ ہونے پائے۔"

KHAN STATIONERS &
GENERAL STORE
Shop F/890, Bhabra Bazar, ۷۰۹
Shah Road, Rawalpindi.

جیزال بولا۔

"یکمی بائیں کرتے ہیں انکل آپ بھر تو سوچیں۔ بھئی شوکی
تم بھی سامنے آ جاؤ۔"

شوکی بھی تاریکی سے نکل کر ان کے سامنے آ کھڑا ہوا، جیزال
اور بھی جران ہو گیا:

"باقی لوگ کہاں ہیں؟"

"گھر کے مختلف حصوں میں موجود ہیں۔"

"توب پھر تم لوگ میرے گھر میں مہماں ہو، آ جاؤ۔ سیٹھ کر
بات کر لیتے ہیں۔" جیزال نے دوستانہ انداز میں کہا۔

پھر بھی لوگ جیزال کے سامنے آ گئے۔

"اسے کہتے ہیں کاری گری۔ ہم سب لوگ آپ کے گھر میں
 داخل ہو گئے اور آپ کو کافی کان خبر نہ کیں ہوئی۔"

"واقعی۔" میرے لیے بہت حیرت انگریز ہے۔

"اوہ ہم نے وہ گفتگو بھی شُن لی جو صدر نے آپ سے کی
جسے۔ پھر آپ نے ہمارے پارے میں جو ہدایات دی

"ہم وہ بھی شُن چکے ہیں۔" ہم صرف نے جلدی جلدی کہا۔

"میں تم لوگوں کو۔" تم حیرت انگریز حلایتوں کے
لئے ہو۔ تم پہلے انتارجہ میں داخل کس طرح ہو گئے اور حد
کوئی بھر میں بھی داخل ہو گئے۔ آخر یہ کیسے؟"

آیا تھا۔ جو اس کے اپنے جھوٹے کا نہیں ہو سکتا تھا،
فرش بالکل گرد آکو دنیں تھا۔ یہ جوتا تو کچھ میں
کر اندر لایا گیا تھا۔ اور جوتا تھا بھی قدرے پھر
سائز کا۔

"۔۔۔۔۔ کیا۔ یہ کیسے ملک ہے؟" جیزال کے
سے نکلا۔

"۔۔۔۔۔ باکل اسی طرح ملک ہے چا جیزال جس طرح
ہمارے گھر میں آ گئے تھے۔"

اس آواز نے تو جیزال تو اچھل پڑنے پر بھروسہ کر دیا
سر اٹھایا تو فاروق سامنے کھڑا مسکارا رہا تھا۔

"کیا ہیں کوئی خواب دیکھ دیا ہوں۔" جیزال بولا۔

"ہاں! یہ خواب ہی ہے، یہکن جاگتی آنکھوں کا خواب
کیسے پسند آیا انکل؟" فاروق کی شوخ آواز اجھری۔

"تبت۔ تو کیا۔ تم ایکلے ہوئے۔"
نہ نہیں تو۔ میں یکوں ہوتا اکیلا۔ یار آفتاب۔
جاوہ تم بھی۔

گھر کے ایک کونے سے نکل کر آفتاب بھی اس کے برائے
آ کھڑا ہوا:

"اس کا مطلب ہے۔ دونوں پاریاں انشارجہ میں موجود ہیں

"کوئی بھر میں بھی داخل ہو گئے۔ آخر یہ کیسے؟"

”تُرکیب نمبر ۱۲ کے ذریعہ۔“ قائدق نے فرد اکابر

”ادہ! اس کا مطلب ہے، تم لوگ مختلف گرد ہو، میں تھوڑا سکا۔“
ہو کر آئے، ہو۔“

”ہم نے آتا تھا، آگئے۔“ آپ بحدادی کاری گری مان لیں
ادہاں۔ ہمیں کھانا وانا کھلادی ہے ہیں یا نہیں؟“
”ضرور یکوں نہیں۔“ تم لوگ میرے مخان ہو۔“
یہ کہ کہ اس نے گھنٹی بجا لی۔ فرد اسی ایک ملازم از
داخل ہوا اور کمرے میں اتنے بہت سے افراد کو دیکھ کر
دھک سے رہ گیا۔

”یہ یہ کیا۔ یہ لوگ اندر کیسے داخل ہوئے؟“
آپ کے سامنے موجود ہیں۔ اب ہم اسی دعوت میں ضرور
استنے لوگ اندر داخل ہو گئے اور تمیس پتا تک نہیں چلا۔
”جسکیں گے۔“

”دیکھا جائے گا۔“ اس دعوت میں ایسی کون سی بات ہے
تم لوگوں کے شرکت کرنے سے اشادجہ کو نقصان ہو جائے
۔“ شوق سے شرکت کریں۔“ جیرال بولا۔

”معاف کیا۔ ہم معاف کرنے میں بہت شیری ہیں۔“ اور بھی
دو چار معاشروں کی اگر ضرورت ہو تو وہ بھی لے لیں۔“ افتاب مکرایا
”مظہر جیرال تاپ اگرچہ اپنے منصوبے میں پوری طرح کامیاب
ہے میں، لیکن ہمارے پچے بجاہروں نے اس آگ پر ایک

بے دار نہیں کر دیں گا۔

” اپھی بات ہے ۔ آج ہم آپ کی دعوت قبول کرتے ہیں ،
کبھی ہم آپ کو دعوت کھلا دیں گے ۔ انپکٹر جمیڈ نے سرسری
انداز میں کہا ۔

ان کے ساتھیوں نے یہ الفاظ حیرت زدہ انداز میں سنے ،
کہ دشمن کے ہاں کھانے کے بارے میں وہ سچھ بھی نہیں
” تو میں آپ لوگوں کو باعزت طور پر یہاں سے رخصت نہیں تھے ۔ اور انپکٹر جمیڈ تو خود اس بات کے بالکل خلاف
جانے دوں گا ۔ یہ میرا وعدہ ہے ۔
” اگر آپ یہ وعدہ نہ کریں تو بھی ہم باعزت طور
ہی یہاں سے رخصت ہوں گے ۔
” چلو یہ بھی دیکھ لیں گے ۔

استنے میں ملازم کھانا لے آیا ۔ انھوں نے ایک دوسرے کھانا کھا کر انھوں نے جیوال کی طرف دیکھا ، الوداعی انداز
کی طرف دیکھا :

” گھرانے کی ضرورت نہیں ۔ اس کھانے میں زہر نہیں ہے ۔ جبکہ گی اور ہدایات دینے لگا ۔
اگر آپ لوگوں کو یہیں ختم کرنا ہوتا تو یہ میرے لیے ذرا سو ۔ سو ۔ انپکٹر جمیڈ اور ان کے ساتھی اس وقت میرے گھر
مشکل نہیں تھے ۔

” خام خیال ہے آپ کی ۔ ”

” اس وقت آپ لوگوں کو جلنخ کرنا میرے اصول کے
خلاف ہے ۔ دردناکی وقت فیصلہ ہو جاتا ۔ آپ جب
جھیک پندرہ منٹ بعد اس نے پھرواتر لیں پر رابطہ کیا ۔
میرے گھر کی حدود سے نکل نہیں جاتے ۔ میں آپ کو

”لیل : کی پیورٹ ہے۔ وہ لوگ اس وقت کہاں ہیں
”وہ — ہمیں افسوس ہے مرد
”افسوس ہے — کیا مطلب؟
”وہ ہمیں چکر دے لگئے — ادب ہم نہیں جانتے
کہاں ہیں۔“

62

گوئیں ہل میں مہماں کی آمد شروع تھی۔ جیرا اس ہل کے دروازے کی خود نگران کر رہا تھا۔ اس نے صرف ایک دروازہ گھلوایا تھا۔ ہر آنے والے کو وہ خود بغور دیکھ رہا تھا۔ آخر تمام مہماں آگئے اور اس نے دروازہ بند کر دیا، ساتھ ہی اس نے حکم دیا:

اب کوئی بھی اندر نہیں آکے گا:

اد کے سرٹ

وہ اندر کی طرف چل پڑا۔ اچانک اس کی نظر راہداری کے فرش پر پڑی۔ وہ بہت زور سے اچھلا۔ کچھ میں بھرے ہونے ایک جو تے کا نشان فرش پر موجود تھا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت کے دلیلے جل اٹھے:

حیرت ہے ۔ ۔ ۔ لوگ تو اندر موجود ہیں ۔ ۔ ۔ حصی واہ ۔
کل ہے ۔

لیکا ۱۱۱ خیر۔ اب مجھے خود گھر سے باہر نکلنے ہو گا۔
یہ کو کر جیساں آٹھ کھڑا ہوا۔

مکن نے دیا؟
”محافلوں میں شریک ایک محان نے دیا ہے سر۔“
”یہ تم اسے پہچان لو گے؟“

”خیس سر۔“ مگر اسے صرف ایک نظر دیکھ سکا۔ بس وہ
کو خود سے دیکھ ڈالا۔ لیکن وہ لوگ اسے کہیں بھی نظر
لنا فدے کر آگے بڑھ گیا تھا۔ لفافے پر پوچھ کر آپ کا
آئے۔ اچانک اسے کھانا تیار کرنے والوں کا خیال آیا
کہاں تیار کرنے والوں کا خیال کام ہے، لہذا انہیں نے یہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔
”اچھا ٹھیک ہے۔“

”یہ آگے بڑھ گیا تو اس نے لفافہ چاک کیا۔ اندر ایک
پارٹی کا آدمی نظر نہ آیا۔ اب اس کا خیال سامان لانے
لہذا اس پر کوئی موجود تھا، اس پر لکھا تھا:
”یکوں انکل جیرال!“

”ہو گئی نا ساری چالاکی ہوا۔“ نکل گئی نا ساری اگر
فول۔ بڑے چالاک بننے ہیں۔ پہنچنے اس دعوت میں
یہیں تلاش، ہی کر کے دکھا دیں۔ مان جائیں گے آپ کو۔

آپ کا بھتija : فابوق احمد:

اب دروازہ کھلوا کر وہ ان گاڑیوں کی طرف آیا۔ ان جری
متعلقہ لوگ بیٹھے اونچے رہے تھے۔ وہ ان سب کو بادی باری
دیکھنے لگا۔ آخر تھک ہر کو واپس پہنچا۔ ایسے جس ایک پرست
الحکمات نیشنل چھوٹے تھے۔ دوسرے یہ کہ اندر جوتے کا
کو دیکھ کر اس نے ہال میں موجود تمام لوگوں کے چہروں

”خود دیکھا تھا اور اسے بخوا۔ یقین تھا کہ جن لوگوں کے چہرے

اب اس نے تمام محافلوں کو بغور دیکھنا شروع کیا۔ ادن
دعوت شروع ہو چکی تھی۔ لوگ کھانے پہنچنے اور گیس ہاتھ کرنے میں
صروف تھے۔ اور جیوال ان لوگوں کو تلاش کر رہا تھا۔ اس
نے ایک ایک محان اور محافلوں کے ساتھ آئے ہوئے پتوں
کو خود سے دیکھ ڈالا۔ لیکن وہ لوگ اسے کہیں بھی نظر
آئے۔ اچانک اسے کھانا تیار کرنے والوں کا خیال آیا
وہ اس طرف پکا۔ کھانا تیار کرنے والوں کو اس اس
غور سے دیکھنا شروع کی۔ لیکن ان میں سے کرنے بھی ایک
پارٹی کا آدمی نظر نہ آیا۔ اب اس کا خیال سامان لانے
والوں کی طرف گی۔ ان کی گاڑیاں عمارت سے باہر کھڑی تھیں
وہ دروازے پر پہنچا۔

”دووازہ بند کر دینے کے بعد تو کوئی نہیں آیا؟“
”جی نہیں۔“

اب دروازہ کھلوا کر وہ ان گاڑیوں کی طرف آیا۔ ان جری
متعلقہ لوگ بیٹھے اونچے رہے تھے۔ وہ ان سب کو بادی باری
دیکھنے لگا۔ آخر تھک ہر کو واپس پہنچا۔ ایسے جس ایک پرست
الحکمات نیشنل چھوٹے تھے۔ دوسرے یہ کہ اندر جوتے کا
کو دیکھ کر اس نے ہال میں موجود تمام لوگوں کے چہروں

”یہ کیا ہے؟“

”آپ کے نام ایک خط ہے سر۔“

اس نے دیکھے تھے : ان تین سے ان پر جھیٹ یا ان کے لئے کوئی کا چہرہ ہرگز نہیں ہو سکتا تھا۔ پھر آخر یہ لوگ کہاں تھے اور کیسے اندر داخل ہوتے تھے۔

”شاید میں نیا ہوں۔“ بھی پوری طرح انھیں سمجھنے قابل نہیں ہوا۔ وہ بڑا۔

”آپ آنکھیں بند کر لیں۔“ ہم آپ کے سامنے آ جائیں گے۔“

”آپ آنکھیں بند کر لیں۔“

”آپ آنکھیں بند کر لیں۔“

”شاید میں نیا ہوں۔“ بھی پوری طرح انھیں سمجھنے قابل نہیں ہوا۔ وہ بڑا۔

”پھر مہانوں کی دلپسی شروع ہوئی۔“ وہ ایک ایک پھر کو خود سے دیکھنے لگا۔ یہاں تک کہ سب لوگ رخصت نے پوری طرح آنکھیں بند نہیں کیں۔ آپ یوں کریں۔“ اپنا چہرہ باتی تھے۔

”آب ہال خالی ہو چکا تھا۔“ صرف علیے کے وکی دوسری طرف کر لیں۔“

”کے سب لوگ اصلی تھے۔“ اس نے ایک بار پھر پوری عالم کی تعلقات کے لیے بہت بے چینی محسوس کر دیا ہوں۔“ میں منہ دوسری طرف کر دیا ہوں۔“ تم لوگ سامنے آ جاؤ، کا جائزہ لیا۔“ اب وہاں کوئی نہیں رہ گیا تھا۔ اس نے تو کہا کہ اس نے مز دوسری طرف کر لیا، پھر ایک منٹ

”عمارت کے تمام دروازے باہر سے بند کر دیے اور خود عمارت بند اس نے کہا۔“

”کے اندر رہ گیا۔“ اس وقت اس نے قدمے بلند آواز میں۔“ آخر میں کب تک اس طرح کھڑا رہوں گا؟“

”تم لوگ کہاں ہو دستو۔“ میں تھیں مان گیا۔ سامنے آمد پکھ کر تو دقت لگے گا۔ قریباً نصف آدمی آپکے ہیں۔“ جاؤ۔“ میں کچھ نہیں کوں گا۔“ نہ تھیں جانے سے دوکوں گا۔“ تھا ایک منٹ اور صبر کریں۔“

”اد اگر تم ملک سے نکل جانا چاہو تو بھی نہیں دوکوں گا۔“ بھی بات ہے۔ جیرال نے جل کر کہا۔

”عرف اس صورت میں دوکوں گا۔“ اگر تم لوگ انشارجہ کو کہا۔“ بھیجے انکل جیرال جلنے سمجھنے سے آدمی کسی کام کا نہیں رہے۔“

”ذکر کی کام کے ضرور رہیں۔“

”نقضان پہنچا دے گے۔“

”اوہ کے۔ جیرال ہنسا۔

چھر ایک منٹ اور گزر گی تو انپکٹر حشید نے کہا:

”اب آپ اس طرف گھوم سکتے ہیں۔“

جیرال گھومتا تو سب لوگ اس کے سامنے تھے۔ اس کی بھائیں نہیں۔ یہ بات نہیں ہے۔ یہ میں بھول گیتا۔
آنکھوں میں حیرت، ہی حیرت نظر آئی۔
”آخراً آپ لوگ کیا چیز ہیں۔ آپ ہال میں داخل کس طریقے میں ہونے والی سادی بات چیت یہاں سے پچھے فاصلے پر
ہوتے اور پھر ہوتے کہاں تھے؟“
”اس سوال کا جواب آپ کو خود تلاش کرنا ہو گا۔ دیسے ایسی سن کہ انکھوں نے یہ عمل بھیجا ہے۔ یہ میری اور تمہاری
جواب بہت آسان ہے۔ دوسری بات یہ کہ ہم نے اس ہال پر گھردے۔ میں ان سے بات کرتا ہوں۔“

میں داخل ہو کر صرف دعوت نہیں اڑانی، بلکہ کچھ کام بھی خردا بات کریں، لیکن اگر ان لوگوں نے آپ کی بات نے
کیا ہے۔“

”کیا کام کیا ہے؟“
”یہ، ہم کیوں بتائیں۔ اب آپ وعدے کے مطابق ہیں۔ یہ بات ہے۔ باہر کون ہے؟“

”یہاں سے نکل جانے دیں۔“ انپکٹر کامران مزا بولے۔
”اوہ ہاں؟ ضرور کیوں نہیں۔“ اس نے دوستانہ انداز میں کہا ہے۔ یہ لوگ فرار نہیں ہو سکتے۔ ہم دروازہ کھوں کر
یعنی اس وقت عمارت سے باہر بے شمار گاڑیاں رکھ کر آمد ہے، میں۔“

کی آواز سنائی دی۔ جیرال کے چہرے پر ایک رنگ آ کر جیرال نے پیک کر دروازہ اندر سے بند کر دیا، پھر درڑ
گزر گی۔

”تو آپ نے دھوکا کیا جنکل ایوال۔“ فاروق نے نفہت زدہ لامکا کیا۔ ادھر دروازہ زور زدہ سے دھڑ دھڑایا جا رہا۔

بیانیہ۔ دروازہ اندر سے بند کس طرح ہو گی۔ کیا

KHAN STATIONERS &
GENERAL STORE
Shop F/890, Bhabra Bazar,
Nishtar Road, Rawalpindi

۷۰۲

۷۰۳

جس آپ نے بند کیا ہے۔ آپ خیریت سے تو ہیں؟ ادھر سے
بار بار کہا جا رکھا تھا۔

اس نے ان باتوں کا کوئی جواب نہ دیا اور تیز تر پڑا۔
اس جگہ پہنچا جہاں اخیں چھوٹ کر گیا تھا۔ اسے ایک بھلکا
دلان اب کوئی نہیں تھا۔ اس کا سر ایک باد پھر گھوم گیا
اسے ایک کاغذ پڑا دکھائی دیا۔ اس پر جلدی میں یہ ایک زمین دوز ہٹل کے لیکر کرے کے دروازے پر
لکھ لگئے تھے :

انقل جیوال!

اب شاید آپ اپنا دعده پورا نہ کر سکیں۔ الشارجہ کی
بیویں ہمیں کیوں فرار ہونے دے گی جصل۔ اس بیوی کی شناخت کرو۔
اسی راستے نے دلپس جا رہے ہیں۔ جس راستے سے سدھلاب کا تیرا جھوٹا
ہے۔ اگر آپ کوشش کریں تو وہ راستا تلاش کر سکتے ہیں۔ اب ہماری شناخت لے لو۔ اندر ہرے کا
لیں گے، کیونکہ ہر انسان کو اس کی کوشش کا چل سسے کہا گی۔
ملتا ہے۔ اب یہ پتا نہیں۔ کہ صبر کے پھل کی طرح یہ ہے۔
کوشش کا پھل بھی میٹھا ہوتا ہے یا نہیں۔ پھر میں اس دروازہ کھول رہے ہیں۔

— گ

فاروق وغیرہ۔

KHAN STATIONERS &
GENERAL STORE
Shop F/890, Bhabra Bazar,
Nishtar Road, Rawalpindi.

الناظر لے ساختہ ہی دروازہ کھل گی۔

وکاٹکہ ہے۔ آپ سب لوگ یہاں۔ بخیریت نظر آ
لے۔ دوز ہم لوگ ڈر ڈھنے تھے کہ آپ لوگ کوں ہل ہاں۔

سچوئیں کر دیاں نہیں اسکیں گے۔

”جن لوگوں کے پاس آپ لوگوں جیسے جانشاد موجود ان کے لیے ایسی جگنوں سے نکل کر تھی مشکل اپنکڑ جنید مکارے۔

”یہ بتائیں۔ کیا روپرٹ ہے؟

”ایم برسن کو اج ذات اپنے گھر جاتے ہوئے گرفتار ہوئے گزاری طرف آپ جائے گا۔ ان کے میک آپ میں آپ اسی گاڑی سوار ہو جائیں گے۔ ڈائیور کی جگہ ہمارا ایک کارنی گا۔ وہ سڑکوں سے پوری طرح واقع ہے۔ ایم اور ڈائیور کے گھنٹے بھی نکال لیے جائیں گے، وہی سے میں کوئی پریشانی نہ ہو۔ ایم برسن کی جگہ آپ لکھاں ہو گا۔“

”بہت خوب! اس طرح ہم اپنے ملک کے اسلحے کی نقل آپ پہنچے، ہی کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ ایک ذات گرام ہی یعنی گے۔ جمع سورے آپ کو آپ سے منزل پر پہنچا دیا جائے گا۔“

”یہکی میں کیا کر سکوں گا۔ وہاں تو پروفیسر داؤد صاحب کی خردست ہوگی۔“

”پروفیسر صاحب کو آپ وہاں بلوائیں گے۔ فرزاد صاحب تو کب کے مطابق آپ کو ایک فون ملے گا۔ آپ پلا اک

"میرے ذہن میں اس پہلو کی کمزوری دور کرنے کی ایک ترکیب آتی ہے:

"اور وہ کیا؟"

"جب صحیح پروفیسر صاحب کو ان کے رفتہ کی طرف لے جایا جائے تو راستے میں انکل کی جگہ پروفیسر انکل لے لیں۔ اپنی بھی آج رات ایم برٹن بنادیا جائے۔"

"یعنی اس طرح تو صرف پروفیسر صاحب دہان پہنچ سکیں گے اور ایکیلے یہ لگھ رائیں گے۔ اپنکٹر کامران مرزا نے اعتراض کیا، پھر بولے: "دہان اپنکٹر جمیش کا ان کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔" "تب پھر اس پہلو کی کمزوری کیسے دور کی جائے؟" میں کچھ عرض کر دیں۔ ایسے میں رفتت کی آواز سنائی دی۔ "ضرور یکوں نہیں۔ جلدی کہو۔"

"دہان فون کیا جائے۔ پروفیسر انکل میک آپ میں کیسی کسی کو کوئی شک نہ ہو جائے۔ ایک ٹیکسی میں۔ میکسی ڈرائیور می خیز فودس کا ہو گا۔ تاکہ مزدودت پڑنے پر انکل احمد کر سکے۔ یہ دہان جا کر پروفیسر صاحب کو پیغام بھیجنی۔ کہ ان کے دوست آئے ہیں؛ چنانچہ یہ انھیں مدد بلایں گے۔"

یعنی اس طرح بھی باہر کھڑنے نگرانوں کے کان ضرور

"خیر۔ دیکھا جائے گا۔" نظاہر تو ہمارے منصوبے میں ترکیب آتی۔"

"پروفیسر ایم برٹن کے دوست کی آمد اسے ضرور چونکا گی۔" ایک نے کہا۔

"تین کیسے؟"

"تمام اہم جگہوں کے فون ٹیپ کیسے جا رہے ہیں۔ اور وہ پہنک آتھے۔"

پھر ہر کوئی سوچ میں ڈوب گیا۔ آخر شوک نے کہا: "یہ واقعی، ہمارا کمزور پہلو ہے۔"

"فرزانہ۔ فرحت اور رفتت اس پہلو کی کمزوری دور کرنے کی کوئی ترکیب سوچ سکتی ہیں۔"

"ہم کوشش ضرور کر سکتی ہیں۔"

"تو پھر شروع کرد کوشش۔ تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ، کیسی کسی کو کوئی شک نہ ہو جائے۔ اپنکٹر جمیش نے ان دو آدمیوں سے کہا جو یہ اطلاعات لے کر آئے تھے۔ یہ انشاد جو میں ان کی خیز فودس کے آدمی تھے۔

وہ اسی وقت دہان سے چلے گئے۔ ادھر وہ تینوں تو بوج میں ڈولی، ہی تھیں، باقی لوگ بھی سوچنے لگے۔ پھر فرحت کی آداز اُبھری:

مردانے ایم برس کا میک اپ شروع کی۔ وہ بیٹھتے رہے۔ آخر چار گھنٹے کی مسلسل کوشش کے بعد ایں ایم برس بیٹھا نظر آنے لگا۔

اور پھر پروگرام کے مقابلی وہ اس جگہ پہنچ گئے، جہاں ایم برس کی گاڑی کو روکا جانا تھا۔ ایم برس پونکہ شہر سے باہر رینا تھا۔ اس لیے یہ جگہ قدرے سنان تھی۔ اور چند منٹ کے لیے ایں موقع مل سکتا تھا؛ تاہم اس بات کا امکان موجود تھا کہ جوئی دہ اپنا کام کریں۔ ادھر سے یا ادھر سے کوئی گاڑی آ جائے۔ اور اس خطرے سے بچنے کے لیے ان کے باقی ساتھی بالکل تیار تھے۔

اللہ اللہ کر کے پروفیسر ایم برس کی گاڑی دکھانی دی۔
تیار! انپکٹر جمیڈ بولے۔

آپ نکر د کریں سر۔ سارا کام ہم خود کریں گے۔
آپ سب لوگ درختوں کی اوث میں رہیں گے۔ خفیہ فوس کے الجدح نے کہا۔

اسی وقت پروفیسر کی گاڑی نزدیک آگئی۔ ایک بے آواز فاؤڑ ہوا اور ٹارپنکھر ہونے کی آواز گونجی۔ ساتھ ہی پروفیسر یلم مرن کی جھلائی ہوئی لداخ گونجی:

حمد ہو گئی۔ ٹارپنکھر ہو گیا۔ بالکل نیا تھا۔

کھڑے ہوں گے۔ کیونکہ اس سے پہلے تو پروفیسر صاحب کوئی دوست ولاء آیا نہ گی؟

"اس میں شک نہیں کہ رفتت کی ترکیب لا جواب سے اور پہلی ترکیب کے مقابلے میں زیادہ قابل عمل ہے۔ لیکن اس بات کا نہ دوست امکان ہے کہ باہر کھڑے نگران جراحت کو خبر کر دیں گے کہ پروفیسر ایم برس سے ان کا کوئی دوست ملنے آیا ہے۔"

"تب پھر کیا کیا جائے؟"

"رفعت کی ترکیب پر عمل کیا جائے، لیکن ہمیں اگلے قدم کے بارے میں پہلے سے سوچ لینا چاہیے۔ یعنی اگر دہانے جراحت کو بلایا گی تو ہے فرزانہ بولی۔"

"اس صورت میں انپکٹر جمیڈ میدان میں آ جائیں گے۔ پروفیسر صاحب کو اپنا کام کرنے کا موقع دیں گے۔ دوسرے یہ کہ ہم بھی ان سے دُور نہیں ہوں گے۔ وقت پڑنے پر میدان میں کوڈ جائیں گے۔"

بالکل صحک۔ تو پھر اللہ کا نام لیں اور ابا جان آپ اپنے ماتحتوں کو کیس کی اس تبدیلی سے آگاہ کر دیں۔

انپکٹر جمیڈ نے باہر جا کر خفیہ الفاظ میں فون کی اور واپس آگئے۔ اب انپکٹر جمیڈ کے چہرے پر انپکٹر کامان

”کوئی بات نہیں سر۔ میں ابھی تین منٹ میں ٹھاڑے تھا
یکے دیتا ہوں۔“ یہ لکھتے ہوئے ڈرائیور نیچے آتی گیا۔ رات
ہی اس کے سر بر کوئی چیز لگی۔ وہ تیورا کر گرا۔
”ادے ارسے۔ کیا ہوا بھی؟“ ایم برٹن کے مز سے نکلا
”دایش طرف سے۔ ایک گاڑی آ رہی ہے۔“ رفت نے بالا
لوجوں کو ہوشیار کیا۔

”کوئی بات نہیں۔ ہم اوٹ میں رہیں گے۔“ انپکٹر جمیں بوسے
یہکن اتنی دیر میں آپ پروفیسر کی جگہ تو لے سکتے ہیں۔
”ادہ ہاں! یہ ٹھیک دہے گا۔“

یہ لکھتے ہی وہ بلا کی رفتار سے حرکت میں آئے۔ کار
کا چھٹا دروازہ کھولا۔ ایم برٹن کی نظر جونہی ان کے چہرے
پر پڑی۔ وہ دھکہ سے رہ گی، لیکن ڈسرے ہی لے
اس کے سر پر انپکٹر جمیں کا ایک ٹھاٹھ لگا اور وہ مکمل
طور پر بلے ہوش ہو گیا۔ انپکٹر کامران مرزا پہلے ہی
تیار تھے۔ انھوں نے فردا اسے گھیٹ دیا۔ اب
انپکٹر جمیں ڈسرے دروازے سے باہر نکلے اور ڈرائیور
پر جھک گئے۔ میں اس وقت سامنے سے آنے والی کار نزدیک
کے پیک آپ میں خفیہ فریں کا آدمی یہٹ گیا۔ بے ہوش بن کر
نہدا حافظ۔ انپکٹر جمیں نے دبی آواز میں کما اور اس کے
لیکا بات ہے جناب۔ ارسے یہ تو پروفیسر برٹن ہیں۔ کامیاب گئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ بھی پروفیسر ایم برٹن کی کوئی کام کا
کہا ہے تھے۔ تمام دات کوئی گز بڑا ہوتی۔ صبح اپنے
پروفیسر ایم برٹن کی کام کوئی سے نکلی اور روانہ ہوئی
گاڑی چلا رہا تھا۔ اس کے سر پر ٹھی بندھی تھی۔
تمہارے سر پر کل جوٹ لگ گئی تھی۔ سر میں شدید
ہے۔ لہذا تم بات چیت کرنے کے موڑ میں ہرگز نہیں
اپنے کیس میں جا کر لیٹ جانا۔ کوئی بات کرنا چاہئے
سر میں شدید دد کا اشارہ کرنے کے خاموش رہنا۔

یکن سر میں ڈرائیور کے بچے میں بات کر سکتا ہوں
میں نے اس سے کئی بار ملاقات کی ہے۔ مختلف یہک
میں۔ ”اس نے کہا۔

”اس کے باوجود احتیاط بہتر ہے۔
”ہوں ٹھیک ہے۔“

”کوئی خطرہ ہوا تو تمہاری جیب میں موجود چیزوں کی آداز دیکھے گا۔ پروفیسر صاحب کا تیار کردہ چیزوں کی ثابت کام کی وجہ
ہے۔ اگر کوئی دشمن تلاشی لے۔ اور چیزوں کی وجہ
وہ سو فیصد چیزوں کی ثابت ہو گا۔“ انہوں نے اسے بتایا۔
”ٹھیک ہے سر۔ آپ فکر نہ کریں۔ ہر کام پروگرام کے
عن مطابق ہو گا۔“

”میری خواہش ہے۔ جیوال کو ہمارے پروگرام کی بالکل خبر
ناہو۔ جس طرح ہمیں اس کے پروگرام کی خبر نہ ہو سکی۔“
”ہم سب کی کوشش تو یہی ہے سر۔ باقی جو اللہ کو
منظور۔ اور میں کہتا ہوں۔ اگر اسے خبر ہو جاتی ہے۔
اوہ وہ ہمارے راستے میں آ جاتا ہے۔ اس کے باوجود ہم
کامیاب ہو جاتے ہیں تو کیا اس کی نسبت بڑی کامیابی ہم حاصل
نہیں کریں گے سر۔“

”بہت خوب نہیں۔ مان گیا میں تھیں۔ تمہاری اس بات
میں بہت دزن ہے۔ میرا خال ہے۔ ہم بس پہنچنے والے
ان کی نظریں دُور سے نظر آنے والی عمارت پر جم گئیں۔“

KHAN STATIONERS &
GENERAL STORE
Shop F/890, Bhabra Bazar,
Nishtar Road, Rawalpindi.

KHAN STATIONERS &
GENERAL STORE
Shop F/890, Bhabra Bazar,
Nishtar Road, Rawalpindi.

پہنڈ سیکنڈ کا فرق

اس سے یہ ہوتا ہے کہ ان کی گھٹری پہنڈ سیکنڈ پیچھے نظر آئتی بھے۔ میں نے سوچا، اس طرح پروگرام میں پہنڈ سیکنڈ کا فرق پڑ جاتے گا اور اس قسم کے پروگراموں میں پہنڈ سیکنڈ کا فرق بھی حد درجے خطرناک ہوتا ہے۔ کیوں بھی آصف۔ تھارا کیا خال ہے؟

”لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے؟“ آصف بولا۔

”کیا کیسے ہو سکتا ہے؟“

”یہ کہ انکل کی گھٹری پہنڈ سیکنڈ پیچھے ہو، جبکہ ہم سب نے اس پروگرام کو شروع کرتے وقت اپنی گھٹریاں آپس میں ملا لی تھیں۔“

”اوہ ہاں واقعی۔ یہ بات تو چونکا دینے والی ہے۔ آخر یہ لیے ملکن ہے۔ کہ گھٹری پہنڈ سیکنڈ پیچھے ہو جائے۔ ہماری گھٹریاں کوئی معمولی گھٹریاں تو ہیں نہیں۔“

”اُسی وقت اپکٹر کامران مرزا آتے دکھائی دیے۔ ان کے تھے پر نکر مندی کے آثار تھے۔“

”خیر تو ہے انکل؟“

”معلوم ہوتا ہے۔ اس زمین دوز ہوش میں ہماری موجودگی کی سن گئی جیسا کہ ہو گئی ہے۔“

”یہ بات آپ کیسے کر سکتے ہیں؟“

ابآجان کے پیشے میں صرف دس منٹ باقی ہیں۔ پروگرام مطابق ایک منٹ بعد، ہمیں انکل جانا چاہیے۔ محمود نے کام کی طرف دیکھا۔

”ٹھیک ہے۔ تم لوگ ابھی یہیں ٹھہرو۔ میں ہوش باہر جاؤ کہ ایک نظر ادھر ادھر ڈال لوں، تاکہ اٹھیں انہیں ہو۔“

”بہت بہتر انکل۔“ فرزاد نے فودا کہا۔

”پھر جو نہیں انکل کامران مرزا کمرے سے نکلے۔“ فرزاد کے کہ بولی۔

”تم انکل سے پڑے کب سے بن گئے۔ یہ انھیں نہیں تھا کہ دس منٹ رہ گئے ہیں اور اب ہمیں حرکت میں آنا ہے۔“

”معلوم تھا۔ لیکن میری نظر ان کی گھٹری پر پڑ گئی تھی۔“ محمود سکرایا۔

”تب پھر۔ اس سے کیا ہوتا ہے؟“

اکل ایک عجیب بات اور۔ آپ کی گھری چند سیکنڈ ہی کے

1976-1977

— یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ انہوں نے خوف زدہ اسیں کہا، پھر فوراً اپنی گھٹری کی طرف دیکھا۔ باقی سب

گھریلوں کی طرف دیکھا۔ اور ان کا دنگ زند پڑ گی:

افسوس! یہ بات تم نے خان رحمن کے جانے سے پہلے

وہی نہ پہنچائی۔

کیوں انکل - اس سے کی فرق پڑ گی؟

بہت فرق بڑیگا۔ ہٹل میں جیزال کا کوئی کارنڈہ موجود

بے۔ یہ کام اس لئے اس وقت دھکایا ہوگا، جب میں لے
ٹھیک آنڈر کر تماں یر رکھی ہوئی تھی۔

اوه ! لیکن اس بات سے انکل خان رحمن کو کی خطرہ ہو

۳۰ - وہ تو اس وقت تک ...

اں کی نظریں باہر ج گئیں۔ خان رجھان کو ایک گاڑی

بھیجا جا چکا تھا، پھر بھاری قدموں کی آوازیں سنائیں

— انھیں اپنے چاروں طرف ملٹری والے نظر

— ان کی رانگلوں کے رُخ ان کی طرف تھے
”ان کی لگنٹی کرد“ ان میں سے ایک نے کہا۔

"ایسے کہ باہر ملٹری نظر آ دیتی ہے۔"

تب پھر کیا کرنا چاہئے؟

”باہر صرف خان رحمان جائیں گے، آخر یہ ایک نہ
”میکن اگر فوجیوں نے مجھے روک لیا تو میں کیا کہو
خان رحمان نے کہا۔

"یہ کہ تم شاد جہان کے رہنے والے ہو۔ اور اپنے

میر کر لے کے لیے آئے ہو۔ پھر وہ مم سے کام
ٹلک کریں گے۔ اگر کاغذات چیک کرنے کے بعد
نے تھیس حافنے دیا تو یہ رام بھی آ جائیں گے۔

"یکن اس طرح وقت کی پابندی کیسے رہ جائے گی جان نے انجمن کے عالم میں کما۔

"وہ میں یہاں سے نکلنے کے بعد کروں گا:

"ایھی بات ہے۔ آپ لوگ ایسی جگہ پہنچ جائیں۔ جو
کے لئے دیکھ سکیں؟ خان رحمن بولے۔

"باکل ٹھیک - آد بھئی چلیں۔"

وہ ہوٹل میں ایسی جگہ ہے گئے۔ جہاں سے باہر
کی کارروائی کو دیکھ سکتے تھے۔ خان و حان اس وقت

بُول سے باہر جا چکے تھے۔ وہ ٹھیکنے کے انداز میں ادھر گھومنے کیا:

انھیں گناہ گیا:

"ایک کم ہے سر"

"ایک کماں ہے؟"

"وہ خوش ہو گئے"

اس کا مطلب تھا، کم از کم انھیں آؤ دیکھا دتا وہ

ایک جمیل کے پچھلی طرف سڑک پر تھے۔ ایک لیکسی کو رکنے کا اشارہ کر دیا،

یہ سوچ کر ان کے دل بیٹھے گئے کہ پروفیسر داؤد اب

مک کیسے پہنچ سکیں گے۔ ایک ستر کامران مرزا کا ذہن ال

اد کئے۔ درایور نے کہا، بھروسی کے ہونٹ ہلے۔

وقت بہت تیزی سے کام کر رہا تھا۔ وہ چاہتے تھے۔

ہونٹوں کی حرکت کو دیکھ کر وہ چونکے، اس کی طرف دیکھ

طرح پروفیسر داؤد ایک پڑھنے کا مک پہنچ جائیں۔

"بولو۔ تمہارا ساتھی کمال ہے؟"

"یہ بات تم ہم سے معلوم نہیں کر سکو گے۔ انھوں

مکرا کر کہا۔

سلان لگتے ہیں؟"

آپ نے کیسے جانا؟ اس کے لجھے میں جھرت تھی۔

آپ کے ہونٹوں کی حرکت سے۔ گاڑی شارت کرتے

اچانک ایک ہلکا سادھما کا ہوا۔ کمرہ دھوئیں وقت اللہ کہا ہے آپ نے۔ وہ مسکرائے۔

بھر گیا۔ ساتھ ہی ایک ستر کامران مرزا نے پروفیسر داؤد اور اہل بائبل کل ٹھیک۔ اس نے کہا۔

لامتحد پکڑا اور باہر کی طرف چلے۔ وہ سیدھے ہال میں آئے۔

یہ خوشی کی بات ہے میرے لیے۔ میں چاہتا ہوں۔

ہال میں انھوں نے پچھلے دروازے کا رُخ کی۔ اس طرف اور تیز چلیں۔ بلکہ بہت تیز

ملٹری والے نہیں تھے۔ شاید اس لیے کہ اس طرف

چکر کیا ہے؟"

دروازے کو بند کر دیا گیا تھا۔ لیکن اس کا معانہ ڈھنگا

اشارة جس نے ہمارے ملک کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔

یہ کرچکے تھے اور ایمر جنی کی صورت میں اس بات

کے ساتھ کے ڈپو میں آگ لگنے کا واقعہ اخبارات میں پڑھا

ہو گئے

۲۶۰

"ہاں بانکل - تو بھر؟ اس نے حیران ہو کر کہا۔

"تم اس ملک کو اس سے بھی بڑا نقصان پہنچانے نیت سے آئے ہیں؟"

"کیا!! اس کے لائق پر چھوٹ گئے - گاڑی سڑک پر دھر اُدھر لہرانے لگی - انپکٹر کامران مرزا گھبرا گئے - پر دھر داؤد کا قورنگ اڑا گی۔

"یہ آپ کو کیا ہو گیا؟"

"میں بھی آپ کے ساتھ خطرے میں گھر گیاں ایسی کوئی بات نہیں - آپ مسلمان ہیں - اور مسلمان کو

اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیے - اگر آپ زیادہ گھبراہیٹ محسوس کر رہے ہیں تو گاڑی روک لیں، ہم اُتر جاتے ہیں - اس طرح آپ خطرے میں نہیں رہیں گے۔"

"اوہ ہاں! یہ ٹھیک رہے گا۔ اس نے فوراً گاڑی سڑک کے کنارے کر لی اور بولا: جلدی سے اُتر جائیں۔"

"وہ نیچے اُٹر آئے - اس نے گاڑی فوراً آگے بڑھا دی:

"ادے ادے - یہاں تک کا کرایہ تو نہیں یہاں تک کا کرایہ تو نہیں۔"

لیکن وہ کہاں رُکنے والا تھا:

۲۶۱

"عجیب بُزدل نکلا۔ اس سے تو بہتر تھا۔ ہم اس سے بات نہ کرتے۔"

"اب ہم کسی ڈیاپور سے کوئی بات نہیں کریں گے۔ اس وقت تک ہمیں اپنی منزل پر پہنچ جانا چاہیے تھا۔"

ایسے میں ایک ٹیکسی آتی نظر آئی۔ انپکٹر کامران مرزا نے اسے دکھنے کا اشارة کیا، لیکن وہ آگے بڑھ گئی۔ میں چار ٹیکسیاں گزر گئیں۔ ان کی پریشانی بڑھ گئی۔ آخر خدا خدا گمرا کے انھیں ایک ٹیکسی مل گئی۔ وہ اس کے ذریعے بڑھنے روک دینے لگی۔ وہ کافی یہٹ ہو چکے تھے۔ ابھی انھیں بیدل بھی چلنا تھا۔

"اندر انپکٹر جمیں بہت پریشان ہوں گے۔ آپ فوڑا جائیں اور ملاقات کی خواہیں ظاہر کریں۔ میں اس پاس رہوں گا۔ ہمارے ساتھی تو اس وقت تک جیوال کے سامنے بانجھا دیے گئے ہوں گے۔"

"تین پھر ان کے لیے اب کیا کیا جائے؟"

"وہ آپ فکر نہ کریں۔ آپ صرف اپنا کام کریں۔"

"اچھا خدا حافظ۔ وہ بولے اور آگے بڑھ گئے۔

"خدا حافظ۔ انپکٹر کامران مرزا نے کہا اور ٹھیکنے کے انداز کیا گے۔ بڑھتے چلے گے۔"

Uploaded By Muhammad Nadeem

پروفیسر داؤد عمارت کی چہار دیواری والے دروازے پر
پہنچے۔ دروازے پر ملٹری کا پھرہ تھا:

”میں پروفیسر ایم بروں کا دوست ہوں۔ مجھے ان سے
ملنا ہے۔“

”آپ ان سے گھر ملاقات کر سکتے ہیں، یہاں نہیں۔“

”میں جانتا ہوں۔ لیکن مجھے آج اپانک اپنے وطن جانا
بڑا گی ہے۔ پروفیسر صاحب کو مجھ سے کچھ کام تھا۔ انھوں
نے ملنے کی ہدایت کی تھی۔ آج شام گھر پر ہماری ملاقات
ہونا تھی۔“

”لیکن آپ یہاں تک آئے کیسے؟“

”ایک ٹیکسی کے ذریعے۔ ڈرائیور نے بتایا کہ ان اطراف
میں کسی ٹیکسی کو آنے کی اجازت نہیں۔ لہذا وہ کچھ فاصلے
پر آتا کر چلا گیا۔ پروفیسر داؤد کو یہی بھلے بتائے گئے تھے، لہذا
انھوں نے روانی سے بول دیے۔“

”ہاں؟ اس نے ٹھیک کہا تھا۔ ہم پروفیسر صاحب سے
بوچھتے ہیں۔“

”پھر چند منٹ بعد ان سے کہا گیا:

”آپ کو پروفیسر صاحب نے اندر بلایا ہے۔ لیکن ایسا
یہاں کی تاریخ میں پہلی بار ہو رہا ہے۔“

”کیا مطلب؟“

”کسی ملاقاتی کو یہاں ان سے ملاقات کرنے کی اجازت
اپنی اور یہ پابندی خود پروفیسر صاحب نے عاید کر دی ہے۔“

”میں نے بتایا تا۔ میں ان کا دوست ہوں۔ پھر کا
دوست۔“ انھوں نے کہا۔ دل میں وہ خوش ہو رہے تھے۔

چہار دیواری کے اندر ایک گھٹنا باخ تھا۔ اس باخ کے
بیال میں سفید دنگ کی بہت بڑی عمارت تھی۔ اب وہ
کل عمارت کے دروازے بچ پہنچے، پھر دہان سے ایک نگران
میں لے کر چلا۔ اندر انھیں عمارت میں کئی براہمے طے
کرنا پڑے۔ پھر بفت کے ذریعے اور پر والی منزل پر
پہنچے۔ آخر ایک مرے کے دروازے پر پہنچ کر دستک دی:

”لیکا۔ میرے پھن کے دوست ہیں؟“
”ہاں بالکل! وہ فرما بولے۔“

انہے دیا جائے:

”دروازہ خود بخود کھل گی اور وہ اندر داخل ہو گئے۔“
”لگا ساتھ لاتے والا آدمی واپس چلا گی۔ ان کے اندر داخل
کے پر دروازہ خود بخود بند ہو گی۔“

اندر ایک بڑی جیش کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار
شانھوں نے مقامی زبان میں چند ادھر ادھر کی بائیں

لیکن، پھر اس ملاقات کے سلسلے میں باتیں کیں۔ اس دوران کا غذ پر لکھ رہے تھے:

پروفیسر صاحب۔ جلدی بتائیں۔ کیا ہوا۔ آپ وقت کیوں نہیں پہنچ لئے؟

پروفیسر داؤد نے جلدی جلدی مختصر طور پر حالات دیے۔ ان کی پیشائی پر بل بڑے گئے۔ انھوں نے لکھا:

”تب ہم بہت بڑے خطرے میں ہیں۔ آپ اپنا کام کھرا ہی گئی تھا۔ جیرال انھیں گن چکا تھا، دیکھ پھکا تھا، لہذا دیر میں کر سکتے ہیں؟“

”عن گھنٹے ضرور لگیں گے۔“

”جب کہ صرف آدھ گھنٹے بعد جیرال یہاں ہو گا۔ اس میں ایک ہی طریقہ ہے۔“ انھوں نے لکھا۔

”انھوں ! ہم ان کے بارے میں نہیں بتائیں گے۔“ فاروق کے مزے سے نکلا۔

”یہ کہ، ہم اس عمارت میں غائب ہو جائیں۔ اور اپنا کام کیسے نہیں بتاؤ گے۔ مجھے زبان کھلوانا آتا ہے۔“ مم۔ مگر شروع کر دیں۔“

”عن اس وقت فون کی گھنٹی بجی۔ ان کے دل بہت تباخ کرنے کے لیے وقت نہیں ہے۔ جیکب۔ ایم برسن کو زد سے دھڑکے۔“

”اوکے سر۔“ اس نے فوٹا کیا۔

”فرما، ہی ایم برسن کے نہر ملائے گئے اور دُوری طرف سے

ایم برش کی آواز سن کر جیکب نے فون کا رسیوڈ جیزال کا طلب
پڑھا دیا :

”ہیلو پروفیر صاحب۔ جیزال بات کر رہا ہوں۔“
سب خیریت تو ہے ؟“
”ہاں مسٹر جیزال۔ بالکل۔ ایم برش کی آواز سُنائی دی۔“
”شکریہ پروفیر صاحب۔ بس یہی معلوم کرنا تھا۔“
جیزال نے رسیوور رکھ دیا۔

اب اس نے ان سب کو بنور دیکھا، پھر سرسران آؤ
میں کہا :

”تو پروفیر ایم برش کی جگہ وہاں ایسپکٹر جیشد موجود ہیں
اور غائب پروفیر داؤد ان کے دوست کے روپ میں ان
ساتھ وہاں موجود ہیں۔ ڈرائیور کی جگہ ایسپکٹر کامران مرزا
نے لی ہو گی۔“

”آپ کیا کہ رہے ہیں۔ کچھ کرنہیں سکتے۔“ اصفہان
گول مول انداز میں کہا۔

”اچھی بات ہے۔ ان لوگوں کی کڑا ٹگرائی کرو جیکب۔
اگر یہ فراد ہو گئے تو پھر تمہاری زندگی ختم ہو جائے گی۔“
جیزال نے سرد آواز میں کہا اور باہر کی طرف دوڑ لگا دی۔
”ن۔ نہیں۔ سر۔ جیکب نے کانپ کر کہا۔“

”یعنی جیزال اس کا نہیں سننے کے لیے وہاں کب رکتا تھا،
وہ تو آندھی اور طوفان کی طرح باہر دوڑا جا رہا تھا۔ باہر
اس کی کار بالکل تیار تھی۔ اس نے ڈرائیور سینٹ بیٹ بنھال
اوہ بھلی کی سی تیزی سے کار چلاتا اس عمارت تک پہنچ گیا۔
لے دیکھ کر باہر کھڑے ملٹری میں چونک کر سیدھے ہو گئے:
”پروفیر ایم برش اندر ہیں؟“
”لیں سر۔“
”ان کے ساتھ کون آیا تھا؟“
”وہ تو ایکی آئے تھے۔ ہر دوڑ کی طرح۔ لیکن ان کے
ایک دوست ملنے آئے ہوئے ہیں۔“
”یہاں کوئی دوست ملنے نہیں آ سکتا۔ کیا تم لوگوں کو
معلوم نہیں؟“
”معلوم ہے، لیکن خود پروفیر صاحب نے انھیں اندر
پہنچانے کی ہدایت کی تھی۔“
”اوہ اچھا۔ مجھے ان تک پہنچادو۔ جلدی۔“
”آئیں سر۔“

وہ اندر وی دروازے کی طرف مُڑتے ہی تھے کہ جیزال
کے سر سے کوئی پیچرہ نہ کرائی۔ اس کا سر بہت زور سے
چکرا یا۔ اسے سر پکڑ کر بیٹھ جانا پڑا۔ چند سینکڑے

تک وہ اس حالت میں بٹھا رہا۔ پھر اس نے آٹھنے کی کوشش کی۔ وہ تھوڑا آٹھا، لیکن پھر بیٹھ گیا۔ اس کا سر بہت دور سے چکرا یا تھا۔ آخر اس نے مشکل سے کہا:

”دد۔ ڈاکٹر کو بُلاو۔ جلدی۔“

پھر وہ زمین پر یٹھ گی۔

”ادے ادے سر۔ آپ کو کیا، ہو گیا؟“

پھر اسے آٹھا کر چہار دلواری کے دروازے پر بنے یکین میں لٹا دیا گیا۔ ڈاکٹر کو فون کیا گیا۔ ڈاکٹر اندر نہیں۔ میں پروفیسر صاحب کو بُلا کر لاتا ہوں۔ وہ اس غارت میں موجود تھا۔ لہذا اس نے آئے میں خاص درست حال کو سنبھال لیں گے۔ ایک بُگران نے کہا اور اندر نہ لگو۔ اس نے آکر جیوال کا معائنہ کیا۔ وہ یہم بے ہوش طرف دور لگا دی۔

جیا:

”یٹھے رہیے سر۔ ابھی آپ کوئی کام نہ کریں۔“

”ہٹو۔ تجھے نہ روکو۔ ورنہ سب تباہ ہو جائے گا۔“

”سب تباہ ہو جائے گا۔ کیا تباہ ہو جائے گا؟“

جیوال نے اسے زور کا دھکا دیا، وہ یکین سے باہر دور جا گوا۔ جیوال یکین سے نکلا اور اندر کی طرف دیڑا ہی تھا کہ پھر اس کے سر سے کوئی چیز آ کر گئی۔

”وہ ایک بار پھر گرا۔ اور مکمل طور پر بنے ہوش ہو گیا؛ ڈاکٹر۔ انھیں کیا ہو گیا۔ جلدی کریں۔ نہ جانے کیا ہونے والا ہے۔“

”اوہ ہاں۔ ابھی لیجھیے۔“

ڈاکٹر نے پھر اسے ایک انگلکش دیا، لیکن اس بار اس فرما آنکھیں زکھولیں اور بدستور بے ہوش رہا:

”اُن۔ اب ہم کیا کریں۔ کیا کرنل صاحب کو فون کریں؟“

بُگران نے کہا۔

یکین میں لٹا دیا گیا۔ ڈاکٹر کو فون کیا گیا۔ ڈاکٹر اندر نہیں۔ میں پروفیسر صاحب کو بُلا کر لاتا ہوں۔ وہ اس غارت میں موجود تھا۔ لہذا اس نے آئے میں خاص درست حال کو سنبھال لیں گے۔ ایک بُگران نے کہا اور اندر نہ لگو۔ اس نے آکر جیوال کا معائنہ کیا۔ وہ یہم بے ہوش طرف دور لگا دی۔

○

”لیکھو رکھ کر اپکٹر جمیڈ اُن کی طرف ہڑتے۔“
نظرہ سر پر آ پہنچا۔ جیوال کا فون تھا۔ اسے اندازہ لیا ہے کہ ہم یہاں آ گئے ہیں۔ لہذا اب فوراً حرکت نہیں کیا۔ کافی وقت ہے۔“

”لیکھ ہے۔ میں تیار ہوں۔“

"میں پہلے نمبرا کو بلا لوں۔" یہ کہ کر انھوں نے اسکے ذریعے نمبرا کو خبردار کیا۔ وہ فوراً پہنچ گیا:

"کیا بات ہے سر؟"

"خطرہ۔ جیرال آ رہا ہے۔ تم پروفیسر صاحب کے اندر چلے جاؤ۔ یہ جلد از جلد اپنا کام کر کے کی کوشش کریں۔ سمجھے گئے؟"

"یہ سر۔ اور آپ؟"

"میں جیرال کو روکنے کے لیے یہاں موجود رہنے کیونکہ جتنی دیر میں اسے روک سکوں۔ اتنا ہی اچھا ہے دیگر یہاں ہیں۔ میں انھیں دیکھ لوں گا۔"

"کل جاؤں؟"

"اہ! تم میری فکر نہ کرو۔ میری آ جاؤں گا۔"

"او کے سر؟"

وہ فوراً کمرے سے نکل گئے۔ انپکٹر جیشید دھکنے اب جب کہ جیرال یہاں آ گیا تھا تو یہ وقت درکار تھا۔ جیرال اگر کرتے دل کے ساتھ انھیں جانتے دیکھتے رہے۔ بلکہ اپنے تھا۔ یہ تو غنیمت تھا کہ جیرال کو انپکٹر کامران جب وہ اندر ونی حصے میں پہنچتے نظر آئے تو انھوں نے بڑا نیلے، ہوش کر دیا تھا۔ یکن کب تک۔ اس کے لمرے کا دروازہ بند کر دیا۔ ابھی چند منٹ ہی کہ بدلہ ہوش میں آئے کا امکان تھا۔ ادھر وہ پھوٹنی پارڈ ہوں گے کہ دروازے پر دشک ہوتی۔

"کون؟"

"جی۔ میں ہوں سر۔ بیرونی دروازے کا ایک بگران۔ جیرال صاحب آئے تھے۔ وہ آپ سے فردی مذا چاہتے تھے یہاں وہ اچانک گر کر بے ہوش ہو گئے۔ ڈاکٹر نے اخیر انجکشن دیا، وہ ہوش میں آئے، اٹھ کر چلنے لگے تو پھر گرے اور بے ہوش ہو گئے۔"

ان کا ذہن فردی طور پر انپکٹر کامران مزا کی طرف گیا۔ اس کا مطلب تھا، یہ کام انھوں نے دکھایا تھا، وہ سکراتے اور دروازہ کھول دیا:

"تو انھیں اٹھا کر یہاں لے آؤ۔ میرے پاس آلات دیگر یہاں ہیں۔ میں انھیں دیکھ لوں گا۔"

"اچھی بات ہے۔ بگران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

دو انتظار کرنے لگے۔ ساتھ ہی ان کی نظریں گھریں پھال دیا گا جاتا تو یہ وقت آسانی سے انھیں دل جاتا۔ یہاں

وہ فوراً کمرے سے نکل گئے۔ انپکٹر جیشید دھکنے اب جب کہ جیرال یہاں آ گیا تھا تو یہ وقت بہت محضت کر کرتے دل کے ساتھ انھیں جانتے دیکھتے رہے۔

جب وہ اندر ونی حصے میں پہنچتے نظر آئے تو انھوں نے بڑا نیلے، ہوش کر دیا تھا۔ یکن کب تک۔ اس کے

لمرے کا دروازہ بند کر دیا۔ ابھی چند منٹ ہی کہ بدلہ ہوش میں آئے کا امکان تھا۔ ادھر وہ پھوٹنی پارڈ کے بارے میں نکر مند تھے۔

یہی ہونے والی گفتگو توی اور کسی بھی صورت نہیں ممکن تھا۔“
انپکٹر جمیل نے گویا اسے اعلان دی۔

”اہ! میں یہ بات جانتا ہوں۔ لیکن میں بے ہوش
کی طرح ہو گیا تھا۔“

”ہو سکتا ہے۔ یہ کام میرے کسی ساتھی نے دکھایا ہوا۔“
مطلوب یہ کہ باہر بھی کوئی ساتھی موجود ہے اور وہ ضرور
انھوں نے دروازہ اندر سے بند کر کے تالا لگا دیا۔ انپکٹر کامران مرزا ہوں گے۔“

اور چابی کو اندر ونی جیب میں ڈال دیا۔ اب انھوں نے ہر ہو سکتا ہے۔ آپ کا خیال درست ہو۔“ وہ مسکاتے۔
کی نہیں وغیرہ چیک کی۔ ایسے میں اس کے جسم میں جوں صورت حال کیا ہے؟“
پیدا ہوئی۔ انھوں نے جیب سے ریشم کی ڈوری نکالی۔
کہ آپ اس وقت اس بستر کے ساتھ رسیوں سے بندھے
اس کے پاؤں جکڑ دیے اور ہاتھ بستر سے ہاندھ دیے۔ بڑے ہیں۔“

اسی وقت اس نے آنکھیں کھول دیں۔
ان رسیوں کی کیا حقیقت ہے۔ یہ ابھی توڑ دیتا ہوں۔“
انپکٹر جمیل اس وقت رسیاں کس رہے تھے، انھوں نے ”ضرور ضرور“ دہ بولے۔

رسی کے مزید بل دینا شروع کر دیے، تاکہ رسیاں تاریخیں نہ ٹوٹی۔ اور نہ زور لگایا،
جانے کا امکان نہ رہے۔ یہ رسی بھی پروفیسر داد دیکھ کر پھوڑا زور لگایا، لیکن رسی اپنی جگہ رسی۔ آخر اس
بنائی ہوئی تھی۔ اور اس کا توڑ ڈالنا آسان کام تھا۔ نہ زور لگانا۔ بند کیا اور بولا:

”بہت خوب جمیل۔ یہ کام کیا ہے تم نے؟“
”پروفیسر داد کہاں ہیں؟“

”یہ کمرہ ہر طرح سے ساؤنڈ پروف ہے۔ اور اپنا کام کرو ہے ہیں۔“
”کہ پروفیسر صاحب یہاں ہیں اور اپنا کام کرو ہے ہیں تو

انھیں روک دیں۔ انپکٹر جمیڈ۔ انھیں روک دیں۔ یہ بہت بڑا۔ اندر پروفسر داؤڈ موجود ہیں۔ اور وہی کام کر آپ سے دخواست ہے۔ اس کے بدلتے میں آپ جو کلمہ ہیں جو اشارجہ کے آدی نے کیا تھا۔ آپ کو پتا ہے۔ اس کا نتیجہ خود آپ کے لیے کس قدر گے۔ اشارجہ کرے گا۔

”میں صرف اور صرف اشارجہ کے اس ایمی ٹرانسٹ کے لیے ہو گا۔ پوری دُنیا کے لیے خطرناک ہو گا۔ اس تباہ کرنا چاہتا ہوں۔“ انپکٹر جمیڈ سرد آواز میں بولے۔

”لہذا کہا۔“

”ان کا چہرہ تن گی۔“

”نہیں۔ آپ ایسا نہ کریں۔ یہ پوری دُنیا میں سب سے بزرگ کاری اثرات پوری دُنیا کو لے بیٹھیں گے۔“

”پوری دُنیا کو نہیں، صرف اشارجہ کو لے بیٹھیں گے۔“

”میں کیوں پروا کر دیں۔ کیا آپ نے میرے محل کے ذخیرے کو آگ لگاتے وقت احساس کیا تھا؟“

”اکس کی آنکھوں کی چمک ماند پڑ گئی، پھر بولا۔“

”آپ کو آگ کا حکم تھا۔ میں جھوڑ تھا۔“

”اوہ۔ کیا سودا؟“

”آپ نے وہ آگ کس طرح لگائی۔ جلدی جلدی جو اشارجہ آپ کا نقصان پورا کرے گا۔ بلکہ جتنا اسلوہ دیں مثیر جیوال۔ آپ کے پاس وقت بہت کم ہے اور اسے، اس سے دو گنہ دے گا۔“

”آپ سے بھی کم۔“ انھوں نے کہا۔

”عبد الجیلانی کی مدد سے۔ اسے اندر جانے سے۔“

”الٹھے کے گودام میں جو سماںے بھائی شید ہوئے نہیں روکا تھا۔ اور ان کے ساتھ ان کا ایک روپ۔“

”بلکہ راگھو ہوتے ہیں۔ ان کا بدلہ کس طرح دیا گیا تھا۔“

”اوہ۔ دوست اشارجہ کا ایک ساتھ دان تھا۔“

”آدمی کے بدلتے میں جس قدر خون بھا آپ چاہیں۔“

”اوہ۔ اب آپ اپنے اس ایمی ٹرانسٹ کے بارے میں کہاں کہاں۔“

”نقہ نہیں۔ اشارجہ کے شری حوالے کرنا ہوں گے۔ مسلمان کے بدلتے میں ایک لامہ اشارجہ کے غیر مسلم انسپکٹر جمیڈ بولے۔“

”بھم آپ کو چار گنا اسلحہ دینے کے لیے تیار ہیں۔“
”اس سخن گز بھی نہیں۔ اسلحہ کیا ہوتا ہے۔ مومن تو بیتے بغیر بھی لڑتا ہے۔ اصل چیز مومن ہے۔ اور اس آگ میں بھم مومن بھی جلتے ہیں۔ یہ تباہی اسلحہ کے بدلتے میں نہیں۔ ان مومنوں کے بدلتے میں ہو گی۔ اسلحہ تو بھم آپ لوگوں سے حاصل کر رہی ہیں گے۔“

”ایسا نہ کریں انسپکٹر جمیڈ۔ اشارجہ کیس کا نہیں رہ جاتے گا۔“

”اشارجہ کیس کا نہ رہ جاتے۔ یہ تو میری خواہش ہے۔“
”مگر اے۔“

”اچھی بات ہے انسپکٹر جمیڈ۔ آپ نیس مانتے تو نہ سہی، لیکن اب میں ذمے دار نہیں ہوں گا۔“
”کیا مطلب؟“

”اس بات کو چھوڑیں۔ جب آپ معاهدے کی کوئی بات نہیں کرتے۔ مل اب بتائیں۔ کیا آپ اپنے باقی ساتھیوں کو یہاں پہنچتے ہیں؟“

”اللہ بالکل۔“

”یہ کیا بات ہوئی۔ ایک کے بدلتے میں ایک ہوتا ہے۔ میرے نزدیک ایک مسلمان کی بہت بڑی قیمت ہے۔ آئندی کہ کوئی غیر مسلم سوچ بھی نہیں سکتا۔ اسی حال آپ بھی بہر حال غیر مسلم ہیں۔“
”کوئی اور شرط پیش کریں۔“

”اخسوں! میرے پاس اور کوئی شرط نہیں ہے۔ کامیابی کی صورت میں ہمیں بخفاہت یہاں سے جانے والے گا۔“
” وعدہ آپ پہلے ہی کر چکے ہیں۔“
”میں اپنے وعدے پر قائم ہوں۔“

”تب ہم یہیں سے سب لوگ رخصت ہوں گے۔ ساتھیوں کو آپ یہاں منگوادیں۔“
”کیا مطلب؟“

”میرے باقی ساتھی کہاں ہیں؟“
”ہماری قید میں۔“
”میں انھیں یہاں چاہتا ہوں۔“

”اچھا۔ لیکن سودے کی کیا درہی؟“

"فون کا ریسیور میرے من کے سامنے کریں۔ اور یہ نمبر ملائیں۔
اس نے نہ بتاتے۔

انھوں نے نمبر ملا دیئے۔ دوسری طرف سے ریسیور اٹھا
پر اس نے کہا:

انپکٹر جیش کے تمام ساتھیوں کو فوراً ایسی پلانٹ بھج
انھوں نے فون بند کر دیا۔

"آخری بار انپکٹر جیش۔ پھر ملت نہیں ملے گی۔
کر لیں۔ چار گنا اسلخ رئے یں۔ اور یہاں سے بحفاظت
آن منہنے دالے نے ریسیور رکھتے ہوئے کہا۔
ایپنے محلہ روانہ ہو جائیں۔"

"نہیں! یہ پلانٹ تباہ ہو گا۔"

"تو پھر میرا اعلان بھی سن لیں۔ پلانٹ تباہ نہیں ہو
گا۔ اس لیے کہ ابھی جیوال زندہ ہے۔ یہ دیکھیں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی جیوال بستر سے اٹھ کر کھڑا ہوا
گیا۔

اہل بولا رہا تھا۔ تو اس کا مطلب یہ تھا کہ صورت حال
اہل کے کنٹرول میں تھی۔ گویا ان کا سارا پروگرام اپ پیٹ
ڈال چکا تھا۔ ان کے دنگ زد پڑ گئے۔ جسموں سے بیسے
ہائی نکل گئی۔

انھیں ایک بند گاڑی میں ڈال کر ایسی پلانٹ کی چدار
لارڈی تک لا یا گیا۔ اس جگہ انھیں آتارا گی۔ ابھی وہ اندر

کا رُخ کر رہے تھے کہ ایک آواز اُبھری :
”چھرو بھئی۔ میں بھی ساتھ چلوں گا۔“

وہ پونک کر مڑے۔ ان کے پیچے انپکٹر کامران
مکھے مسکارا رہے تھے :

”آپ۔“ وہ ایک ساتھ بولے۔
”ہاں ! میں“ انھوں نے کہا۔

”یہ کون ہیں ؟ ہم صرف آپ لوگوں کو اندر لے
ہیں۔“ ایک پھرے دار نے کہا۔

”یہ ہمارے ساتھی ہیں۔ ہم سے پچھڑ گئے تھے۔
ان کے لیے اندر سے اجازت لینا پڑے گی۔“

”اس میں وقت ضائع ہو گا محمد۔ تم لوگ اندر جائیں۔
اندر جا کر میرے لیے باہر فون کروا دو۔“

”یہ صحیک رہے گا۔
پھر پچھے انھیں اندر لایا گی۔ پروفیسر کے کمرے تک
کہ ملازم نے کہا :

”دشک دے کر اندر چلے جائیں۔“

”شکری۔“ محمد نے کہا اور دروازے پر دشک دی۔ ملے
وابس مڑ گیا۔ ادھر اندر سے کوئی جواب نہ پایا۔ محمد
نے پھر دشک دی۔ اب بھی کوئی جواب نہ ملا۔

”حیرت ہے۔ اندر سے تو کوئی جواب ہی نہیں مل رہا۔
نت ذرا ان صاحب کو واپس بلا کر لانا۔
اچھا۔“ اصفت نے جانے کے لیے رُخ بدلا ہی تھا کہ فرزان
مل اٹھی :

”نہیں۔ اسے جانے دو۔“

”یکوں۔ کیا ہم اس کے ذریعے دروازہ نہ کھلوائیں؟“
”یہاں۔ نہ جانے اندر کی صورتِ حال ہے۔ اور چھرو دروازے
میں سے بند ہے۔ ہم نہیں کھدا سکتے تو وہ کس طرح کھوادے
ہے۔ لیکن اسے بلا کر لانے سے باہر ہے خبر پھیل جائے
کہ اندر کوئی گڑ بڑھے۔“

”ادھر انکل کامران مزما باہر ہم گئے ہیں۔ اندر سے باہر
بچام جائے گا تو وہ اندر آسکیں گے۔“

جب تک ہمیں اندر کی صورتِ حال معلوم نہیں ہو جاتی،
لوقت تک ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ فرزانہ تھمارے کافوں کو کیا
ہو گیا ہے۔“ اصفت نے جل کر کہا۔

”ادھر میں واقعی۔“ فرزانہ نے کہا اور اپنا کان دروازے سے لگا
اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔ آخر اس نے کہا :

”میرا خیال ہے۔ اندر ہونا کہ قسم کی جگہ ہو رہی ہے۔
اوہ کمل طور پر ساؤنڈ پر دوف ہے۔“

ادہ اور بے باپ بے آنفاب بوکھلا کر بولا۔

تب تو پھر ہمیں کمرے کا دروازہ کسی طرح ٹھلوٹانا چاہیے شوکی نے فردہ کہا۔

نہیں۔ ایسا کرنا بھی ہمارے حق میں غلط ہو سکتا ہے جب تک صورت حال معلوم نہ ہو۔ ہم کی کر سکتے ہیں: ”ہون خیر۔ ابھی انتظار کر لیتے ہیں۔“

وہ انتظار کرتے رہے۔ مارے بے چینی اور پریشانی کے کا بُرا حال ہو گی۔ آخر آدھ گھنٹے بعد دروازہ گھل۔ ساتھ ہی انپکٹر جمیڈ کی آواز سنائی دی:

”میں نے جیوال کا کافی وقت ضائع کر دیا ہے۔ اب صرف آدھ گھنٹا ضائع کر دو، تاکہ پروفیسر صاحب اپنا کام کر دالیں۔“

اندر کا منظر دیکھ کر وہ سکتے ہیں ہے گئے۔ جیوال اور انپکٹر جمیڈ دونوں ہو ہمان ہو رہے تھے؛ تاہم انپکٹر جمیڈ فرنچ ٹریکٹر آنفاب بولا۔

رکھ چکا تھا۔

”جیوال جو نکوں کو اپنے جسم سے اتر پھینکنا جانتا ہے؟“

آپ باہر فون کر دیں ابا جان۔ کہ باہر موجود انپکٹر کامران مرازا کو اندر بھیج دیا جائے۔“

کاش! ہم انپکٹر کامران مرازا کو اندر بُلا سکتے۔ انپکٹر جمیڈ سے مرد آہ بھری۔ پھر کوئی خال آنے پر مُکارانے۔ پُورا

یہ مطلب۔ کیا وہ بھی دروازے پر موجود ہیں؟ جیوال

۶۶۸

جنم خون آمد۔ ملکاں کی یہ مکاہر طب بھی خون آمد۔ لہذا آصف کے تھی۔ اپنے لاتھ اپنی کمر کی طرف رکھ کر انھوں نے جلدی جلدی فون کے تار جوڑ لے۔ پھر پیٹ کر فون کی طرف دیکھنے لگے۔ آخر اس تک پہنچ گئے اور گئے نیز برداں کا کرنے۔ نیز برداں ہوتے کی آواز جیزال کے کافوں تک پہنچ کر جھکا جو دیوار پر رحمان دیوار سے جاگرا تھے۔ اور ساکت ہو گئے۔

اس وقت تک محمود، آصف اور رحمان بے کار ہو چکے تھے۔ جیزال کا جنم اگرچہ انپکٹر جمیش سے مقابلہ کرنے کے نتیجے اب میں اور کیا کرتا۔ یعنی یہ کام تو کرہی ملکا تھا۔ اور یہ میری غلطی تھی۔ میں نے کیوں آپ کو ایک لاتھا دید نہیں کر دیا، لیکن اب بھی کیا بگڑا ہے۔

یہ کہ جیزال نے انھیں مُجل دے کر اندر کی طرف چھلانگ لگا دی، لیکن من کے بل گرا، کیونکہ اسی وقت محمود نے اس کی ٹانگ پکڑ لی تھی۔

اسے، ہم لوگ سرکاری ڈانگ کرنے ہیں سڑ جیزال۔ اس نے شوخ آواز میں کہا۔

”مجھے ایسا لگ رہا ہے۔“ یہی سچے چند مکھوں نے مجھے پکڑا ہوا۔ یہکہ انسان جس طرح کسی نیکڑے مکوڑے کو اپنے اسے بھٹک سکتا ہے، اسی طرح میں تم لوگوں کو بھٹکانے کا کام کرے۔

”کہا کہ اس نے جھکا دیا۔“ فاروق اور آفتاب اڑھکیاں کھاتے

”غصب کی تھی۔“ مان گیا بھی۔ ”وہ ہنا۔“

ساتھ ہی محمود کے نزد پر ایک زبردست مُلا لگا۔ اس کا من میڑھا ہو گیا اور وہ فرش پر ڈھیر ہو گی۔ اب پھر وہ اندر کی طرف پیکا، لیکن آصف نے اس کے دونوں پاؤں

کی چالاگی نہ کرو۔ میرے پاس وقت پہلے ہی بہت کم ہے۔ جو کرنا ہے کر گزدہ۔ تاکہ تم پھر یہ نہ کہ سکو کہ می نے تھیں مہلت نہ دی۔“
اچھی بات ہے۔ یونہی سی۔

یہ کہ کر یمنوں نے تین مختلف سہتوں سے اس پر ٹھکرایا۔ اس طرح جیزال کو بیک وقت تین سہتوں میں اور فزانہ اس کے سامنے کھڑی تھیں۔ فزانہ اپنی عادت کے مطابق تیر کی طرح اس کے بالوں کی طرف آئی۔ اور بال پکڑ کر جوں دیکھنے میں ہم بالکل کمزور ہیں۔ انکل خیزال۔ اور جادیں۔

”اوے اوے! یہ کیا کر رہی ہو؟“ جیزال ہنسا۔

”ایں۔ آپ ہنس رہے ہیں۔ یہ ہنسنے کا کون سا موقع پتکی ہیں، لیکن لڑائی بھڑائی میں تو کمزور ہیں، وہ تو آپ کو کچھ بتانا فضول ہے۔ یہونکہ آپ ہمارے میں پہلے سے سب کچھ جانتے ہیں۔“

”لہذا مجھے ذرا سی بھی تکلیف نہیں ہو گی۔“
لہاں جاننا ہوں۔ تم ہاتھوں اور پیروں کی نسبت سے لڑتی ہو، لیکن شکل یہ ہے کہ عقل میرے پاس بھی ہے۔ وہ بولا۔

جیزال کے ان الفاظ کے ساتھ ہی فزانہ اپنا ہاتھ اس لارڈوں کے گرد لے آئی۔ ادھر فرحت اس کی ایک اور رفت ایک بازو مضمبوطی سے پکڑ چکی تھی۔

”ددو پڑھ لے گئے۔ ساتھ ہی ان کے مذے سے ہیجنیں بھی نکلا تھیں۔“ آج تو جیزال انکل غصب ڈھا رہے ہیں۔ بستجوں و خاطر میں نہیں لارہے۔ ایسے میں مکھن کی آواز ابھری۔

”ان کی جان پر جو بخی ہے۔ بے چارے کو اپنا تباہ ہوتا نظر آ رہا ہے۔“ شوکی سکرایا۔

جیزال اب جو دروازے کی طرف مڑا تو فرحت اور فزانہ اس کے سامنے کھڑی تھیں۔ جیزال اپنی دیکھ کر دیکھنے میں ہم بالکل کمزور ہیں۔ انکل خیزال۔ اور جادیں۔

”جیزال۔“ اس نے بختا کر کیا۔

”ہاں تو مشرجیزال۔ ہم دیکھنے میں تو کمزور ہیں، وہ تو آپ کو کچھ بتانا فضول ہے۔ یہونکہ آپ ہمارے میں پہلے سے سب کچھ جانتے ہیں۔“

”لہاں جاننا ہوں۔ تم ہاتھوں اور پیروں کی نسبت سے لڑتی ہو، لیکن شکل یہ ہے کہ عقل میرے پاس بھی ہے۔“

”تو آپ اسے گھاس چرنے کے لیے بصحیح دیں نا۔“
”یہاں گھاس کماں۔ پھر ہو۔“ میرا وقت خالع کرنے

"انکل ! اب ذرا کوئی حرکت کر کے دھائیں۔"
"ایک منٹ۔" ایسے میں شوکی چلا آٹھا۔

نہیں کیا ہوا بھی۔ جیرال نے جیران ہو کر کہا۔
"ہمارے ذہن میں ایک بات آئی ہے۔ ہم جو

تینوں کا لامبا کیوں نہ بٹائیں؟

"ضرد ضرد۔" مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔
بلکہ یہ بہتر رہے گا۔ میں ایک ہی بار فارغ ہوں گا۔
گا۔ تم پارادول بھی آ جاؤ۔"

شوکی برادرز آگے بڑھے۔ دوسری ٹانگ شوکی نے
دوسراباڑو نکھن نے، اخلاق نے پیٹ کے گرد ہاتھ دالا۔
اب صرف اشفاق رہ گیا۔

"نم۔ میں کیا کر دیں۔ پکڑنے کے لیے کچھ بھی نہیں رہا۔
ایک آدمی کے ساتھ چلتے آ رہے تھے۔ جیرال بھی انھیں دیکھ کر
اس نے بوکھلا کر کہا۔

دونوں ٹانگوں کے گرد پیٹ جاؤ۔" شوکی بولا۔
"ہاں ! یہ ٹھیک رہے گا۔"

اشفاق نے اس کی دونوں ٹانگیں قدرے اور سے پکڑ کر
لیں، کیدنکہ وہ ملا تو تھا، ہی۔

"بس۔ کوئی رہ تو نہیں گیا۔"
"نہیں۔ اب آپ اپنی کوشش کریں۔"

"خوب کس کر پکڑو۔" جیرال نے کہا۔

"خوب کس کر پکڑو چکے ہیں۔ اس سے زیادہ خوب کس کر
بیس پکڑ سکتے۔"

"اے یہ لو۔"

یہ کہ کر اس نے صرف ایک جھر جھری لی۔ انھیں یوں
کہا جیسے دو چکنی بچھلی کی طرح ان کے ہاتھوں سے نکلا جا
سکے۔ اور پھر انھیں ایک ذبر دست بھٹکا لگا۔ جھر جھری
لے ان کی گرفت پہلے، ہی کمزد کر دی تھی۔ بھٹکے نے
وہی کسر نکال دی۔ وہ اچھل کر دود جا گئے۔ عین
اس وقت ایک آواز ابھری:

"ارے ! یہ کیا ہو رہا ہے؟"

انھوں نے گرتے پڑتے بھی مُڑ کر دیکھا۔ ان پکڑ کامران مرزا
کی آدمی کے ساتھ چلتے آ رہے تھے۔ جیرال بھی انھیں دیکھ کر
اوی طرح پھونکا۔

نہست، ہی اپھے وقت پر آئے انکل۔ جیرال کو دوکیں۔ ہم
بیشستہ کا کام کر چکے۔"

اٹ مالک : یہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔"

ان درودی دروازے سے ان پکڑ کامران مرزا کے ساتھ آنے
بھجو پھلا رہ گی۔ اسی وقت ان پکڑ کامران مرزا کا ایک ہاتھ

اس کے سر پر پوری قوت سے لگا۔ وہ تیورا کر گرا اور ساتھ ہو گیا۔ ادصر جرال نے ان کے پاس سے بکھر جانے کے لیے ایک اوپھی چھلانگ لگائی۔ اپکٹر کامران نے بھی ایک اوپھی چھلانگ لگادی۔ دونوں کے جسم دمکڑا اور اور پیچے آ رہے۔

”بہت خوب انکل۔ اب یہ حضرت یہاں سے آئے ہیں باتكل۔“

”یک تم سب مل کر بھی مجھے نہیں دوک سکتے۔“ جرال غرّا۔
”الفاظ کے ساتھ، ہی جرال نے زور جو لگایا تو وہ“
”وہ بھی اپنے حصے کا کام کر چکے ہیں۔“ بس آپ کے سامنے بکھر کامران مرزا کی گرفت سے نکل کر آگے بھاگا۔ یہک منہ کام رہتا ہے۔
”یک انھوں نے، ہی تو فون پر ہدایات دی تھیں کہ مجھے۔“ یہ دیکھ کر فاروق مسکیا:
”اسے ہم سرکاری ٹانگ کہتے ہیں۔“

ان سب نے جونک کر اندر کی طرف دیکھا، یہک ادصر اس کے گرتے، ہی اپکٹر کامران مرزا نے اس پر چھلانگ کامران مرزا کی نظری جرال پر جمی رہیں۔ اس نے، یہک جرال کروٹ لے گی اور وہ فرش پر گرے۔
چھلانگ لگائی۔ اس بار ساتھ ہی اپکٹر کامران بھی اپجھ۔ ان کے سینے پر سواد ہو گیا اور اپنے دونوں تھے۔ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرائے۔ اور اپکٹر کامران اس سے چھٹ گئے:

”اپکٹر کامران مرزا نے ایک دوستھڑا اس کی ٹھوڑی پر ریڈ ایکس خود اپنے ٹھوٹتے محسوس ہو گئے۔“

اب انھوں نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں سیدھی کیں اور محمد جلدی جلدی تفصیل بتانے لگا، آخر ہیں محمود نے کہ

اُس کی آنکھوں میں گھونپ دی، لیکن ایک بار پھر اپنے
ست سخت پیز سے ٹکرائیں۔ شاید آنکھوں پر کوئی خول تھا
نظر نہ آئے والا خول۔ جیرال ہنسا:

”کامران مرزا تمہارے دونوں وار خالی گئے۔ یہ رک
گردن تو اب چھوٹے گی نہیں۔“

”کیا ہم مدد کو آئیں کامران مرزا؟ ایسے میں خان رہ
کی آواز ابھری۔“

”وہ مارا۔ اب آجان ایک بار پھر میدان میں آگئے۔“ خزانہ
کی آواز گوئی۔

ادھر جیرال اپکٹر کامران مرزا کی گردن پر برابر نعد لگا
تا تھا۔ ان کا چہرہ سرخ ہو پھلا تھا۔ سانس بہت

مغل سے لے رہے تھے۔ ایسے میں بھی وہ اپنی کوشش

لیا صرفت تھے۔ اور آخر وہ اپنے دونوں پسروں اس کی

بن کر کھڑے ہو جاؤ، تاکہ میرے بے کار ہونے

کے دلوں پیریں کی گرفت میں تھی۔ انھوں نے

لگانا شروع کیا۔ جیرال کا جسم ان کے سینے پر
کھٹکنے لگا۔ وہ اس تنفس کو جیرت بھری آنکھوں

کا دیکھ رہے تھے۔ ابھی جیرال کے ہاتھ گردن پر
کھٹکنے، لیکن کب تک۔ جب جسم اُپر اٹھنے سے زرک

کاڑا اتھ کب تک گردن پر جئے رہتے۔ لہذا اتھ بھی

”بعضی اب پچھہ نہ کچھ تو کرنا ہو گا۔“ خان رحمان اداں
میں مسکائے۔

”نہیں خان رحمان۔ البتہ تم لوگ اس کے راستے میں
بن کر کھڑے ہو جاؤ، تاکہ میرے بے کار ہونے
صورت میں بھی جیرال برآمدہ بجود نہ ہو۔“

”ال شار اللہ۔ ان سب کے منڈے نکلا۔“

عین اس وقت انھوں نے اپکٹر جیش کو آٹھ کروڑ
کے دیکھا۔

صبر کریں

KHAN STATIONERS &
GENERAL STORE
Shop F/890, Bhabra Bazar,
Nishtar Road, Rawalpindi.

امٹنے لگے۔ جیزال نے بہت زور لگایا، لیکن انپکٹر کامران مرتز اور انپکٹر جمیش کا یہ انداز بہت خاص تھا۔ دونوں پیریں میں جست گروں پرکار آٹھاتے تھے تو پھر دشمن کسی طرح ان کے جسم سے پھٹا سیس رہ سکتا تھا۔ آخر اس کے لئے گروں سے الگ ہو گئے۔ انھوں نے کمرے کے دُبھی جیزال کو ایک جھٹکا ملا۔ وہ گویا ہوا میں اڑتا ہوا کمرے میں جا کر گرا۔ انپکٹر جمیش ابھی دروازے پر ہی تھے۔ انھوں نے آؤ دیکھا نہ تاوا۔ دروازہ بند کر دیا۔ اور باہر دروازہ لاک کر دیا:

”واہ! یہ بحیرہ ہوئی۔“

لیکن یہ بہت اچھا ہوا۔ اب اس ملازم کو یہاں سے رہنا چاہیے۔ اور یہی ساتھ دالے کمرے میں بیٹھ جانا چاہیے۔ تاکہ باہر سے کوئی آجائے تو کسی کو کوئی اندازہ نہ ہو سکے کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔ میرا خیال ہے، پروفیسر صاحب جلد فارغ ہو جائیں گے۔

ذخیری آدمی کو آٹھا کر ساتھ دالے کمرے میں لے آیا گی۔ یہ کمرہ یوں تو آلات سے بھرا بڑا تھا، لیکن اس میں تھا کوئی نہیں۔ وہ دروازہ تھوڑا سا کھول کر بیٹھ گئے۔

”جیزال بھی کیا۔ ارسے۔ غصب خدا کا۔ غلطی ہو گئی۔“

پکڑ جمیش چلا تے۔
الگ۔ کیا مطلب؟
ہم نے جیزال کو بند کر دیا۔ اور اس نے انہوں نے
یعنی فن بھر دیا ہو گا۔ باہر موجود نگرانوں کو خبر کر دی ہو گی
بیک۔
صد ہو گئی۔ اس بات کا کسی کو خیال نہیں رہا۔ کسی
نہ ہوتاک غلطی ہوئی ہے۔
”لیکن اب تو ہو گئی۔ اب کیا کیا جا سکتا ہے؟“
میں اس لمحے پورا پلانٹ بھاری قدموں کی آوازوں سے
کوئی آٹھا۔ یکڑوں والوں والے براہمے میں نظر آئے
لے۔ اور انھیں لاتھ اٹھانا پڑے۔

دروازہ کھول دو۔ مسٹر جیزال کو باہر نکال لو۔ ایک مدرسی جاننا چاہیے۔ تاکہ باہر سے کوئی آجائے تو کسی کو کوئی
اندازہ نہ ہو سکے کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔ میرا خیال ہے، پروفیسر صاحب جلد فارغ ہو جائیں گے۔

ان لوگوں کو قابو میں کر لیا جائے۔ میں ان کے ساتھی
پروفیسر داؤڈ کو پکڑ کر لاتا ہوں۔ اس وقت تک وہ ایٹھی پلانٹ
لالنے کے لیے جانے کی کچھ کر چکا ہو گا۔
لیکا! وہ سب ایک ساتھ چلا تے۔ ان کے زنگ دودھ

کی طرح سفید ہو گئے۔

جیوال پاگھون کی طرح بھاگا چلا گی۔ وہ سینھا پلانٹ پر اور اس کی طرف گی۔ دہل آخ ریک ڈل میں اسے پروفیسر اور اس کا ساتھی نظر آگئے۔

”بُس پروفیسر صاحب۔ اب ہاتھ روک لو۔ اور جملہ گڑ بڑ کی ہے۔ اسی گڑ بڑ کو دور کر دو۔“ جیوال کی گفتگو آداز نے ان دونوں کو اچھل پڑنے پر مجبور کر دیا، لیکن وہ دونوں بالکل پر سکون ہو گئے۔ پروفیسر داؤد بولے:

”میں اپنا کام قریب تریب تکل کر چکا ہوں۔ اسلئے کال کا بھی فائدہ ہے۔“ اب وہ منت کرنے پر آتیا۔

”کیا فائدہ ہے۔ پہلے یہ بات واضح کر دو۔“ کوڈام میں لگائی جانے والی آگ کا آج میں نے اتنا نہیں۔ اب اس پلانٹ کو تباہ ہونے سے کوئی نہیں۔ پھر اس کا خود بخود بھڑک کے گی۔“ اور مستر جیوال۔ اب تم ہمیں۔ حفاظت، ہمارے ملک میں پہنچانے کے بھی ذمے دار ہو۔“

”نہیں۔ یہ نہیں، ہو سکتا۔“ پلانٹ ابھی صحیح سلامت ہے۔ اور پروفیسر تم جلد از جلد اس کو تباہ ہونے سے بچا سکوں گا۔“

”میک ہے۔ آئیں۔“ جیوال نے کما اور واپس دوڑ لگادی۔ دونوں اس کے پیچھے چلے اور اس برآمدے میں آئے۔ حالات جوں کے توں تھے۔

”پروفیسر اپنا کام پورا کر چکے ہیں۔“ جیوال نے وکھلا کر کہا۔

”ضرر داڑا دو۔“ پروفیسر داؤد بولے۔

”تو تم۔ نہیں مانو گے۔“

بہت خوب ہے ہوئی نا بات۔

لیکن آپ لوگ ان سے کہ دیں۔ یہ پلانٹ کو تباہ ہو سے پچالیں۔

اور، ہم ایسا کیوں کہ دیں۔ جب کہ یہ ہماری میں فیض ہے۔ انھوں نے کہا۔

مان جائیں میری بات
نہیں۔ پھر تو نہیں۔

تب، ہم تم لوگوں کو یہاں بند کر جائیں گے۔ تاکہ لوگ بھی جل کر راکھ ہو جاؤ۔ ملٹری آفیسر نے کہا۔

ملٹری جرال نے وعدہ کیا تھا۔ اگر ہم اپنے مش میں ہو گئے تو یہ، ہمیں بخاطت ہمارے ملک تک جانے والے ایک لپٹ تیار ہے۔ وہ ہمیں ایک جزیرے تک پہنچاتے گی،

عن نہیں۔ جرال اپنے وعدے سے نہیں پھر سکتا۔ تو پھر فدا پلانٹ سے نکل چکی۔ اعلان کر دیں۔ پلانٹ میں کام کرنے والے باہر کی طرف دوڑ لگا دیں پروفسر داؤڈ، بوسلے۔

یہ آپ کہ رہے ہیں۔ جب کہ ان لوگوں نے ہمارے ملکے کے ڈپو میں کام کرنے والے زندہ جلا ڈالے۔

یہ لوگ انسانی جانوں کی قیمت نہیں جانتے، لیکن ہم بلا وہ

خون بھانا پسند نہیں کرتے۔ ہم میں اور ان میں یہ فرق تو ہے۔ لہذا انھیں اعلان کرنے دیں۔ اور مسٹر جیرال۔ ب وقت بہت کم ہے۔ کیا، ہم سب بھی جسم نہ ہو جائیں۔ جلدی کریں۔

اور پھر وہاں جھگٹپٹ پج گئی۔ ملٹری میں بھی انھیں بھجوں کر بالہر کی طرف دوڑنے لگے۔ سب کو اپنی اپنی پڑی فی۔ پھر پیکر پر اعلان کیا جانے لگا۔ کہ پلانٹ خالی کر دیا جائے۔ آگ بھڑکنے والی ہے۔
قمام لوگ دھلتے چلتے گئے۔

ہم اب جرال کے خدیجے بخاطت جانے کی کوشش میں مگریں گے۔ ایک بے آباد ساحل پر ہمارے لیے ایک لپٹ تیار ہے۔ وہ ہمیں ایک جزیرے تک پہنچاتے گی، جزیرے سے ہم ایک بھری جہاز پر سولہوں گے اور اس طرح اپنے ملک پہنچ جائیں گے۔ انپکٹر حسید نے جلدی جلدی کہا۔

لیکن ہم ساحل تک کس طرح پہنچیں گے؟

یہاں بھی آپ کے لیے گاڑی تیار ملے گی۔ نکر دکریں۔ غرض فرسی کے نہ رانے کہا۔

اور پھر وہ گاڑی میں روانہ ہو گئے، لیکن جلد ہی ان کی

گاڑی کو چھر لیا گیا اور گرفتار کر کے ایک بڑے ہال میں
لایا گی :

"ایمی پلانٹ میں آگ بھڑک چکی ہے۔ ہمارے ماہرین
آگ پر قابو پانے کی سرتوش کوشش کر رہے ہیں، لیکن ان
تمک انھیں کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ آپ اگر چاہیں تو اس
بڑے قابو پاپا جا سکتا ہے۔"

"جی نہیں! اب میرے کرنے سے بھی کچھ نہیں ہو گا
پر دیسر داؤد بولے۔"

اس وقت ان سے بات ایک ملٹری آفیسر کر رہا تھا،
قدموں کی آواز گوئی۔ انھوں نے دیکھا۔ جیزال چلا آ رہا
اس کا چہرہ بُجھا ہوا تھا۔

"ملٹری جیزال! آپ نے وعدہ کیا تھا۔ کہ اگر ہم کامیاب
گئے تو آپ ہمیں بحفاظت جانے دیں گے۔"

"ہاں! مجھے اپنا وعدہ یاد ہے۔ اور میں وعدہ پورا کر دے
گا، لیکن اس سے پہلے میں ایک کوشش کرنا چاہتا ہوں۔
کچھ نقصان نہیں ہوا۔ اگر پردیسر صاحب آگ بجھا دیں تو بت
کچھ بچ جائے گا۔"

"جی نہیں۔ آپ اپنے ماہرین سے کام لیں۔ جیسے ہم نے
اپنے مجاہدوں سے کام لیا تھا۔"

ہمارے پاس وہ مجاہد نہیں ہیں۔ جو آگ میں کوڈ جائیں۔"

"واقعی۔ جو نل مشرف جیسے لوگ آپ کے پاس کہاں۔"

"اگر ہمارے پاس ایسے لوگ نہیں ہیں تو ویسے بھی نہیں، جیسے

آپ کے ملک میں ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

مطلب تو آپ کو اپنے وطن پہنچ کر معلوم ہو گا۔ دراصل

یہ منصوبے میں حدودیے مصروف رہنے کی وجہ سے آپ

ہر بہت دنوں سے کوئی اخبار نہیں پڑھ سکے۔"

"ہاں! یہی بات ہے۔ کیا ہمارے ملک میں کوئی بڑی

تبدیلی آچکی ہے؟"

"ہاں! لیکن اس تبدیلی کی خبری آپ بعد میں حاصل کرتے

رہے گا۔ مجھ سے تو آگ کی بات کریں۔"

"جو آگ ہم لگانے آئے تھے۔ لگانے کے بعد خدا اس

کو کس طرح بجا سکتے ہیں۔"

"جیسے تم لوگوں کی مرضی۔ ان لوگوں کو ان کے ملک

جانے والی پردازی میں سوار کر دیا جائے۔" جیزال نے

ملٹری آفیسر کو ہدایت دی۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے سر۔ یہ ہمارے مجرم ہیں۔"

"لیکن میں ان سے وعدہ کر چکا ہوں۔"

اور چھر انھوں نے جیزال کی طرف الوداعی انداز میں لائے۔ یہاں تک کہ ان کی گاڑی نظرؤں سے اوچل ہو گئی، قعڈی دیر بعد وہ جہاز میں اٹے جا رہے تھے اور جیزال کو یہ اطلاع دے چکے تھے کہ وہ پرواز کرچکے ہیں۔ نبھے نہیں ایک طرت آگ کے شعلے بلند ہوتے نظر آ رہے تھے۔

ایسے میں پروفیسر داؤڈ بولے:

”ابھی تو یہ آگ اور بلند ہو گی۔ انتارج کے لیے ایک مندر بنے گا۔“

”اور انتارج کی حکومت جیزال کے لیے مدد بنے گی۔“
”دیکھا جائے گا۔ انپکٹر جنینڈ مکارے۔“

”اوے ہاں! ہم جہاز میں تو اخبارات کا مطالعہ کر سکتے اچھی بات ہے۔ ان لوگوں کو ایر پورٹ پر پہنچا آؤ۔“ یہ ایسے میں انپکٹر کامران مرزا نے چونک کر کہا۔

انھوں نے ائر ہوسٹس کے ذریعے اخبار منگائے اور ان کا مطالعہ شروع کر دیا۔ اب انھیں معلوم ہوا۔ ان کے ملک اس وقت فون کریں گے۔ جب جہاز پرواز کریں، جہاز میں حکومت تبدیل ہو چکی تھی۔ صدر کو فوج نے معزول کر دیا تھا اور ایک اور آدمی کو صدر بنایا گیا تھا۔ وہ دھکے دے رہے گئے۔ اس قدر جلد اس قدر بڑی تبدیلی کیسے ہے گئی۔ یہ بات جراں کو تھی۔

آخر دفعہ اپنے ملک کے ایر پورٹ پر آتے۔ انھوں نے

”میرے خیال میں آپ ایسا وعدہ کرنے کا کوئی اختیار نہیں دکھتے۔“

”کیا سمجھتے میں۔ میں کوئی اختیارات رکھتا ہوں۔“

”جی نہیں۔ ہم ان لوگوں کو نہیں جانے دیں گے۔“
اچانک جیزال حرکت میں آیا۔ اور ملٹری آفیسر کی گزر اس کی گرفت میں نظر آئی۔

”چلو ہدایت دو۔ اور جب تک یہ لوگ جہاز پر پرواہ نہیں کر جاتے۔ میں تمہاری گردان نہیں چھوٹوں گا۔“

”آپ اس کا انجام جانتے ہیں۔“

”مجھے پرواہ نہیں۔ لیکن میں اپنا وعدہ پورا کر دیں گا۔“
اس لیے کہ جیزال اپنے اصول کا بہت پکا ہے۔
”آپ جہاز میں بیٹھا کر آئیں۔“

”آپ جہاز سے مجھے فون کریں گے۔ جب جہاز پرواز کریں، جہاز میں نہیں۔“
اس وقت فون کریں۔ میرا یہاں کا نمبر نوٹ کر لیں۔

”مان گئے مسٹر جیزال۔ آپ کو اور آپ کی اصول پسندیدا جانے کے بعد انھیں جیل میں ڈالا جائے گا۔“
”لیکن یہ ان کی آخری اصول پسندی ہو گی۔ آپ لوگوں کے جانے کے بعد انھیں جیل میں ڈالا جائے گا۔“

”پرواہ نہیں۔“ جیزال بولा۔

جہاں سے ہی فون کر دیے تھے ۔ لہذا میگم جمیش، بیگم کامران
مرزا ۔ خان رحمان اور پروفیسر داؤد وغیرہ کے بچے ایر پورٹ
موجود تھے ۔ اور کوئی استقبال کرنے نہیں آیا تھا ۔ مطلقاً
کہ حکومت کا کوئی آدمی نہیں آیا تھا ۔ اللہ اکرم ضریب
موجود تھا ۔ ان سب کے علاوہ ایک طرف ایک اور ثرف
موجود تھا ۔ اور وہ تھا ٹی ایس ایم ۔ پھر سب لوگ ایکسر
کی طرف بڑھے ۔ ٹی ایس ایم سے مصافحہ کرتے ہوئے
جمیش بولے :

”آپ سے فرصت میں باہمیں ہوں گی۔“

آپ لوگوں کو اس تدریجی کامیابی مبارک ہوتا کرام
اداں انداز میں کہا۔

”یکن تم لوگوں کے چردن پر نوشی کیوں نہیں ہے؟“
لڑکے رکھ دے گا۔ ہے جھی مذہبی آدمی ۔ لہذا سب سے
حکومت تبدیل ہو گئی ہے اور نئی حکومت نے آپ کو پڑھانے کی طبقہ
اس منصوبے کو ناپسندیدگی کی نظرتوں سے دیکھا ۔ اسی لیے

کی سطح پر کوئی استقبال کرنے نہیں آیا ۔ یہی نہیں ۔
لہذا نے اوس انداز میں کہا ۔

اور بھی بُری بات ہوئی ہے ۔ اکرام نے جلدی جلوہ کہا ۔
”اوہ وہ کیا؟“ وہ ایک ساتھ بولے ۔

”نئی حکومت نے سب سے پہلا کام یہ کیا ہے کہ جملہ
مشرف صاحب کو ریٹائر کر دیا ہے؟“

تو اس کے پیلے ہمیں گھر سے میں لینے کی کیا ضرورت
ہم اکی طرح چلتے ہیں۔ کیا ہم مجرم ہیں کہ ہمیں حارث
کے کروہاں پہنچایا جائے؟

”یہی حکم ملا ہے کہ گرفتار کر لیا جائے۔“

”اچھی بات ہے۔ انپکٹر جمیڈ بولے۔“

”بہت رُڑی زیادتی ہے۔ پروفیسر داؤد بولے۔“

”جہر کیس پروفیسر صاحب۔ اس سے زیادہ عظیم زیادتی
ہو گئی کہ دشمن ملک سے تو ہمیں باعزت طور پر بیخ دیا گئے کہا۔
اور اپنے ملک میں ہمیں گرفتار کر لیا جائے۔ جب کہ
سابق صدر کی بدلیات کے میں مطابق گئے تھے۔ پھر جو
 مجرم کس طرح بننے ہیں؟“

اس طرح کاشتارج میں آپ کو حکم بھیجا گی تھا کہ
آخر ایخیں نئے سدر کے سامنے پیش کیا گیا۔ انہوں نے گھور
حالت میں بھی آپ لوگ ہیں۔ فوراً دلن پہنچ جائیں۔ آپ لوگ نہیں پہنچے۔

”یکن ہمیں یہ حکم نہیں ملا۔ انپکٹر جمیڈ بولے۔“

”ہم تو اب بھی آپ کی جیب میں موجود ہے۔“

”کیا مطلب؟“

”آپ اپنی جیب دکھیں۔“

انہوں نے جلدی سے جیب میں لاختہ ڈالا۔ اس میں مطابق کام کرنا ہو گا۔“

"بہت بہتر! کیا اب ہمیں اجازت ہے؟"
"اُن ضرورتی کیوں نہیں۔ صدر پہلی بار مسکراتے۔

"کیا کہا؟ دُوہ چلا آٹھے۔"

"مُلٹی! ایوان صدر سے۔ اشادج کے صدر نے مجھ سے
صلح کر لی۔ ورنہ جیل سے تو میں دیسے بھی فزاد ہو جاتا اور
بھر اشادج مجھ سے کوئی کام نہ لے سکتا۔ یہ بات محظی
کرتے ہی صدر نے صلح کر لی۔ اور اب نئے منصوبے پر
عمل کرنے کے لیے بھیجے بُلایا ہے۔"

"اوہ۔ کیا منصوبہ۔ کیا مطلب؟"

"بھائی۔ یہ لوگ تو منصوبے بناتے ہی رہتے ہیں۔ اب نے
کام، ہمارے ذمے لگایا گی۔ دُوہ کرنا ہے۔ اب کوئی کام
نہیں دہ گیا تو اپنے گھر بیٹوں کام کریں گے۔ وہ مسکراتے۔
ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ قوی ہیرودز کو اس طرح
"اُن، باکل۔"

"بہت جلد پھر ملاقات ہو گی۔"

"ہم انتظار کریں گے۔ انپکٹر جنید مسکراتے۔

"جلتے چلتے ایک بات اور۔ کافدہ کا دُوہ پرزاہ میں نے
لڑائی کے دوران آپ کی جیب میں ٹالا تھا۔ آپ کو نی
حکومت کا پروگرام آپ لوگوں کو جیل کی ہوا کھلانا تھا۔
لکھر کی نے اخیں بتایا کہ اگر ایسا کیا گا تو پورا مالک آپ کی
حکومت میں اٹھ کھڑا ہو گا، لہذا اُنیٰ حکومت رک گئی۔"

"یہ سب کیسے ہوا سڑ؟"

"بُس! بُس، بیانی چکر ہیں۔ اس چکر میں بُرے
آ جاتے ہیں۔"

"یکن یہ بہت ظلم ہوا ہے۔"

"ایسی باتیں نہیں کرتے۔ ہمیں تو اپنا کام کرنا ہے۔ جانے کس اسلامی ملک کے خلاف مجھے بھیجا جانے والا ہے،
نہیں دہ گیا تو اپنے گھر بیٹوں کام کریں گے۔ وہ مسکراتے۔
ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ قوی ہیرودز کو اس طرح

ایک طرف کر دیا جاتا ہے۔ یہ انھوں نے پہلی بار محکوم کی
دہان سے بوجھل دل کے ساتھ گھر پہنچے تو فون کی

لٹک دی تھی۔ انپکٹر جنید نے آگے بڑھ کر فون کا ٹین دہان

"بیرون بات کر رہا ہوں؟"

"جیل سے؟ انپکٹر جنید بولے۔

"نہیں۔ ایوان صدر سے؟"

" ایسا ہی ہوتا۔ اگر ہمیں جل میں ڈال دیا جاتا، یونکرے کہ آئندہ منصوبہ بھی آپ لوگوں کے ملک کے خلاف ہے۔ جو زندگی ہم کزاریں گے۔ وہ بالکل بے کیف ہو گی۔" اپنکے کوئی بات نہیں۔ ہم استقبال کے لیے تیار ہیں۔ اپنکے تو پھر میرا مشودہ مانیں۔ جیرال نے لذدارانہ انداز میں کہا۔ " سکرائے اور جیوال نے ہنس کر دیکھ دکھ دیا۔

" اور وہ کیا؟" جیشید۔ تم دل چھوٹا نہ کرو۔ یہ حکومت ایک ساذش کے نتیٰ حکومت کا تختہ اٹھ دیں۔ اس سلسلے میں میری عذر کرنے کی بات آتی ہے۔ زیادہ دن نہیں چلتے ہیں۔ سابقہ صدر سے ضرورت ہو تو میں حاضر۔

" آپ کیا کہ رہے ہیں جاپ۔ ہم اپنی حکومت کے خلاف ایسے کام نہیں کرتے۔ یہ حکومت جیسی بھی ہے۔" اس کا وعدہ کیا ہے۔ لہذا تین ماہ سے پہلے کوئی حلصہ، عماری اپنی ہے۔ ہم ملک کے مفاد میں کام کرتے ہیں۔ ان تلاش کر لیں۔

کرتے رہیں گے۔ حکومتیں تو آتی جاتی رہتی ہیں۔" تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے سر۔ آئندہ ایکش میں

" بالکل ٹھیک اپنکے جیشید۔ ایک الجھن اور دد کر دی۔" اشارجہ کے کوشل ہال میں آپ لوگ کس طرح داخل ہوئے۔

" بعضی گڑک کے ذریعے آتے تھے اور گڑک کے ذریعے چلے گئے تھے۔" انہوں نے کہا۔

" یکا!! وہ دھک سے رہ گیا۔" اسی وقت انہوں نے اپنے بچھے کی کی اواز سنی۔ گزر کر

دیکھا تو اکی جی شیخ شاد احمد تھے۔

" اچھا اپنکے جیشید۔ پھر ملاقات ہو گی۔ بلکہ ب۔ت، جنہے ہم کی گی۔ یونکرے اشارجہ کے صدر نے ابھی ابھی بچھے اشارہ کیا

کو بھی مبارک باد مل رہی تھی۔ دعوت کے آخر میں صدر نے انپکٹر جمیش اور انپکٹر کامران مرزا کو سینے لگاتے ہوئے کہا:

”الشارحؒ ایسی پلانٹ کو تباہ کرنے والا آپ کارنامہ ایک بیت تک یاد رکھا جائے گا۔ میں جاؤ وہ پھر کسی نئی کارڈش کے لیے دانت تیز کر دیا ہوں گا
جسے یہ بھی اُمیر ہے کہ آپ لوگ اس کے دانت کو
کے لیے پہلے تیار ہوں گے۔“

”إن شاء الله۔“

آن کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔



Uploaded By Muhammad Nadeem